افضلیت سیدنا صدیق اکبر پر اپنی نوعیت کے منفرد اور قدیم نسخہ کی پہلی تحقیقی اشاعت

تحفۃ الاتقیاء فی تحقیق افضل البشر بعد الانبیاء

المعروف

افضلیت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ

تصنیف

حضرت علامہ مولانا حافظ محمد عبد السمیع بنارسی علیہ الرحمۃ

۱۳۴۵ھ / ۱۹۲۶ء

تحقیق، تخریج و ترتیب

خرم محمود سرسالوی

پروگریسو بکس

تحفة الاتقیا فی تحقیق افضل البشر بعد الانبیا

المعروف

افضلیت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

تصنیف

حضرت علامہ مولانا حافظ محمد عبد السمیع بنارسی علیہ الرحمۃ

۱۳۴۵ھ/۱۹۲۶ء

تحقیق، تخریج وترتیب

خرم محمود سرسالوی

باراول	مئی 2019
پرنٹرز	تایا پرنٹنگ پریس، لاہور
سرورق	النافع گرافکس
تعداد	600/-
ناشر	چوہدری غلام رسول۔ میاں جواد رسول میاں شہزاد رسول
قیمت	/= روپے

ملنے کے پتے

ملت پبلی کیشنز
فیصل مسجد اسلام آباد Ph: 051-2254111
E-mail: millat_publication@yahoo.com

اسلام بک ڈپو
۱۲۔ گنج بخش روڈ لاہور فون 042-37112941 0323-8836776

شوروم ملت پبلی کیشنز دوکان نمبر 5- مکہ سنٹر نیو اردو بازار لاہور 0321-4146464
Ph: 042-37239201 Fax: 042-37239200

پروگریسو بکس
یوسف مارکیٹ ٥ غزنی سٹریٹ
اردو بازار ٥ لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

فہرستِ مضامین

حرفِ حکایت

غالباً یہ دسمبر 2016ء کے اواخر کی بات ہے، جب مجھے "فتاویٰ ورسائل ہزاروی" کی تحقیق و تخریج کے دوران "مزرع الحسنات شرح دلائل الخیرات" نامی کتاب کی بطورِ تخریج کے ضرورت محسوس ہوئی، میری معلومات اس کتاب کے بارے میں زیرو تھی، اس دوران مولانا محمد افروز قادری چریاکوٹی صاحب (ولاص یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ) کی تالیف "مولانا حافظ عبد السمیع حنفی بنارسی-حیات و خدمات-" مطالعہ میں آئی، اس کے صفحہ 11 پر مولانا عبد السمیع بنارسی علیہ الرحمہ کی کتب میں "مزرع الحسنات" کا نام بھی تھا؛ چوں کہ مذکورہ تالیف بہ تحریک "محترم میثم عباس قادری رضوی صاحب" کے مؤلَّف ہوئی ہے؛ اس لئے میں نے اس سلسلے میں محترم میثم عباس قادری رضوی صاحب" سے رابطہ کیا اور اپنا مدعا عرض کیا۔ مذکورہ کتاب تو نہ مل سکی، البتہ محترم موصوف نے فرمایا کہ مولانا حنفی بنارسی علیہ الرحمہ کی ایک کتاب "تحفۃ الاتقیاء فی تحقیق افضل البشر بعد الانبیاء (معیار الحق: حصہ دوم)" میرے پاس ہے جو چار پانچ سالوں سے میرے اہداف میں ہے، اگر آپ اس پر کام کر دیں تو یہ کتاب جلد شائع ہو جائے گی۔ میں نے کہا کہ آپ کتاب بھیج دیں، میں کتاب دیکھ کر کچھ کہہ سکوں گا۔ موصوف نے کتاب مع کمپوز فائل بھیج دی، دیکھا تو کام دشوار تھا اور سب سے بڑی دشواری یہ کہ فائل ان پیج پر کمپوز تھی اور میں ان پیج پر نہیں، بلکہ ورڈ پر کام کرتا ہوں۔ خیر میں نے کام کرنے کی حامی بھر لی اور فائل ان پیج سے ورڈ پر کنورڈ کرنے کے لئے عزیز دوست مولانا مہتاب احمد قادری رضوی صاحب کو دے دی، جنہوں نے جلد ہی اس کی ورڈ فائل بنا کر بھیج دی، اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے، آمین۔

کتاب کے فاؤنٹ وغیرہ سیٹ کرنے کے بعد میں نے اس پر کئے جانے والے کام کا خاکہ

بنایا (کتاب پر ہونے والے کام کی تفصیلات اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں) اور کام شروع کر دیا، جو تین چار ماہ میں مکمل ہو گیا۔ الحمد للہ علی ذالک۔

ہمیشہ علمی کاموں میں دستِ تعاون دراز کرنے والے محترم دوست مولانا سیف اللہ جز اہروی صاحب کا تعاون اس کتاب میں بھی برابر جاری رہا، موصوف نے فارسی عبارات کے ترجمہ و تخریج میں معاونت فرمائی، اللہ تعالیٰ موصوف کو شاد و آباد رکھے اور دین و دنیا کی کامیابیاں عطا فرمائے۔ آمین۔ بہت بہت شکریہ۔

اور اس کتاب کے محرک محترم میثم عباس قادری رضوی صاحب کا بھی سپاس گزار ہوں، جنہوں نے یہ نایاب کتاب عنایت کر کے خدمت کا موقع دیا۔

بھول، چوک بشری عارضہ ہے، کوئی غلطی پائیں تو مطلع فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ فقط

حریص تراث اسلاف

خرم محمود

سرسال۔ آزاد کشمیر

[۱۶ شعبان المعظم ۱۴۳۸ھ / 13 مئی 2017ء]

موبائل نمبر: (0311-3138106)

ای میل: tanish2641@gmail.com

"تحفۃ الاتقیاء" پر ہونے والا کام:

(۱)... آیات مبارکہ کی تخریج کی ہے۔

(۲)... آیات مبارکہ کو منقش بریکٹ ﴿...﴾ میں درج کیا ہے۔

(۳)... بعض مقامات پر آیات کا ترجمہ نہیں تھا وہ کنزالایمان سے دیا ہے۔

(۴)... احادیث مبارکہ اور یوں ہی دیگر عربی و فارسی عبارات کی تخریج کی ہے۔ تخریج کے حوالے سے چند امور ذکر کرنا ضروری ہیں:

☆ تخریج میں وہ کتب جن کا کتاب، باب اور رقم ہی ذکر کرنا مروّج ہے، مثلاً: صحاح ستہ، تو ان کے کتاب، باب اور رقم پر ہی اکتفا کیا ہے۔ اور بقیہ کا جلد و صفحہ بھی لکھا ہے، جب کہ بقیہ تفصیل یعنی، مصنف، محقق و ناشر وغیرہم فہرست ماخذ و مراجع میں ذکر کی ہے۔

☆ احادیث، دیگر عربی و فارسی عبارات اور بعض رجال، کتب وغیرہما کے اسما کے اندراج میں اغلاط تھی، جنہیں اصل سے مراجعت کے بعد درست کر دیا گیا ہے۔

☆ تخریج کے سلسلہ میں مصنف کا اکثر جگہ اسلوب یہ ہے کہ منقولہ عبارت کے شروع یا آخر میں کئی کتب کے اسما بطور حوالہ نقل کرتے ہیں اور پھر اس بریکٹ () میں ایک یا دو کتابوں کے نام لکھ دیتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مصنف نے ذکر کردہ عبارت و تخریج بریکٹ میں مذکور کتاب سے لی ہے۔ مثلاً: وَالمعرجه الطَّبْرَانِيُّ من حَدِيث أبي الدَّرْدَاء وَالْحَاكِم من حَدِيث ابْن مَسْعُود وروى أَحْمد وَالتِّرْمِذِيّ وَابْن مَاجَه وَابْن حبَان فِي صَحِيحه عَن حُذَيْفَة (صواعق - تاریخ الخلفاء) اس کا مطلب یہ ہے کہ منقولہ عبارت صواعق محرقہ و تاریخ الخلفاء کی ہے۔ ایسے مقامات پر عام طور پر ہم نے بریکٹ والی کتاب کی تخریج ہی کی ہے۔ اور بعض جگہ بریکٹ میں صواعق وغیرہ کا نام نہیں بھی لکھا لیکن وہ عبارت

صواعق یا تاریخ الخلفاء کی تھی تو ہم نے تخریج بھی صواعق یا تاریخ الخلفاء سے ہی کی ہے۔

☆کتاب کی تخریج میں مصنف کے ذکر کردہ مصادر و مراجع تک ہمیں ننانوے فی صد کامیابی ہوئی ہے، البتہ چند کتابیں ایسی بھی ہیں جن تک ہماری رسائی نہیں ہو سکی۔

(۵)... مصنف نے کتاب کو ابواب و فصول پر تقسیم کیا ہے، کتاب کے اندر بعض جگہ مصنف فصول کو عربی میں ذکر کرتے ہیں اور نیچے حاشیہ یا کتاب کے سائیڈ میں اس کو اردو میں لکھ دیتے ہیں۔ ہم نے اس کو کتاب میں درج کر دیا ہے۔ مثلاً اس طرح: الفصل الرابع/ چوتھی فصل۔ اسی طرح بعض فوائد بھی کتاب کی سائیڈ پہ تھے، انہیں بھی شاملِ کتاب کر دیا ہے۔

(۶)... کتاب میں عربی اور فارسی کی کئی ایک عبارات غیر مترجمہ تھیں، جن کا ترجمہ متنِ کتاب میں ہی متعلقہ عبارت کے نیچے اس بریکٹ[] میں کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح کوئی بھی ضروری وضاحت یا اضافہ اگر متنِ کتاب میں کیا ہے تو اسے اس بریکٹ[] میں ہی رکھا ہے؛ تاکہ مصنف سے امتیاز رہے اور ایسا محض کتاب کو تقریبِ للتفہیم کرنے کے لئے کیا ہے۔

(۷)... کتاب مختلف ابواب پر منقسم ہے، لہٰذا ہر باب کو نئے صفحہ سے شروع کیا ہے۔

(۸)... قدیم طرز کے مطابق پوری کتاب ایک مضمون کی سی صورت میں شروع ہو کر ختم ہو جاتی تھی، ہم نے پیراگرافنگ وغیرہ پر خصوصی توجہ دی ہے۔

(۹)... کتاب میں اکثر مقامات پر پورے درودِ پاک کے بجائے صلعم وغیرہ جیسے الفاظ لکھے تھے اور یہی صورت حال مقاماتِ ترضیہ و ترحیم پر بھی تھی ہم نے وہاں مکمل درود اور ترضیہ و ترحیم لکھا ہے اور اس کا فاؤنٹ عربی رکھا ہے۔

(۱۰)... رموزِ اوقاف کا خاص اہتمام کیا ہے۔

(۱۱)... مشکل الفاظ پر اعراب کا اہتمام کیا ہے۔

(۱۲)... عربی عبارات پر اعراب کا اہتمام بھی کیا ہے۔

(۱۳)...کتاب کے شروع میں فہرستِ مضامین دی ہے۔

(۱۴)...کتاب کے آخر میں "ماخذ و مراجع" کی فہرست بھی درج کی ہے۔

مولانا حافظ عبدالسمیع حنفی بنارسی

-حیات وخدمات-

از: مولانا محمد افروز قادری چریاکوٹی۔ دلاص یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن-ساؤتھ افر

مذہبی تذکرہ و تاریخ میں شہر بنارس کو کیا اہمیت حاصل ہے، اَربابِ دانش و بینش پر
نہیں۔ صدیوں سے یہ شہر اہل علم کا مسکن و مرجع اور اہل عقیدت کا مرکز و محور رہا ہے۔
دھرم کے مطابق اس شہر کی اہمیت و فضیلت تو اپنی جگہ مسلم ہے ہی؛ مسلمانوں کے لئے
یہ شہر عظمت و تقدیس کی اعلیٰ ترین بلندیوں پر فائز ہے۔ پانچویں صدی سے چودھویں صد
تک یہاں کی علمی خاک سے بہت سے جلیل القدر صوفیہ و مشائخ، اور علما و فضلا اُٹھے ہیں
اپنے علم و تحقیق اور فضل و کمال سے ایک زمانے کو فیض یاب کر گئے ہیں۔ مشائخ اجم
کچھوچھہ کے انوار و فیوض اس نگری پر جھوم کر برسے ہیں اور پھر یہاں سے فرزندانِ بنا
کے ہاتھوں ان فیوضات کی تقسیم عام بھی ہوئی ہے۔

سیاسی اعتبار سے بھی بنارس کی تاریخ بڑی تابندہ روایتوں کی حامل ہے۔ انگریزوں
اوّل دشمن ٹیپو سلطان اور ان کے شہزادگان کا بنارس سے اٹوٹ رشتہ رہا ہے۔ ان کی ہڈیاں آ
بھی یہاں امانت ہیں۔ یہ شاہانِ شرقی کے فکر و فن اور تعمیر و ترقی کا اوّلین نقطہ نظر رہا ہے
اورنگ زیب عالم گیر کی ہندوؤں سے رواداری کے واقعات یہاں لاتعداد ملتے ہیں۔ ابن بطو
اور ابن خلدون کی معلومات کا یہ شہر بڑا اہم موضوع رہا ہے۔ یہ نہ صرف خاندانِ تیموری
علمی گہوارہ رہا ہے، بلکہ شہزادہ داراشکوہ کا مادر علمی بھی۔ یہی وہ عوامل ہیں جن کے باعث
ہندوستان کے تمام مدارس و مکاتب کی کڑی مل کر شہر بنارس کو گویا "اُستاذ الکل" کی حیثیت
حاصل ہو گئی ہے۔

یہ وہی بنارس ہے جہاں مشائخ واکابر اہلِ سنّت کے ہاتھوں وجود میں آنے والی بے مثال تحریک و تنظیم "آل انڈیا سنی کانفرنس"(1) کو کامیاب بنانے کے لئے برصغیر کے تقریباً بائیس

---

(1)۔۔: ۲۷/اپریل ۱۹۴۶ء بنارس میں منعقدہ کانفرنس میں شرکت فرمانے والے چند اکابر اہل سنت کے اسمائے گرامی یہ ہیں: امیر ملت سید جماعت علی شاہ علی پوری، حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مولوی شاہ مصطفیٰ رضا خان، صدر الشریعہ حضرت مولانا محمد امجد علی گھوسوی، صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، مولانا شاہ ابوالمحامد سید محمد محدث اعظم کچھوچھوی، حضرت خواجہ حافظ ضیاء الدین تونسوی، خواجہ پیر غلام محی الدین گولڑوی، حضرت علامہ عبد الغفور ہزاروی، حضرت علامہ ظفر الدین بہاری، حضرت علامہ ابوالنور محمد بشیر سیالکوٹی، مبلغ اسلام مولانا شاہ عبد العلیم صدیقی میرٹھی، ابوالبرکات مولانا سید احمد قادری لاہور، حضرت مولانا شاہ قمر الدین سیالوی، مولانا شاہ سید زین الحسنات مانکی شریف، مولانا سید شاہ دیوان آل رسول علی خان اجمیر شریف، مفتی ظفر علی نعمانی، علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی، علامہ فتح علی شاہ قادری، مولانا عبد الحامد بدایونی، علامہ عبد المصطفیٰ ازہری، حضرت شاہ برہان الحق جبل پوری اور مولانا عبد السلام باندوی وغیرہم۔ رحمہم اللہ تعالیٰ ورضی عنہم اجمعین۔

حضرت مولانا غلام قادر اشرفی جو خود شریک کانفرنس تھے ان کی زبانی 'سنی کانفرنس بنارس کا آنکھوں دیکھا حال' اِختصاراً سُنیں:۔۔۔۔۔ نماز عشاء کے بعد (بنیاباغ) ٹاؤن ہال کے میدان میں اجلاسِ عام ہوا، جس میں جتنا بڑا اجتماع ہم نے دیکھا اس سے بڑا کوئی اجتماع نہ آج تک دیکھا ہے اور نہ دیکھنے کی اُمید ہے۔۔۔۔۔ خطبہ استقبالیہ سید محمد محدث کچھوچھوی نے پیش کیا جو فصاحت وبلاغت کا شاہکار تھا۔ آپ کی آواز گونج دار تھی اور تقریر کے دوران جب وہ جوش میں آکر ہاتھ اوپر اُٹھاتے تو یوں لگتا کہ آسمان کو کھینچ لیں گے!۔۔۔۔۔

شرکا کی تعداد کا اندازہ لگانے کے لے ۳۷ہارن تو میں نے خود گنے تھے اور پھر بھی کئی باقی رہ گئے تھے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق کانفرنس میں تین لاکھ کا اجتماع تھا، جن میں بیس بائیس ہزار علما شامل تھے۔ سارے کا سارا دیوانوں کا اجتماع تھا اور جوش وخروش کا عالم یہ تھا کہ تکبیر ورسالت کے نعرے فضا میں ارتعاش پیدا کررہے تھے۔۔۔۔۔ (ماہنامہ فیضان، فیصل آباد، جلد:۱۵۔۸۔۱۹۷۸ئ، ایڈیٹر: قاری عطاء اللہ: ص۱۷)

جب کہ بعض دیگر حوالوں میں علماومشائخ کی تعداد دس ہزار بتائی گئی ہے۔ تاہم جو بھی ہو یہ کانفرنس اپنے مقصد وہدف کے اِعتبار سے تاریخ کی بے مثال کانفرنس تھی۔ اور چرخِ کہن نے ایسے مناظر کم دیکھے ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ عروجِ سنیت کا یہ تابناک دور دیکھ کر حضور حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا محدث بریلوی نے فرمایا تھا: میں نے ملک گیر دورے کیے اور بڑی سے بڑی تحریکاتِ دینیہ کو دیکھا مگر بنارس کی اس دینی تحریک کی مثال ملنی مشکل ہے۔۔۔۔۔ (مخدوم بنارس:۶۳)

ہزارہا علما و فضلا جمع ہوئے تھے اور بیدار مغز عوام الناس کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے مجمع کی تعداد کا علم سوائے خداوند قدوس کے شاید ہی کسی کو ہو۔ چشمِ فلک نے ایسا منظر شاید کبھی نہ دیکھا ہو! آج شہر و اطراف میں شاید ہی کوئی ایسا علاقہ ملے، جہاں علما و مشائخ کے قدیم مقابر اور آستانوں کا وجود دیکھنے کو نہ ملے۔ مجاہدینِ اسلام اور شہدائے ذوی الاحترام کی قربانیوں سے شہر کا چپہ چپہ روشن و تابناک، بلکہ پورا شہر گنجِ شہیداں بنا ہوا ہے۔ شہر سے جس طرف نکل جایئے، کوئی نہ کوئی مسلم الثبوت عارف باللہ آسودۂ زمین ضرور ملتا ہے۔ بنارس کی انھیں ممتاز ترین شخصیتوں میں ایک نمایاں نام مولانا حافظ حاجی شاہ عبد السمیع حنفی نقشبندی بنارسی معروف بہ "حافظ گھسیٹا" کا بھی ہے۔

آپ نے شہر بنارس میں شرفِ تولد حاصل کیا۔ یہیں پلے بڑھے، لکھنا پڑھنا سیکھا۔ قوتِ حافظہ چوں کہ بہت اعلیٰ پایا تھا؛ اس لئے ابتدائی عمر ہی میں حفظِ قرآن کی چاندنی آپ کے سینے کے محراب میں اتر چکی تھی، جس کی تابانی نے آپ کی حیاتِ مستعار کے ہر گوشے کو نہ صرف زندگی بھر منور و تاباں رکھا بلکہ پس مرگ بھی اس کی یہ برکات دیکھنے میں آئیں کہ مدینہ منورہ کی پاکیزہ مٹی میں آپ کے جسدِ خاکی کو آسودۂ خواب ہونا نصیب ہو گیا۔

بنارس ہی میں آپ کی تعلیم و تعلم کے مراحل طے ہوئے۔ فطری ذوقِ مطالعہ نے آپ

یہ ایک حقیقت ہے کہ ملتِ اسلامیہ پر جب بھی کوئی نازک وقت آیا سنی علما و مشائخ نے پاسبانیِ ملت کا فریضہ بحسن و خوبی انجام دیا، اور حق کا پرچم بلند رکھنے کی خاطر کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔ سوادِ اعظم کو یہ فخر حاصل ہے کہ اس کے اکابر کا ماضی بھی درخشندہ ہے اور حال بھی تابندہ۔ وہ ہمیشہ ملت کے ماتھے کا جھومر رہے، کلنک کا ٹیکہ کبھی نہیں بنے۔ نہ تو انگریز کی مراعات سے ان کی آنکھیں خیرہ ہوئیں اور نہ ہی وہ کبھی مشرکین ہندوؤں کے مکر و فریب کا شکار ہوئے۔ جب برصغیر میں پہلے شخص نے کلمہ پڑھا تھا اس وقت سے لے کر آج تک کوئی تحریک اور کوئی موڑ ایسا نہیں جہاں علما و مشائخ اہلِ سنت نے سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے محبت کا عملی ثبوت فراہم نہ کیا ہو۔ یہ غلامانِ مصطفےٰ کی تاریخ ہے ــــــ یہ روشنی کا سفر ہے ــــــ (ایضاً) ــ چریا کوٹی۔

کو ہمیشہ مصروفِ کتب بینی رکھا، بلکہ آپ کی یہی خوبی اکابر کی بارگاہوں تک آپ کو کھینچ لائی۔ اوروقت کے جید علما سے آپ کو اِستفادے کا شرف نصیب ہوا۔ جن میں عارف باللہ حضرت مولانا شاہ رضا علی قطب بنارس قدس سرہ (م۱۳۱۲ھ) بہت مشہور ہیں۔ آپ نے قطب بنارس کے درِ فیض سے خوب علمی وروحانی انواروبرکات حاصل کیے، اور ایسا کیوں نہ ہوتا کہ آپ قطب بنارس کے ہونہار شاگرد، چہیتے مرید اور قابلِ فخر خلیفہ تھے۔ چنانچہ ۱۳۲۳ھ میں آپ نے اپنے اُستاذ و مربی کے مجموعہِ فتاویٰ کو خلق خدا کی رشدوہدایت کے لیے "فیوض الرضا" کے نام سے طبع کرا کے عام وتام فرمایا۔(1)

آپ بڑے عابدوزاہد اور شب زندہ دار عالم تھے۔ خشیت الٰہی کا ہردم غلبہ رہتا۔ اور عشق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے وجود میں رچ بس گیا تھا یہی وجہ ہے کہ آپ کے خطاب کا زیادہ تر موضوع "عشق رسول" اور "محبت اولیا" ہوا کرتا تھا۔ شب بیداری اور اشک خیزی جو ایک عالم مرتاض کا شیوہ ہوتا ہے وہ آپ کے اندر بدرجہ اتم موجود تھا۔ وظائف بکثرت کرتے اور حتی الامکان اپنے حال کا اِخفا فرماتے تھے۔ فرائض کی سخت پابندیوں کے ساتھ سنتوں کا خاص اہتمام کرتے یہی وجہ ہے کہ آپ کے لباس سے لے کر نشست وبرخاست تک سب میں سنت نبوی کی جلوہ گری دکھائی دیتی۔

آپ کو دیکھنے والے ابھی کچھ اَفراد بنارس میں موجود ہیں۔ راقم (محمد افروز قادری) نے بذاتِ خود ان سے ملاقات کر کے آپ کے کچھ اَوصاف واَحوال معلوم کیے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ آپ کے دور میں آپ جیسا عالم ومناظر اور خطیب ومصنف کم دیکھنے میں آیا ہے۔ غیر شرعی اُمور کو دیکھ کر آپ کی آنکھوں میں آنسو آجاتے اور فوراً تنبیہ فرماتے کہ ایک مسلمان جو اپنے رسول گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ پڑھتا ہے اس کو یہ زیب نہیں دیتا

---

(1) ـــ: (تذکرہِ مشائخ بنارس، عبد السلام نعمانی:۱۰۵۔)

کہ اپنے آقا کی سنت کے خلاف چلے یا اس کے فعل سے قلب نبی کو ٹھیس پہنچے۔

آپ نہایت منکسر مزاج، سادہ لباس، سنجیدہ و بے نفس اِنسان تھے۔ تکلفات و تصنّعات اور ریاو نمود سے بے حد نفرت تھی۔ نرم خوئی، نیک مزاجی، اور حسن اخلاق کے پیکر تھے۔ ہر ایک سے خندہ پیشانی، شفقت و محبت سے ملنا آپ کا شیوہ تھا۔ کسی کی دل آزاری سے حد درجہ بچتے تھے۔ یتیم و مسکین نوازی و غربا پروری میں نمونہ اَسلاف تھے۔ احکام شریعت اور فقہی مسائل میں نہایت ہی محتاط پہلو اختیار فرماتے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کو زبان و قلم دونوں نعمتوں سے مالامال فرمایا تھا۔ چنانچہ جہاں آپ ایک فصیح البیان خطیب اور بے مثال مناظر تھے وہیں ایک اچھے قلم کار اور خوش اُسلوب مصنف بھی تھے۔

محلہ شیخ سلیم پھاٹک (نزد نئی سڑک) آپ کا جاے قیام تھا۔ مسجد اِبراہیمیہ معروف بہ مسجد القریش محلہ شیخ سلیم پھاٹک کے اندر موجود مدرسہ ابراہیمیہ [1] میں آپ مدرس اعلیٰ اور شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہو کر طالبانِ علوم دینیہ کی تعلیم و تربیت کا فریضہ انجام دیتے

---

(1)۔۔:مدرسہ ابراہیمیہ: یہ شہر بنارس کا معروف و ممتاز ترین اِدارہ تھا جس نے اپنی خدمات سے دور دراز تک اپنی شہرت کا جال پھیلا رکھا تھا۔ علماے چریاکوٹ کے ذریعہ اعظم گڑھ کی سرزمین سے شائع ہونے والے اپنی نوعیت کے منفرد ماہنامہ "العلم"۔ نمبر۱، جلد۱۔ نے اس مدرسہ کے تعلق سے ایک بھرپور رپورٹ شائع کی ہے جس کی روشنی میں یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ مدرسہ ابراہیمیہ اکابرین اہل سنت وجماعت کے فکر و فن کا مرکزی محور تھا اور اہم مراکز میں شمار ہوتا تھا۔ ملک و بیرونِ ملک کے تشنگانِ علوم نے اس سے سیرابی حاصل کی۔ مدرسہ کس معیار کا تھا صرف اتنا کہنا کافی ہو گا کہ اس مدرسہ کے شیخ الحدیث قطب بنارس حضرت مولانا شاہ رضا علی نقشبندی بنارسی کے اجل خلیفہ (مولانا عبدالسمیع بنارسی) تھے جو اپنے وقت کے عظیم مناظر اور زبردست ادیب وخطیب تھے، جن کی قلمی خدمات سے آج بھی بنارس کا علمی وروحانی حلقہ جگمگا رہا ہے۔۔۔۔۔۔۔:مدرسہ ابراہیمیہ سے امام احمد رضا محدث بریلوی اور قطب بنارس شاہ عبدالحمید فریدی پانی پتی کا گہرا تعلق ہے۔ امام احمد رضا کے قدم مبارک اس مدرسہ میں آچکے ہیں۔ آپ کی خدمت عالیہ میں ایک تاریخی اِستفتا اسی مدرسہ سے کیا گیا جس پر آپ نے الزبدۃ الزکیۃ نامی اہم تصنیف سے مسئلہ حق کو واضح فرمایا۔ اس مدرسہ میں اکابرین چریاکوٹ اور ولید پور برابر تشریف لاتے رہے۔ (اقطابِ بنارس، علامہ عبدالمجتبیٰ صدیقی: ۲۰۱،۲۰۰) -چریاکوٹی-

تھے، یہاں منتہی کتابوں تک تعلیم ہوتی تھی اور اکنافِ ملک سے شیدائیانِ علم کشاں کشاں کھنچے چلے آتے تھے۔ اس ادارے کی اپنی ایک تاریخ تھی؛ لیکن آپ کے یہاں برسر تدریس ہونے کے باعث اس کی شہرت وعظمت میں چار چاند لگ گیا۔ اسی لیے دور دراز سے مستفیدین وتشنگانِ علم دین آتے اور آپ کے خوانِ علم وفیض سے خوشہ چینی کرکے قوم وملت کے لیے عظیم سرمایہ بن کر جاتے۔

آپ نہایت ذہین وفطین تھے، اور اِستعداد بھی بلا کی تھی۔ فطری صلاحیتیں خدائے بخشندہ نے آپ کے اندر خوب رکھ دی تھیں؛ اسی لیے مشکل سے مشکل بات اور مغلق سے مغلق بحث آسان پیرائے میں پیش کرنے پر آپ کو ملکہ حاصل تھا۔ آپ کا وجود مخالفین اہل سنت وجماعت کے لیے تاحیات قہر خداوندی رہا۔ خصوصاً معاندین اَحناف کی آپ نے دلائل وبراہین سے ہمیشہ بولتی بند رکھی۔ صاحب "تذکرہ مشائخ قادریہ" مولانا عبدالمجتبیٰ صدیقی جنھوں نے تاریخ بنارس، اقطاب بنارس، مخدوم بنارس اور شیر بنارس وغیرہ پر بہترین کام کیا ہے وہ اس حقیقت کا یوں اِعتراف کرتے ہیں:

"مولانا عبد السمیع نقشبندی بنارسی نے محمد بن عبد الوہاب کے ماننے والے مقلد اور غیر مقلد وہابی کا زبردست رد لکھا اور سخت تنقیدیں کیں۔"(۱)

وہ لوگ جو مقلد اور غیر مقلد وہابیوں کے متعلق کسی قسم کے تذبذب کا شکار ہیں ان کے لیے لمحہ فکریہ ہے کہ مولانا عبدالسمیع حنفی بنارسی سمیت متقدمین ومتاخرین میں سے بے شمار علما ومشائخ اہل سنت نے ان کی گستاخیاں اور علمی خیانتیں دیکھ کر اُمت مسلمہ کو آگاہ فرمایا اور ان سے اپنا تعلق جوڑنے کی سخت ممانعت فرمائی؛ اس لیے ایسے کور عقیدوں سے مکمل اِجتناب کرنا اہل سنت کے لیے اَزحد ضروری ہے۔

---

(1)۔۔:(اقطاب بنارس، مولانا عبدالمجتبیٰ صدیقی:۱۴۹۔)

نئی نئی نیچریت و وہابیت جب بھی ترقی کر رہی تھی اور مسلک و مذہب کے شفاف چہرے پر
حملہ آور ہونے لگی اور شورش برپا کی تو آپ نے حفاظت کے لئے میدان میں کود پڑے۔
جیسا کہ آپ پہلے بزرگوں اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلنا چاہتے تھے۔ آپ کے دور میں ملک
کا ماحول سیاسی اعتبار سے نہایت خراب اور سنگین ہو گیا تھا جس کے اثرات سے بنارس بھی متاثر
ہوا۔ چنانچہ یہاں قادیانیت، وہابیت اور رافضیت بھی پاؤں پھیلائے ہوئے تھی، اور آریہ سماج
بالخصوص بھی سرگرم اور خیمہ اسلام پر حملے کر رہے تھے۔ یوں ہی سیاسی میدان میں نت نئے شگوفے
نت نئے فتنوں نے عامۃ المسلمین کے ذہن و فکر میں ایک ہیجان برپا کر دیا تھا۔

انتہائی مصروف زندگی ہونے کے باوجود آپ نے ان تمام فتنوں کا سدباب فرمایا اور کسی
حد تک یہ تعاقب کر لیا جاتا تو گویا آپ نے سکھایا نہیں تھا۔ چنانچہ مفتی کفایت اللہ دہلوی کی
کتاب "تعلیم الاسلام" کی گمراہ کن عبارات کا زبردست رد "تفہیم الاحکام" کے نام سے لکھا
اور اہل سنت وجماعت کے مسلمہ اصول و نظریات کی مخالفت کرنے والوں کی گرفت ٹھوس
دلائل سے فرمائی۔

یوں ہی آپ نے وہابیہ، دیابنہ، روافض اور دیگر گمراہ فرقوں کا رد بلیغ فرمایا اور "معیار
حق" لکھ کر ان فرقوں کے بارے میں مشائخ نقشبند کی ترجمانی اور اپنے پیر و مرشد کی
تعلیمات دینیہ کا تحفظ فرمایا۔ اس طرح اہل اسلام پر عموماً اور اہل بنارس پر خصوصاً آپ کا عظیم
احسان ہے۔ اور یہ بات بلا مبالغہ کہی جا سکتی ہے کہ آپ اپنے دور میں اس شہر کے اندر سفینہ
اہل سنت کے ناخدا تھے۔ یہاں تک کہ جامعہ فاروقیہ بنارس کے اس عظیم الشان اور تاریخ ساز
اجلاس میں شریک اکابر علمائے اہل سنت میں ایک آپ بھی تھے جہاں امام احمد رضا کے نظریۂ
تکفیر اور حسام الحرمین کی تائید و توثیق علی رؤوس الاشہاد کی گئی۔ اور مشاہیر علما و مشائخ کی
موجودگی میں پورے اہتمام کے ساتھ عامۃ المسلمین کو اس کا حکم شرعی سنایا گیا۔ انجمن اشاعۃ
التحقیق کے ریکارڈ میں جن مشائخ کرام کی دستخطی تائیدات موجود ہیں جو بہت ہی تاریخی

اہمیت کی حامل ہیں ان میں سے ایک محقق مذہب اہل سنت جناب مولانا مولوی حاجی حافظ عبد السمیع بنارسی بھی ہیں۔[1] یہ تصدیقات "متفقہ فتاویٰ علماے دنیا" کے نام سے شائع ہو چکی ہیں۔

علماے اہلِ سنت سے آپ کے مراسم و تعلقات بہت گہرے تھے۔ آپ نے اُن سے برابر علمی مکالمات و مراسلات جاری رکھا۔ مشائخ و اَقطابِ بنارس سے آپ کی وابستگی دیدنی تھی۔ ہر علمی و فکری معاملے میں ان سے مشاورت اور ان کی مجالس علمیہ میں مشارکت آپ کی پوری زندگی کا معمول رہا۔ اس خصوص میں شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا محدث بریلوی (م ۱۳۴۰ھ) سے آپ کو جو قلبی عقیدت اور بے پناہ محبت تھی اس کی مثال نہیں ملتی۔ حتیٰ کہ آپ کی دعوت پر امام احمد رضا مُحدث بریلوی آپ کے مدرسہ ابراہیمیہ میں بھی تشریف لائے، اور تاحیات یہ خوشگوار تعلقات اُستوار رہے۔ شاید آپ کے علم میں یہ بات نہ ہو کہ امام اہل سنت نے اپنا شہرہِ آفاق رسالہ "الزبدۃ الزکیۃ لتحریم سجود التحیۃ (۱۳۳۷ھ)" آپ ہی کے ایک اِستفسار پر تصنیف فرمایا تھا جس میں سجدہِ تعظیمی کے حرام ہونے کا قطعی اِسلامی حکم ہے۔ یہ سوال ۹/ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ میں ارسال کیا گیا۔ تفصیل کے لیے مذکورہ رسالہ دیکھیں جو "فتاویٰ رضویہ" میں شامل ہے۔

اُردو کے معیاری رسائل و جرائد میں آپ کے مضامین و مقالات بڑے چاؤ سے شائع ہوتے اور پڑھے جاتے تھے۔ مسلکِ اہلِ سنت کے علم بردار اور مذہب حنفی کے ترجمان اَخبار "الفقیہ" اور "اہل فقہ" امرتسر کے آپ ممتاز مضمون نگاروں میں تھے۔ نیز تاحیات اس کے خریدار بھی رہے۔ گویا اس اخبار کو آپ کا علمی و مالی دونوں تعاون حاصل رہا۔

ابوالجمال علامہ احمد مکرم عباسی چریاکوٹی نے اپنی مایہ ناز کتاب "چراغِ حکمت" مطبوعہ

(1)۔۔۔: تفصیل کے لیے دیکھیں: مخدوم بنارس، از عبد المجتبیٰ صدیقی: ۱۳۔

صدیقی پریس بنارس کے اخیر میں ماہانہ رسالہ "تعلیم الاسلام" کا اجمالی تعارف پیش کیا ہے جس کے مستقل قلم کاروں میں مولانا عبد السمیع بنارسی کا بھی نام بڑے احترام واہتمام سے پیش کیا اور ان کی لکھی جانے والی تفسیر کو اب تک کی بے مثال تفسیر قرار دیا ہے۔ رقم طراز ہیں:

"یہ ماہواری رسالہ بنارس سے ماہِ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ مطابق ماہ مارچ ۱۹۰۵ء سے شائع ہوتا ہے۔ اس مبارک پرچے میں تفسیر قرآن مجید سلیس اُردو عام فہم سلسلہ کے ساتھ اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کی تردید......شائع ہوتی ہے۔ اس کو جناب حافظ مولوی عبد السمیع صاحب بڑی جاں فشانی سے جابجا کے شک وشبہہ بدلائل عقلی ونقلی اور بحوالاتِ کتب تفاسیر معتبرہ سے نہایت صحت کے ساتھ تحریر فرماتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ ایسی تفسیر آج تک نہیں لکھی گئی۔"(۱)

آپ کا مطالعہ وسیع، فکر عمیق اور علم بے کنار تھا۔ آپ کی حیات کا سب سے اہم کارنامہ آپ کی وہ گراں مایہ تصانیف ہیں جنھوں نے ہزاروں زندگیوں میں انقلاب پیدا کر دیا۔ آپ کی بہت سی فکری وتحقیقی کتابوں میں بعض کے اسما یہ ہیں:

(۱)... السنۃ السنیۃ علیٰ صحۃ مذہب الحنفیۃ

(۲)... معیار الحق معروف بہ دلائل قاطعہ فی معرفۃ فرقۃ ناجیہ [حصہ اول]

(۳)... معیار الحق معروف بہ تحفۃ الاتقیاء فی تحقیق افضل البشر بعد الانبیاء [حصہ دوم]

(۴)... معیار الحق معروف بہ معرفۃ فرقۂ ناجیہ بین السنی والشیعہ [حصہ سوم]

(۵)... مرآۃ الحق بجواب اہل تشیع

(۶)... مزرع الحسنات

(۷)... تائید غیبی

---

(۱)۔۔۔(چراغ حکمت حصہ اول، مولانا احمد مکرم عباسی چریاکوٹی، اختتامیہ صفحہ۔ مطبوعہ صدیقی پریس بنارس۔)

(۸)... نصرتِ لاریبی

(۹)... تنظیم الاحکام فی تعلیم الاسلام

(۱۰)... قسطاس القاری

(۱۱)... تفسیر سورۂ فاتحہ

(۱۲)... السیف المسلول [مناقب اہل بیت میں]

(۱۳)... التائید المسؤل فی رد السعی المقبول [مفصل]

(۱۴)... اِزالۃ الریب عن علم الغیب [ملخص]

(۱۵)... اِعتصام الثقلین فی غسل الرجلین

(۱۶)... اَشراط الساعۃ۔ماہنامہ تعلیم الاسلام ربیع الاول ۱۳۲۲ھ ضمیمہ کے طور پر شائع ہوا۔

یہاں مصنف کی بعض کتب کے مختصر تعارف پیش کئے جاتے ہیں:

(۱)... معیار الحق: یہ کتاب دراصل تین حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلا حصہ "دلائل قاطعہ در معرفت فرقۂ ناجیہ" دوسرا حصہ "تحفۃ الاتقیاء فی تحقیق افضل البشر بعد الانبیاء" اور تیسرا حصہ "معرفت فرقۂ ناجیہ بین السنی والشیعہ" ہے۔ جن میں پہلے دو حصے مطبوع اور ہمارے پیش نگاہ ہیں جب کہ مؤخّر الذکر کی تفصیلات سے ہنوز ہم لاعلم ہیں۔

"معیار الحق" کا یہ پہلا حصہ اصلاحِ فکر و اعتقاد اور رد بد مذہباں میں اپنا جواب آپ ہے۔ دلائل و براہین کے انبار جس طرح مصنف نے اس کتاب میں جمع فرمادیے ہیں اس سے ان کے مطالعے کی وسعت اور جزئیات کے استحضار پر بھرپور روشنی پڑتی ہے۔ اس کتاب کی غرض وغایت مصنف نے یہ بیان کی ہے کہ "زمانۂ موجودہ میں مسلمانوں کی ایسی حالت ہے کہ اصولِ دین سے بھی بے خبر ہیں۔ کلمہ گو واہل قبلہ ہونے کے لئے مجرد کلمہ واستقبالِ قبلہ ہی کو کافی سمجھتے ہیں حتی کہ ارتکابِ کفر کو بھی کفر نہیں جانتے؛ لہٰذا اسی ضرورت کے لحاظ سے یہ

رسالہ لکھا گیا ہے۔" اس کتاب کے مشمولات میں سے کچھ یہ ہیں: ایمان واسلام کی حقیقت، اہل قبلہ ہونے کی ماہیت، تعریف بدعت اور اس کے احکام، ارتکابِ کفر کی مضرت، انبیا علیہم السلام کی تنقیص وتوہین کے احکام، معاملاتِ مبتدعین، طریقہ نجات واہل نجات کی معرفت، توسل واستمدادِ انبیاواولیا، مسئلہ علم غیب، فرقہ ہائے وہابیہ، تفضیلیہ، شیعہ، نیچری، ندوی اور قادیانی کے عقائد کا خلاصہ۔ نیز فرقِ اسلامیہ میں اختلافات کے باوجود اتفاق واتحاد کیوں کر ممکن ہے!۔ اس کتاب کی ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ مصنف نے جملہ ابحاثِ علمیہ کو پوری دیانت علمی کے ساتھ کتاب وسنت سے ان کا تقابل کر کے پیش کر دیا ہے اور اپنے قلم سے کچھ کہنے کی بجائے اس کا فیصلہ ناظرین و قارئین کی رائے پر چھوڑ دیا ہے؛ تاکہ وہ کفر واسلام اور حق وباطل میں امتیاز خود کرلیں۔ یہ کتاب علامہ آسی مولانا عبد العلی مدراسی کے صاحبزادے کے اہتمام سے آسی پریس محمود نگر لکھنؤ سے طبع ہوئی۔

(۲)... **تحفۃ الاتقیاء فی تحقیق افضل البشر بعد الانبیاء:** یہ کتاب دراصل مذکورۃ الصدر کتاب معیار الحق کا حصہ دوم ہے۔ اس میں یارِ غار حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضیلت پر عقلی ونقلی دلائل کی فراوانی کے ساتھ بھرپور کلام کیا گیا ہے۔ ۱۳۲۱ھ میں مصنف نے اس کا مسودہ تیار کیا، پھر ضروری حذف واضافے اور مزید تشریح وتصحیح کے ساتھ یہ کتاب ۱۳۲۹ھ میں منظر عام پر آئی۔ یہ کتاب بھی علامہ آسی مولانا عبد العلی مدراسی کے صاحبزادے کے اہتمام سے آسی پریس محمود نگر لکھنؤ سے طبع ہوئی۔

(۳)... **السیف المسلول:** یہ کتاب اصلاً اہل بیت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل ومناقب پر مشتمل ہے؛ مگر ساتھ میں مصنف میں اس میں کچھ دوسری علمی بحثیں شامل کر کے کتاب کو بہت ہی دلچسپ بنادیا ہے۔ مصنف نے اپنی اس کتاب کا ذکر "تحفۃ الاتقیاء فی تحقیق افضل البشر بعد الانبیاء" کے اختتامیہ میں کیا ہے۔

(۴)... **تفسیر سورۂ فاتحہ:** یہ بڑا عالمانہ اور مفسرانہ کام ہے۔ آپ ماہنامہ "تعلیم

الاسلام" بنارس میں حسب ضرورت اپنی تحقیقات شائع فرماتے رہتے تھے۔ پھر آپ نے ماہنامے کی مقبولیت کے پیش نظر اس میں مستقل لکھنا شروع کیا اور مختلف عناوین کے ساتھ تفسیری جواہر پارے کی اشاعت پر زیادہ زور دیا؛ چناں چہ اس طرح محض تفسیر سورۂ فاتحہ ایک ضخیم جلد بن گئی۔

(۵)... اشراط الساعۃ: یہ رسالہ مصنف کی علم و تحقیق کا شاہکار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ماہنامہ "تعلیم الاسلام" نے ربیع الاول ۱۳۲۲ھ میں اس کو ضمیمہ کے طور پر شائع کر کے عوام وخواص کے استفادے کا سامان کیا۔

(۶)... قسطاس القاری: حرفِ "ض" کا مسئلہ ہمیشہ سے اہل علم کے درمیان بحث کا موضوع رہا ہے۔ بعض لوگوں کے نزدیک "ض" کو "ظ" کے مخرج سے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن مصنف نے دلائل وبراہین کی بھرپور فراوانی کے ساتھ اس کتاب میں اس فکر کا ردبلیغ فرمایا ہے۔ یہ کتاب ۱۹۰۴ء میں قومی پریس، لکھنو سے شائع ہوئی۔

(۷)... اِزالۃ الریب عن علم الغیب: یہ دراصل ایک غیر مقلد کے رسالہ "ازاحۃ العیب" کا دنداں شکن جواب ہے؛ چناں چہ اس رسالے میں آپ ایک مقام پر لکھتے ہیں:

۱۳۱۸ھ میں ایک رسالہ "السعی المقبول" مصنفہ رنجیت سنگھ عرف مولوی محمد سعید نومسلم پنجابی ثم بنارسی کا شائع ہوا۔ اس کے مصنف نے یہاں تک دریدہ دہنی کی ہے اور حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس میں لکھا ہے کہ -معاذ اللہ- آپ کو اپنے انجام کار اور خاتمہ کا بھی حال نہیں معلوم تھا۔

(۸)... السنۃ السنیۃ: یہ کتاب اپنے موضوع پر بہت اہم ہے۔ مصنف نے دلائل قاہرہ اور شواہد باہرہ سے مذہب حنفی کی حقانیت کو طشت ازبام کیا ہے اور اس سلسلے میں ہونے والے اعتراضات وشبہات کی بیخ کنی فرمائی ہے۔ ۱۹۱۷ء میں سلیمانی پریس، گائے گھاٹ، بنارس سے یہ طبع ہو کر فردوسِ نگاہِ قارئین ہوئی۔

بنارس کے شاطر وہابیوں نے آپ کی علم و تحقیق کو نیچا دکھانے کے لئے آپ کے نام سے چند جعلی کتابیں منسوب کر دیں اور آپ پر زبردست تہمت باندھی۔ ایسی ہی کتابوں میں ایک کتاب "تہذیب التعدی" بھی ہے، جس کا مصنف موصوف سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ محض شاطر وہابیوں کی بکواس سے لبریز اور مکمل جعلی ہے۔ اور اس طرح کی نازیبا حرکتیں عوام کی آنکھ میں دھول جھونکنے کے لئے ان وہابیوں نے بہت سے اکابر اہل سنت کے ساتھ کی ہیں۔[1]

عینی شاہدین کا کہنا ہے کہ آپ کی زندگی بھر کا یہ معمول رہا کہ جب بھی وجد میں آتے اور عشق رسول کی چنگاری دل میں بھڑکتی تو یہ معروف شعر زبان پر جاری ہو جاتا:

دکھادے یا الٰہی وہ مدینہ کیسی بستی ہے
جہاں پر ہر گھڑی مولیٰ تری رحمت برستی ہے

چناں چہ ۱۳۴۵ھ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کو سفر حج کی سعادت سے بہرہ ور فرمایا۔ وہاں سے فراغت کے بعد آپ ۷/ محرم الحرام کو مدینہ شریف تشریف لے گئے، یعنی اللہ جل مجدہ نے آپ کو وہ بستی دکھا ہی دی جہاں پر ہر گھڑی مالک و مولا کی رحمت برستی ہے۔ قسمت کی یاوری سے ہجر و فراقِ محبوب کی بے تابیاں سہ سہ کے گھل جانے والے اس وجود کو درِ حبیب کی حاضری تو میسر آگئی، مگر پھر وہاں سے لوٹنا نصیب نہ ہوا کہ آپ کی طبیعت وہاں پہنچ کر کافی علیل ہو گئی اور اس مرض سے آپ جاں بر نہ ہو سکے، بالآخر وہیں کی خاک نے آپ کو ہمیشہ کے لے اپنے اندر سمیٹ لیا۔

آخر کو خاک صرفِ ذرمیکدہ ہوئی
پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

---

(۱)۔۔:(مخدوم بنارس، مولانا عبد المجتبیٰ صدیقی:۸۵۔)

چناں چہ آپ کی روح پر فتوح ۱۰/ محرم الحرام ۱۳۴۵ھ، مطابق ۲۱/ جولائی ۱۹۲۶ء، بروز بدھ قید دنیا سے رہا ہو کر مرغزارِ بہشت کی طرف پرواز کر گئی۔ دوسرے دن جمعرات کو جنت البقیع کی مقدس ترین مٹی میں دفن ہوئے جہاں ہزاروں اَبرار و اَخیارِ اُمت مدفون ہیں۔ ع:

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

اَخبار "الفقیہ" امرتسر میں آپ کی "وفاتِ حسرت آیات" کے عنوان سے ایک تعزیت نامہ یوں مرقوم ہے:

"قبلہ حضرت مولانا حاجی عبد السمیع صاحب بنارسی جو کہ الفقیہ کے خریدار اور مضمون نگار تھے بغرضِ حج تشریف لے گئے تھے۔ حج وغیرہ بخیر وخوبی اَدا کیا۔ مکہ شریف سے بغرضِ زیارت روضۂ پاک و دیگر بزرگانِ دین و مدینہ شریف تشریف لے گئے۔ اچانک طبیعت خراب ہونی شروع ہوئی۔ ۷/ محرم کو مدینہ پاک پہنچے۔ روضہ پاک پر سلام وغیرہ پڑھتے اور کہتے تھے

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

سو خدا نے ان کی یہ آرزو پوری کر دی یعنی ۱۰/ محرم کو بوقت مغرب اس دنیاے ناپائدار سے بطرف جنۃ الفردوس کے سدھارے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ۱۱/ محرم کو غسل دیا گیا۔ بابِ جبرئیل پر نماز پڑھی گئی اور جنۃ البقیع میں دفن کیے گئے۔ مرحوم ایک حق گو عالم تھے۔ آپ کی ذات سے ہر خورد و کلاں کو یکساں فائدہ تھا۔ خدا ان کے عزیزوں اور ہم لوگوں کو صبر دے۔ فقط والسلام۔" (عبد العزیز خریدار الفقیہ) (1)

---

(۱)۔۔:(اَخبار الفقیہ امرتسر: ۲۸/ اگست، ۱۹۲۶ء صفحہ ۱۱۔)

دعا ہے کہ پروردگار عالم ہمیں مولانا موصوف کے ترکاتِ علمیہ اور باقیاتِ صالحات تاریخ کے ملبے سے نکال کر منظر عام پر لانے کی ہمت وتوفیق بخشے اور جماعت اہل سنت کی اس طرح کی اور بہت سی فراموش شدہ مظلوم علمی شخصیات کی حیات وخدمات پر بیش از بیش کام کرنے کا بے لوث جذبہ عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین بجاہ حبیبک النبی الامی الامین العلیم الکریم الرؤف الرحیم۔

تُحفَۃُ الاَتقِیَاءِ.....:ایک تعارف

از: خرّم محمود سرسالوی

مولانا حافظ حاجی شاہ عبد السمیع حنفی نقشبندی بنارسی عَلَیہِ الرَّحْمَہ نے "معیار الحق" کے نام سے تین حصوں پر مشتمل کتاب تصنیف فرمائی ہے، جس کا قدرے تعارف حالاتِ مصنّف میں مولانا افروز قادری چریاکوٹی کے قلم سے آپ ملاحظہ فرما چکے ہوں گے۔ یہاں "معیار الحق" کے حصہ دوّم یعنی، "تُحفَۃُ الاَتقِیَاءِ فِی تَحقِیقِ اَفضَلِ البَشَرِ بَعدَ الاَنبِیَاءِ" کے مندرجات کا کچھ تعارف کرانا مقصود ہے۔

حضرت حنفی بنارسی عَلَیہِ الرَّحْمَہ "معیار الحق" کے اسباب و محرکاتِ تصنیف اور مندرجات پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

"بعد حمد و نعت سرورِ کائنات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم کے واضح ہو کہ زمانۂ موجودہ میں ہم مسلمانوں کی ایسی حالت ہے کہ اصولِ دین سے بھی بے خبر ہیں۔ کلمہ گو و اہلِ قبلہ ہونے کے لئے مجرّد کلمہ و استقبالِ قبلہ ہی کو کافی سمجھتے ہیں، حتّٰی کہ ارتکابِ کفر کو بھی کفر نہیں جانتے؛ لہٰذا ضرورتِ زمانہ کے لحاظ سے رسالہ "معیار الحق" شائع کیا گیا۔ جس میں:

(۱)...ایمان و اسلام کی حقیقت

(۲)...اہلِ قبلہ ہونے کی ماہیّت

(۳)...تعریفِ بدعت اور اس کے احکام

(۴)...ارتکابِ کفر کی مضرّت

(۵)...انبیا عَلَیہِمُ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کی تنقیص و توہین کے احکام

(۶)...معاملاتِ مبتدعین

(۷)... طریقۂ نجات و اہلِ نجات کی معرفت سات مقدّموں میں بیان کرنے کے بعد فرقہ وہابیہ، تفضیلیہ، شیعہ، نیچری، ندوی، قادیانی کے عقائد کا خلاصہ مذکور ہے۔ بعد ازاں وہابیہ کے وہ خیالات جو ان کی کتب و رسائل میں شائع ہو چکے ہیں۔ مثلاً: باری تعالیٰ کے علم تفصیلی کا حادث ہونا۔ تمکّن علی العرش۔ امکانِ کذبِ باری تعالیٰ۔ توہینِ انبیاو اولیاکے کلمات پر روشنی ڈالی گئی اور مسلمانوں کو توجّہ دلائی گئی ہے کہ وہ غور فرمائیں کہ آیا مسائلِ مذکورہ «مَا اَنَا عَلَیۡہِ وَ اَصۡحَابِیۡ» کے موافق ہیں یا مخالف۔ کسی کو اپنے قلم سے کافر نہیں لکھا گیا، بلکہ کتاب و سنّت سے اُن مسائل کا تقابل کر کے ناظرین کی رائے پر اُس کا فیصلہ رکھا گیا ہے کہ وہ کفر و اسلام اور حق و باطل میں امتیاز فرمالیں۔ اسی ضمن میں توسّل و استمدادِ انبیا و اولیا اور ان کے مناقبِ جلیلہ بیان کئے گئے ہیں اور جناب سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم کا رحمۃ للعٰلمین دائمی تا قیامِ قیامت ہونا مذکور ہے، بخلاف بعض ابنائے زمانہ کے جنہوں نے آپ کا رحمتِ عالم ہونا تحیینِ حیات محدود سمجھا ہے۔

... سب سے آخر میں یہ بتایا گیا ہے کہ فرقِ اسلامیہ میں اتفاق و اتحاد کیوں کر ہو سکتا ہے۔

الغرض! اس رسالہ کے دیکھنے سے یہ معلوم ہو جائے گا کہ ایمان و اسلام [میں] کیا فرق ہے اور کلمہ گو و اہلِ قبلہ ہونا کیا چیز ہے اور فرقہ ناجیہ کی علامت و نشانی کیا ہے؟ انہیں علامت و نشانی کو پیشِ نظر رکھ کر ہر مبصر بآسانی اس امر کو معلوم کرلے گا کہ تہتّر / ۷۳ فرقوں میں فرقۂ ناجیہ کون ہے۔

اسی کا یہ دوسرا حصہ "تحفۃ الاتقیاء" ہے، جس میں آپ حضرات ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کے افضل البشر بعد الانبیاء ہونے کی حقیقت معلوم کر سکیں گے۔"

مذکورہ اقتباس میں اگرچہ کہ زیادہ تر "معیار الحق" کے حصہ اوّل کے مندرجات پر روشنی پڑتی ہے، لیکن "معیار الحق" کے حصہ دوّم کی بھی اس سے قدرے وضاحت ہو رہی

ہے۔

حضرت بنارسی عَلَیۡہِ الرَّحۡمَہ "تحفۃ الاتقیاء" کے شروع میں فرماتے ہیں:

"امابعد! بر ارباب بصیرت! مخفی مباد کہ اس دورِ واپسیں میں علم کا سدِّباب ہوتا جاتا ہے؛ اس لئے کہ علما، دنیا سے اُٹھے جاتے ہیں۔ فسق وبدعت کا رواج ہوتا جاتا ہے؛ اس لئے کہ جہل و نادانی پھیلتی جاتی ہے۔ علمِ دین سے لوگ عاری، مزید بر آں صحبتِ علما سے بےزاری، جس کا بدیہی نتیجہ یہ ہوگا کہ عقائد میں فتور اور جادۂ حق سے دور۔ سادگئی لوح نے مسئلۂ تفضیل میں بھی لوگوں کو شک وریب میں ڈال دیا ہے، باوجود یہ کہ لوگ اس کی حقیقت و نوعیت کو بھی نہیں جانتے کہ بنائے فضیلت کیا ہے؟ مگر قیل و قال کرتے ہیں۔ لہٰذا باستدعائے بعض محبِّ مخلّص یہ چند اوراق لکھے جاتے ہیں؛ تاکہ برادرانِ دین اس سے نفع اُٹھائیں اور ضلالت و بدعت سے بچ جائیں۔"

اس کے بعد لکھتے ہیں:

"اصل مقصد سے پہلے میں چند مقدمہ [مقدمات] لکھتا ہوں۔"

اور پھر فاضل مصنّف نے اصل مقصد سے پہلے سات مقدمات لکھے ہیں، جن میں پہلے وہ آیت ذکر کی جس میں حق سبحانہٗ وتعالیٰ شانہٗ نے اپنے بعض مخلصین و مقبولین بندوں کو خلیفہ کرنے کا، تمکینِ دین اور اُس کی اقامت وغیرہ کا وعدہ فرمایا۔ پھر فاضل، مفضول اور متعلّقہ موضوع کے بارے میں کئی اہم امور پر کی بحث کی ہے اور پھر مقدمۂ سادسہ میں لکھتے ہیں:

"قائم مقام نبی کا، بعد نبی کے، وہ ہو سکتا ہے، جو از روئے طینت و خلقت کے، اَقرب اِلی النّبوّۃ والرّسالۃ ہو اور ظاہر ہے کہ جو قُرب حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کو، معدنِ رسالت سے ہے، وہ غیر کو نہیں؛ لہٰذا وہی خلیفہ اور افضل البشر ہیں۔"

اور مقدمۂ سابعہ میں فرماتے ہیں:

"الغرض! یارِ غارِ پیغمبر حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کا، افضل البشر بعد

انبیاء ہونا، کتاب وسنت واجماعِ امت سے ثابت ہے، جس کو ہم بدلائل ذکر کریں گے اور وہ دلائل فرداًفرداً افضلیت پر برہانِ قاطع ہیں، جیسا کہ اربابِ بصیرت مشاہدہ فرمائیں گے۔"

مقدمات کے بعد مصنف نے کتاب کو چھے /۶ ابواب اور ایک خاتمہ میں تقسیم کیا ہے اور پھر ہر باب کے تحت فصول وفوائد ذکر کیے ہیں۔

❁ الباب الاوّل:

پہلے باب کے تحت چار فصلیں ذکر کی ہیں:

فصل اوّل: صدیق کی تعریف میں۔

فصل دوم: عہدِ رسالت مآب میں حضرت ابو بکر ہی بلقبِ صدیق، مشہور ومعروف تھے۔

فصل سوم: اِس بیان میں کہ اللہ تعالیٰ نے بواسطہ جبریل، بزبانِ سرورِ عالم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم، ابو بکر کا لقب "صدیق" رکھا۔

فصل چہارم: بروایات از کتبِ شیعہ۔

❁ الباب الثانی:

بابِ ثانی کے تحت پانچ فصول ذکر کی ہیں۔

الفصل الاوّل: تفسیر آیہ کریمہ کے بیان میں ﴿وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى ۝ الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّىٰ ۝﴾ [اللیل:۱۷-۱۸]

فصل دوم: تفسیر آیہ مذکورہ وَمَا یَتَعَلَّقُ بِھَا، اور حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کے انفاقِ مال کے بیان میں۔

فصل سوم: فی قولہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم: «مَا نَفَعَنِي مَالُ أَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِي مَالُ أَبِي بَكْرٍ»

فصل چہارم: اس بیان میں کہ جس نے قبل فتح مکہ کے جہاد وخرچ کیا، وہ افضل ہے بعد

والوں سے۔

فصل پنجم: دربیانِ شجاعت و بہادری وقتال و جہادِ حضرت سیدنا ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ۔

❁ الباب الثالث:

اس کے تحت ایک فصل ذکر کی ہے۔

الفصل الاوّل فی تفسیرہ وشانِ نزولہ ﴿وَلَا یَأْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْکُمْ﴾

❁ الباب الرابع:

الفصل الاوّل: آں حضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ کو افضل ترین بشر بعد الانبیاء فرمایا۔

الفصل الثانی: فی قولہ: أَبُو بَکْرٍ وَعُمَرُ سَیِّدَا کُھُولِ أَھْلِ الْجَنَّۃِ۔ الخ

الفصل الثالث: فی قولہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم: إن عمرَ حَسَنَۃٌ من حَسَنَاتِ أبي بکر۔

الفصل الرابع: ابو بکر و عمر وزیر ہیں سلطانِ دوجہان کے اور اللہ تعالٰی نے اُن سے مدد کی آپ کی۔

الفصل الخامس / فصل پنجم: فی قولہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم: اِقْتَدُوا بِاللَّذَیْنِ مِنْ بَعْدِي أَبِي بَکْرٍ وَعُمَرَ. الخ

الفصل السادس: فی قولہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم: لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلاً غیرَ رَبِّي لَاتَّخَذْتُ أَبَابَکْرٍ خَلِیْلاً. الخ

الفصل السابع: جناب امام المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ابو بکر صدیق کو امام المسلمین بنایا اور اپنا قائم مقام امامت کے لئے مقرر فرمایا۔

❁ الباب الخامس:

اس باب کے تحت ایک تمہید اور چار فصلیں ہیں:

الفصل الاوّل: حضرت ابو بکر صدیق کا احرار بالغین میں سے سب سے پہلے مشرّف باسلام ہونا۔

الفصل الثانی / فصلِ دوم: حضور سرورِ عالم صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم نے صدیق اکبر رَضِىَ اللهُ تَعَالٰى عَنْه کے اِسلام کی تحسین و تعریف فرمائی۔

الفصل الثالث / فصلِ سوّم: سب سے پہلے آپ کا اظہارِ اسلام فرمانا اور لوگوں کو اِسلام کی طرف بلانا۔

الفصل الرابع: بعد وفات سرورِ کائنات کے حضرت ابو بکر رَضِىَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ کا لشکرِ اُسامہ کو روانہ فرمانا اور قتالِ مرتدین و اِستیصالِ مدعیانِ نبوۃ کذابین و اِقامت شرائع و احکامِ دینؔ کی کرنا۔

❁ الباب السادس / بابِ ششم:

الفصل الاوّل / ~~فصل اوّل~~: افضلیت باعتبار اکثریّت ثواب کے بیان میں۔

الفصل الثانی / فصلِ دوم: آثارِ صحابہ میں، جو افضلیتِ صدیق اکبر میں وارد ہیں۔

الفصل الثالث / فصلِ سوّم: جس نے فضیلت دی کسی کو شیخین پر وہ مفتری ہے، اس پر حدِ اِفترا ہے۔

الفصل الرابع / فصلِ چہارم: آئمہ دین کے اقوال میں۔

الفصل الخامس: دربیان اجماع اُمت کے - كَثَّرَ اللهُ سَوَادَهُمْ -

❁ خاتمہ: بعض اُن امور کے بیان میں جن کی پابندی و رِعایت ہم اہلِ سنت کے لئے مذہباً ضروری ہے۔

خاتمہ میں حضرت حنفی بنارسی نے بہت توجہ طلب بات کی ہے، فرماتے ہیں:

" اہلِ ایمان کو لازم ہے کہ مشاجرات و منازعاتِ صحابہ کے درپے نہ ہو! کیوں کہ یہ بہت پیچیدہ معاملات ہیں، جن کی واقعیّت تک پہنچنا عسیر و دشوار ہے۔"

مزید فرماتے ہیں:

"اس کا مزا، میرا دل جانتا ہے، ۱۳۱۲ھ سے آج تک کہ ۱۳۲۱ھ ہے، شبانہ روز ان امورات کی تفتیش میں کوشاں رہا، اس جستجو پر جستہ جستہ واقعات کا پتہ ملا۔ علاوہ ازیں شارع علیہ السلام نے ہم کو اس کا مکلف نہیں فرمایا، نہ ہم ان معاملات کے حَکَم ہیں، نہ ہم میں وہ قابلیت ہے کہ اُن واقعات کے نفس الامر کو دریافت کر سکیں، اِدراک کو وہاں تک رسائی نہیں۔ مزید برآں مشاجرات کے جس قدر اَخبار ہیں ظنی و آحاد، اُس پر مبتدعین و دشمنانِ دین کی افترا پردازیاں بے شمار ہیں۔

یہودی بچہ صنعانی کے مکائد سے کون بے خبر ہے اور صحابہ کرام کے محامد و محاسن قطعی و یقینی ہیں، جن پر کتاب و سنت شاہد، بلکہ کتبِ مخالفین بھی اس کے مؤید۔ لہٰذا ہم کو جزم و یقین کا پابند ہونا چاہئے اور ظن و گمان کو ترک کرنا چاہئے، یہی طریق اَسلم اور راہِ سلامت روی ہے۔

اور ایمان والو! تم پر لازم ہے کہ صدقِ دل سے دوستی رکھو حضراتِ اہلِ بیتِ اطہار اور ذوی القربیٰ و عترتِ رسولِ پروردگار سے۔"

آخر میں نتیجۃً فرماتے ہیں:

"الغرض! اُن سب سے حُسنِ عقیدت موجبِ نجات ہے، اُن میں کسی سے بھی ادنیٰ بد اِعتقادی یا شمہ دشمنی، شعبہِ نفاق ہے اور موجبِ دخولِ نار ہے۔ اُن کی دوستی عین الفتِ رسول ہے، اُن کی دشمنی، عین دشمنیِ رسول ہے۔ دوست اُن کا ناجی جنتی، دشمن اُن کا ناری، جہنمی ،اوندھے منہ جہنم میں جھونکا جائے گا۔"

ہم اس تعارف کو مولانا افروز قادری چریاکوٹی کے ان ریمارکس پر ختم کرتے ہیں:

"اس(تحفۃ الاتقیاء) میں یارِ غار حضرت سیّدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہ عَنْہ کی افضلیّت پر عقلی و نقلی دلائل کی فراوانی کے ساتھ بھرپور کلام کیا گیا ہے۔"

اعلان(1)

بعد حمد و نعت سرورِ کائنات صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم کے واضح ہو کہ زمانۂ موجودہ میں ہم مسلمانوں کی ایسی حالت ہے کہ اصولِ دین سے بھی بے خبر ہیں۔ کلمہ گو واہلِ قبلہ ہونے کے لئے مجرد کلمہ و استقبالِ قبلہ ہی کو کافی سمجھتے ہیں، حتّٰی کہ ارتکابِ کفر کو بھی کفر نہیں جانتے؛لہٰذا ضرورتِ زمانہ کے لحاظ سے رسالہ "معیار الحق" شائع کیا گیا۔ جس میں:

(۱)... ایمان واسلام کی حقیقت

(۲)... اہلِ قبلہ ہونے کی ماہیّت

(۳)... تعریفِ بدعت اور اس کے احکام

(۴)... ارتکابِ کفر کی مضرّت

(۵)... انبیا عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی تنقیص وتوہین کے احکام

(۶)... معاملاتِ مبتدعین

(۷)... طریقۂ نجات واہلِ نجات کی معرفت سات مقدموں میں بیان کرنے کے بعد

- ... فرقہ وہابیہ
- ... تفضیلیہ
- ... شیعہ
- ... نیچری
- ... ندوی

---

(1)...: یہ اعلان طبع قدیمہ میں کتاب کے آخر میں تھا، لیکن کتاب ہذا کا تعارفی اور اہم حصہ ہونے کی بنا پر ہم اسے شروعِ کتاب میں ذکر کر رہے ہیں۔ خرم محمود

✿... قادیانی

کے عقائد کا خلاصہ مذکور ہے۔ بعد ازاں وہابیہ کے وہ خیالات جو ان کی کتب و رسائل میں شائع ہو چکے ہیں۔ مثلاً: باری تعالیٰ کے علمِ تفصیلی کا حادث ہونا۔ تمکّن علی العرش۔ امکانِ کذبِ باری تعالیٰ۔ توہینِ انبیا و اولیا کے کلمات پر روشنی ڈالی گئی اور مسلمانوں کو توجہ دلائی گئی ہے کہ وہ غور فرمائیں کہ آیا مسائلِ مذکورہ «مَا اَنَا عَلَیْهِ وَ اَصْحَابِهٖ» کے موافق ہیں یا مخالف۔ کسی کو اپنے قلم سے کافر نہیں لکھا گیا، بلکہ کتاب و سنّت سے اُن مسائل کا تقابل کر کے ناظرین کی رائے پر اُس کا فیصلہ رکھا گیا ہے کہ وہ کفر و اسلام اور حق و باطل میں امتیاز فرمالیں۔ اسی ضمن میں توسّل و استمدادِ انبیا و اولیا اور ان کے مناقبِ جلیلہ بیان کئے گئے ہیں اور جناب سیّد المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّم کا رحمۃ للعٰلمین دائمی تا قیامِ قیامت ہونا مذکور ہے، بخلاف بعض ابنائے زمانہ کے جنہوں نے آپ کا رحمتِ عالم ہونا بحینِ حیات محدود سمجھا ہے۔ آخر میں علمِ غیب کی تفصیل ہے۔

چودہ/۱۴ آیتیں جن کی تفسیر (۱)... جلالین، (۲)... کمالین، (۳)... جامع البیان، (۴)... مدارک، (۵)... خازن، (۶)... حسینی، (۷)... کبیر، (۸)... ابو السعود، (۹)... ابن عباس، (۱۰)... ابن کثیر، (۱۱)... فتح البیان، (۱۲)... معالم، (۱۳)... خطیب، (۱۴)... روح البیان، (۱۵)... جمل، (۱۶)... کشّاف، (۱۷)... فتح العزیز، (۱۸)... خلاصۃ التفاسیر، (۱۹)... ترجمان القرآن وغیرہ سے بیان کی گئی ہے۔ اس کے بعد احادیثِ معتبرہ مذکور ہیں۔ اسی ضمن میں غیوبِ خمسہ کے متعلق علمائے دین کی تحقیق ہے۔ سب سے آخر میں یہ بتایا گیا ہے کہ فرقِ اسلامیہ میں باخود ہا اتفاق و اتحاد کیوں کر ہو سکتا ہے۔

الغرض! اس رسالہ کے دیکھنے سے یہ معلوم ہو [illegible] اسلام [میں] [illegible] فرق ہے اور کلمہ گو و اہلِ قبلہ ہونا کیا چیز ہے اور فرقہ ناجیہ کی [illegible] انہیں [illegible] نشانی کو پیشِ نظر رکھ کر ہر مبصر بآسانی اس امر کو معلوم [illegible] ۷۲ فرقو

فرقۂ ناجیہ کون ہے۔ قیمت مع محصول (چھ /٦)۔

اسی کا یہ دوسرا حصہ "تحفۃ الاتقیاء" ہے، جس میں آپ حضرات ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنہ کے افضل البشر بعد الانبیاء ہونے کی حقیقت معلوم کر سکیں گے۔

وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِي لَہٗ مَلَکُوْتُ السَّمٰوٰتِ وِالْأَرْضِیْنَ وَیرِثُھَا مَنْ یَشَاءُ مِنْ عِبَادِہِ الصَّالِحِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْکَوْنَیْنِ وَرَحْمَۃٍ لِّلْعَالَمِیْنَ الَّذِی أُوتِیَ بِمَفَاتِیحِ خَزَائِنِ الْأَرَضِیْنَ وَقَالَ: زُوِیَتْ لِي الْأَرْضُ حَتّٰی رَأَیْتُ مَشَارِقَھَا وَمَغَارِبَھَا وَ سَیَبْلُغُ أُمَّتِي مَا زُوِيَ لِي مِنْھَا وَھُوَ صَادِقُ الْمَصْدُوْقِیْنَ وَأَمَرَ أُمَّتَہٗ: عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہِ الْمُطَھَّرِیْنَ وَأَصْحَابِہِ الْمُھْتَدِیْنَ الَّذِیْنَ بَذَلُوْا جُھْدَھُمْ فِي أُمُوْرِ الدِّیْنِ رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ أَجْمَعِیْنَ.

امابعد! بر اربابِ بصیرت! مخفی مباد کہ اس دورِ واپسیں میں علم کا سدّباب ہوتا جاتا ہے؛ اس لئے کہ علما، دنیا سے اُٹھے جاتے ہیں۔ فِسق وبدعت کا رواج ہوتا جاتا ہے؛ اس لئے کہ جہل ونادانی پھیلتی جاتی ہے۔ علمِ دین سے لوگ عاری، مزید برآں صحبتِ علما سے بے زاری، جس کا بدیہی نتیجہ یہ ہوگا کہ عقائد میں فتور اور جادۂ حق سے دور۔ سادگئ لوح نے مسئلہ تفضیل میں بھی لوگوں کو شک وریب مین ڈال دیا ہے، باوجود یہ کہ لوگ اس کی حقیقت ونوعیت کو بھی نہیں جانتے کہ بنائے فضیلت کیا ہے؟ مگر قیل وقال کرتے ہیں۔ لہٰذا باستدعائے بعض محبِّ مخلص یہ چند اوراق لکھے جاتے ہیں؛ تاکہ برادرانِ دین اس سے نفع اُٹھائیں اور ضلالت وبدعت سے بچ جائیں۔

اُمید ہے کہ حضرات ناظرین اصل مقصد پر توجہ فرمائیں، میری بے بضاعتی خیال میں نہ لائیں- اُنْظُرْ! إِلٰی مَا قَالَ وَلَا تَنْظُرْ! إِلٰی مَنْ قَالَ- [یعنی، یہ دیکھ! کیا کہا ہے، یہ نہ دیکھ! کس نے کہا ہے]؛ کیوں کہ مجھ کو محض اعلائے کلمۃ الحق مقصود ہے، نہ کسی کا ردّ وطرد۔ اربابِ علم وہنر، اگر کہیں زَلّت ملاحظہ فرمائیں، تو اس کو دامنِ کرامت سے چھپائیں- وَالْعَفْوُ عِنْدَ کِرَام

النَّاسِ مقبول-[کہ اچھے لوگ معافی اور غلطی قبول کرنے والے ہوتے ہیں]۔

خداوندا! تو دانا و علیم ہے کہ محض احقاقِ حق کے لئے قلم اُٹھاتا ہوں، تو مجھے حُسنِ توفیق دے اور ناظرین و مُستمعین کو، اس سے متمتع و مستفیض فرما اور میرے لیے اس کو، ذخیرہِ آخرت کر-بحُرمَۃِ النّوٗنِ وَ الصَّادِ وَ آلِہِ الْاَمجاد- آمین۔

اصل مقصد سے پہلے میں چند مقدمہ [مقدمات] لکھتا ہوں-وَ بِاللّٰہِ التَّوفِیق-۔

مقدمہ [اولیٰ]

قَالَ اللّٰہُ عزّ وجلّ: [اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے]

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ الآیۃ [سورہ نور: ۵۵]

[ترجمہ: اللہ نے وعدہ دیا ان کو، جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا، جیسی ان سے پہلوں کو دی۔ (کنز الایمان)]

اس آیہ کریمہ میں حق سبحانہٗ وتعالیٰ شانہٗ نے اپنے بعض مخلصین و مقبولین بندوں کو خلیفہ کرنے کا، تمکینِ دین اور اُس کی اقامت وغیرہ کا وعدہ فرمایا۔ جس سے معلوم ہوا کہ اِستقرار و اقامتِ دین ان سے ہو گی۔ پس یہ فرمانِ باری مستلزم ہے، اس امر کو کہ جو زیادہ تر سزاوارِ خلافت ہو، وہی خلیفہ ہو گا؛ اس لیے کہ اگر دوسرا اَحَقّ بِالْخَلَافَة ہو گا، تو اُسی سے تمکینِ دین بھی زیادہ متصوّر ہو گی۔ پس جب کہ علتِ غائی اِستخلاف سے اقامت و تمکینِ دین ہے، تو اَحَقّ و اَولیٰ بِالخَلَافَة کو چھوڑ کر غیر کو خلیفہ بنانا، سفہ و نادانی ہے اور خدا اور رسول اُس سے منزّہ ہے۔ پس لابدّ اہلِ ایمان سرِ تسلیم خم کرے گا کہ جس کو خدا و رسول صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم نے خلیفہ بنایا، وہی اَحَقّ و اَولیٰ بِالخَلَافَة ہے اور وہ ابو بکر صدیق رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه ہیں۔ فَهُوَ الْمَقْصُوْدُ۔

مقدمہِ ثانیہ

خلافتِ نبوّت مقیس علی النبوۃ ہے، پس سنتِ الٰہی یوں جاری ہے کہ جس کو خداوندِ کریم نبی بناتا ہے، وہ مَبعُوث اِلَیہِم سے افضل ہوتا ہے، بناءً علیٰ ہذا جس کو وہ خلیفہ بنائے گا، وہ بھی افضلِ قوم ہوگا۔ وَھُوَ المُدَّعیٰ۔

مقدمۂ ثالثہ

مقدّم کرنا کسی کو، ساتھ خلافت کے نہ ہوگا، مگر اِس وجہ سے کہ اموراتِ دینیہ میں تمام لوگوں پر اُس کو ترجیح ہو، جیسا کہ کتبِ فریقین میں مصرّح ہے۔ پس جناب امام المرسلین صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ابو[بکر]صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو امام المسلمین بنانا، واضح ترین دلیل ہے کہ وہ عند اللّٰہ و عند الرسول افضل ترین قوم تھے، جب اُن کو شرفِ تقدیم حاصل ہوا۔

فائدہ:

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ آلِہٖ وَسَلَّم نے کہ:

جس نے کسی کو امام بنایا، کسی جماعت پر اور اسی جماعت میں ایسا شخص ہے، جو اللّٰہ تعالیٰ کے نزدیک، اُس سے زیادہ برگزیدہ ہے، پس اُس نے خیانت کی، اللّٰہ و رسول صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم اور مومنین کی۔ اَخرَجَہُ الْحَاکِمُ (1)

توخود رسولِ خدا کیوں ایسا کرتے کہ غیر برگزیدہِ پروردگار کو امام بناتے!

حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول مقبول صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے:

سَأَلْتُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُقَدِّمَكَ ثَلاثًا فَأَبَى عَلَيَّ إِلا أَنْ يُقَدِّمَ أَبَا بَكْرٍ. رواه الدَّارَقُطْنِيْ(2)

---

(1)۔۔۔:المستدرك على الصحيحين: كِتَابُ الأَحْكَامِ، رقم 7023، 104/4

(2)۔۔۔:الصواعق المحرقة على أهل الرفض والضلال والزندقة: الباب الأول، الفصل الثالث، 66/1

[یعنی، میں نے تین مرتبہ بارگاہِ الٰہی میں تمہیں (حضرت علی کو) آگے بڑھانے کے لئے
رض کیا، مگر ہر بار ابو بکر کو ہی آگے بڑھانے کا حکم ہوا۔]

پس معلوم ہوا کہ امامت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بامر الٰہی تھی۔ فَاحْفَظْ!

مقدمہ رابعہ

خلافتِ نبوت ریاستِ عامہ ہے دین میں ظاہراً و باطناً؛ لہٰذا جس کو شرفِ تقدیم میں حاصل ہو، وہ امورِ دین میں سب سے فاضل ہے؛ چوں کہ نماز رأس الطاعات و بہترین عبادات ہے، اِسی واسطے سرورِ کونین سلطانِ دارین صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ کو مقدّم فرمایا اور اِس امر کو ظاہر فرمادیا کہ شرفِ تقدیم، ابو بکر رضی اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ کو ہے۔

فائدہ:

جناب مولیٰ علی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ نے فرمایا:

فَرَضِینَا لِدُنْیَانَا مَنْ رَضِيَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِدِیْنِنَا.

[یعنی، جس شخص سے دین کے بارے میں رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم خوش اور مطمئن تھے، ہم دنیا کے بارے میں اس سے راضی وخوش ہیں۔]

رَوَاهُ أَبُوعُمَرَ فِي الْإِسْتِيْعَابِ وَ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ.هذا مقتبس من قرة العينين في تفضيل الشيخين (1)

---

(1)۔۔۔الاستيعاب في معرفة الأصحاب: باب عبد الله، عبد الله بن أبي قحافة، أبو بكر الصديق۔رقم (1633)،971/3=قرة العينين في تفضيل الشيخين: مسلک اوّل، ص7

مقدمہ خامسہ

خلیفہِ راشد نبی حکمی(1) ہے، اگرچہ مرتبہ رسالت سے فائز نہیں اور وہ نائب رسول وظلّ رسالت ہے۔ پس حاصل ہونا مشابہتِ تامہ کا، ساتھ انبیاء اللہ کے، کمال آثار بعثت ہدایت اور اُس کے اقسام وشعب میں ضروری ہے؛ کیوں کہ وہ نائبِ رسول ہے اور نائب کا کمالاتِ نفسانی میں مشابہ نہ ہونا، اپنے منیب سے منافیِ حکمت ہے۔ پس نتیجہ یہ نکلا کہ حاصل

(1)۔۔۔حاشیہ از مصنف: عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ، قَالَ: «قَامَ أَبُو بَكْرٍ يَوْمَ الرِّدَّةِ مَقَامَ نَبِيٍّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ». [یعنی، ابو حصین سے روایت ہے، کہتے ہیں: فتنہِ ارتداد کے وقائع میں حضرت ابو بکر صدیق نے ایک نبی جیسا کردار ادا کیا ہے۔]

(تاريخ الخلفاء) الخليفة الأول: ابو بكر الصديق رضي الله عنه، فصل: فيما ورد من كلام الصحابة والسلف الصالح في فضله، ص50

وَوَرَدَ فِي الْخَبَرِ: «لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ» أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْحَاكِمُ

[یعنی، روایت میں ہے: (حضور صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم ارشاد فرماتے ہیں:) اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہوتے۔]

المستدرك على الصحيحين: كتاب معرفة الصحابة رضي الله عنهم، ومن مناقب أمير المؤمنين عمر بن الخطاب رضي الله عنه، رقم4495_92/3

اعتراض: اس بنا پر چاہیے تھا کہ حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْه اوّل خلیفہ ہوتے؟

جواب: حضرت عمر، ابو بکر رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهما سے افضل نہ تھے؛ کیوں کہ حضور صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم کا ارشاد ہے:

«إِنَّمَا جَمِيعُ حَسَنَاتِ عُمَرَ كَحَسَنَةٍ وَاحِدَةٍ مِنْ حَسَنَاتِ أَبِي بَكْرٍ»

[یعنی، آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: عمر کی تمام نیکیاں ابو بکر کی نیکیوں میں سے ایک نیکی کے برابر ہیں۔]

رَوَاهُ رَزِيْن كَذَا فِي الْمِشْكَاةِ [كتاب المناقب، باب مناقب أبي بكر وعمر رضي الله عنهما، الفصل الثالث، رقم6068] ۱۲منہ

اور ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْه کا اشبہ بجنس رسول ہونا مصرح ہے۔ ۱۲منہ

ہونا منصبِ نیابت انبیاء اللہ کا، بدون مشابہتِ تامہ ساتھ انبیاء اللہ کے، غیر متصوّر اور منافی حکمت ہے۔ھٰذَا مُلَخَّصٌ مِنْ مَنْصَبِ إمَامَۃ.

فائدہ:

واضح ہو کہ یہ اوصافِ مذکورہ خلافتِ راشدہ کے ہیں، جس کو خلافت علیٰ منہاج النبوۃ و خلافتِ رحمت کہتے ہیں، جس کی نسبت مروی ہے:

«الْخِلَافَۃُ بَعْدِي ثَلَاثُونَ سَنَۃً» رواہ احمد و الترمذی و ابو داؤد(1)

[یعنی، دورِ خلافت میرے بعد تیس سال تک رہے گا۔]

پس ملکِ عضوض یعنی، بادشاہ ظالم و جابر اُس سے خارج ہیں۔فَاحْفَظْ وَ لَا تَنْسَ!

---

(1)۔۔:سنن الترمذي: أبواب الفتن عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، باب ما جاء في الخلافۃ،رقم 2226=سنن أبي داود: کتاب السنۃ، باب في الخلفاء، رقم 4647

مقدّمہ سادسہ

قائم مقام نبی کا، بعد نبی کے، وہ ہو سکتا ہے، جو ازروئے طینت و خلقت کے، اَقرب الی النبوۃ والرّسالۃ ہو اور ظاہر ہے کہ جو قُرب حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو، معدنِ رسالت سے ہے، وہ غیر کو نہیں؛ لہٰذا وہی خلیفہ اور افضل البشر ہیں۔

فائدہ:

[علامہ شمس الدین محمد بن احمد انصاری خزرجی قرطبی لکھتے ہیں:]

قال أبو عاصم النبیل: مَا نَجِدُ لِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنهما فَضِیلَةً مِثْلَ هٰذِهٖ، لِأَنَّ طِینَتَهُمَا طِینَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّم. . . . وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سِیْرِیْنَ: لَوْ حَلَفْتُ حَلَفْتُ صَادِقًا بَارًا، غَیْرَ شَاكٍّ وَلَا مُسْتَثْنٍ، أَنَّ اللّٰهَ مَا خَلَقَ نَبِیَّهُ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّم، وَلَا أَبَا بَكْرٍ، وَلَا عُمَرَ، إِلَّا مِنْ طِینَةٍ وَاحِدَةٍ. قُلْتُ: وَمِمَّنْ خُلِقَ مِنْ تِلْكَ التُّرْبَةِ: عِیْسٰی بْنُ مَرْیَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ. (تذکرہ قرطبی)(1)

[یعنی، ابو عاصم نبیل فرماتے ہیں: ہم حضرت ابو بکر و عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہما کی اس فضیلت کی مثل کسی کی فضیلت نہیں پاتے؛ کیوں کہ وہ اسی مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں جس سے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کا خمیر تیار ہوا۔ امام محمد بن سیرین فرماتے ہیں: اگر میں اس بارے میں قسم کھاؤں تو وہ قسم سچی، پکی اور ہر طرح کے شکوک و شبہات اور مستثنیات سے بالاتر ہو گی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم اور حضرت ابو بکر و عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہما کو ایک ہی خمیر سے تخلیق فرمایا ہے۔ (علامہ قرطبی فرماتے ہیں:) میں

---

(1)۔۔۔: التذکرۃ بأحوال الموتی وأمور الآخرۃ: باب ما جاء أن کل عبد یذر علیہ من تراب حفرتہ وفي الرزق والأجل، ص 295۔297)

کہتا ہوں: یہ وہی مٹی ہے جس سے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو تخلیق کیا گیا تھا۔]

[اور علامہ ابو الفداء اسماعیل حقی حنفی خلوتی فرماتے ہیں:]

فَذَهَبَ الْإِمَامُ مَالِك وَاسْتَشْهَدَ بِذٰلِكَ وَقَالَ: لَا أعْرِفُ أكْبَرَ فَضْلٍ لِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهما مِنْ اَنَّهُمَا خُلِقَا مِنْ طِينَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِقُرْبِ قَبْرِ هِمَامِنْ حَضْرَةِالرَّوْضَةِالْمُقَدَّسَةِالْمُفَضَّلَةِعَلَى الْأَكْوَانِ بِأَسْرِهَا.(روح البیان)(1)

[امام مالک کا بھی یہی مذہب ہے اور آپ اس سے اِستشہاد کرتے ہوئے فرماتے ہیں: میں نہیں سمجھتا کہ ابو بکر و عمر رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهما کے لئے اس سے بڑا کوئی فضل و شرف ہو گا کہ ان کی تخلیق خمیرِ رسول عَلَيْهِ السَّلَامُ سے ہوئی۔ اور یہی وجہ ہے کہ آج بھی وہ کائنات کے افضل ترین مقام روضۂ اقدس کے اندر قربِ نبی کریم عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالتَّسْلِيْمِ میں آرام فرما ہوئے ہیں۔]

[حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں:]

نُوْدِيَ-عَلَيْهِ السَّلَامُ-فِي لَيْلَةِ إِسْرَائِهِ فِي اِسْتِيْحَاشِهِ بِلُغَةِ أَبِي بَكْرٍ، فَأَنَسَ بِصَوْتِ أَبِي بَكْرٍ، خُلِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ-صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-وَأَبُوْبَكْرٍ مِنْ طِيْنَةٍ وَاحِدَةٍ.الخ(فتوحات مكيه)(2)

[یعنی، حضور عَلَيْهِ السَّلَامُ کو شبِ معراج تحیّر کے وقت حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه کے لہجہ میں ندا کی گئی؛ چناں چہ آپ عَلَيْهِ السَّلَامُ حضرت ابو بکر رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه کی آواز سے مانوس ہوئے اور آپ عَلَيْهِ السَّلَامُ اور حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللّٰهُ

---

(1)۔۔۔:(روح البیان: ج8، ص237، سورہ فصلت زیر آیت10)

(2)۔۔۔:الفتوحات المكية:الجزء الثانی، تابع:الباب الثانی، الفصل الاول، الحروف المقدسة، ف: 360_359/1_687

تَعالٰی عَنہ ایک ہی طینت سے پیدا کئے گئے ہیں۔]

شیخ الدہلوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعالٰی عَلَیہ فرماتے ہیں:

فرمود حق تعالیٰ یامحمد چون خواستیم ما که کلام کنیم برادر ترا موسیٰ علیه السلام پس گرفت هیبتے عظیم پرسیدم او را ﴿وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يٰمُوسٰى﴾ پس حاصل شد او را أنس بذکر عصاوبحال خود آمد ہمچنین تو ای محمد خواستم که انس گیری بآواز یار خود که پیدا کرده شده تو و وی ازیک طینت ووی انیسٰ تست در دنیا و آخرت۔(1)

[یعنی، اے محمد! جب ہم نے تمہارے بھائی موسٰی سے ہم کلام ہونا چاہا تو ان پر ایک عظیم ہیبت چھا گئی، اس وقت میں نے پوچھا: "اور یہ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے اے موسٰی؟" تو موسٰی کو ذکرِ عصا سے انسیت حاصل ہوئی اور وہ اپنے سابقہ حال پر آ گئے۔ ایسے ہی اے محمد! ہم نے چاہا کہ تم انسیت حاصل کرو؛ اس لیے تمہارے رفیق ابو بکر کی آواز پیدا فرمائی، کیوں کہ تم اور ابو بکر دونوں ایک ہی طینت پر پیدا کئے گئے ہو وہ دنیا و آخرت میں تمہارا انیس ہے۔]

خلاصہ یہ کہ حضور سرورِ کونین سلطانِ دارین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کا خمیر پُرتنویر اسی جگہ کی مٹی سے ہے، جس جگہ اب مزار مہبطِ انوار ہے۔(مواہب لدنیہ) (2)

اور اُسی طینت سے خمیر ہے صدّیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا، جو پہلو بہ پہلو حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے آرام فرما ہیں۔

فائدہ:

---

(1)۔۔:مدارج النبوة:باب پنجم در ذکر فضائل،وصل در رؤیت الٰہی۔ 168/1.

(2)۔۔:المواهب اللدنية بالمنح المحمدية: المقصد الأول،[تشريف الله تعالى له صلى الله عليه وسلم]،46/1.

اے حضرات! یہ وہ زمین مقدس ہے جو مرتبہ میں عرش و کرسی سے بھی برتر ہے۔ قال فِی الدُّرِ الْمختار:

فَإِنَّهُ أَفْضَلُ مُطْلَقًا حَتّٰى مِنَ الْكَعْبَةِ وَالْعَرْشِ وَالْكُرْسِيِّ.(۱)

[یعنی، وہ قطعہ زمین (جس سے آپ عَلَيْهِ الصَّلاةُ وَالسَّلامُ کا جسم مبارک مس کئے ہوئے ہے)، سب سے افضل ہے؛ یہاں تک کہ کعبہ، عرش اور کرسی سے بھی۔]

اور ایسا ہی ہے سیرتِ حلبی(2)

مناسک سندی(3)

جذب القلوب(4)

اور خصائص کبریٰ(5) وغیرہ میں۔

---

(۱)۔۔:الدر المختار شرح تنویر الأبصار و جامع البحار: کتاب الحج، باب الهدي، ص 175

(2)۔۔:السیرة الحلبیة/ إنسان العیون في سیرة الأمین المأمون: باب عرض رسول الله صلى الله عليه وسلم نفسه على القبائل من العرب أن يحموه وينا صروه على ما جاء به من الحق، 41/2۔ وايضاً: باب يذكر فيه مدة مرضه، وما وقع فيه، ووفاته صلى الله عليه وسلم التي هي مصيبة الأولين والآخرين من المسلمين، 518/3)

(3)۔۔:حاشية إرشاد الساري الى مناسك الملاّ علي القاري على المسلك المتقسط في المنسك المتوسط، لملاّ علي بن سلطان محمد القاري المكي الحنفي، وهو شرح للمنسك المتوسط المسمى لباب المناسك للملا رحمة الله بن عبد الله السندي: باب زيارة سيد المرسلين، فصل اجمعوا على ان افضل البلاد مكة والمدينة زادهما الله شرفاً وتعظيماً، ص 582

(4)۔۔:جذب القلوب الى دیار المحبوب: باب هشتم، ص 115

(5)۔۔:الخصائص الكبرى: باب اختصاصه صلى الله عَلَيْهِ وَسلم بتفضيل بلديه على سائر الْبِلَاد وَبِأَن الدَّجَّال والطاعون لَا يدخلها وبفضل مَسْجده على سَائِر الْمَسَاجِد وَبِأَن الْبقْعَة الَّتِي دفن فِيهَا أفضل من الْكَعْبَة وَالعرش، 551/2

پس جو زمینِ مقدس عرش و کرسی سے بھی افضل ہے اُس کے قرب میں حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ اور فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ کا مرقدِ انوار ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا شرف ہو سکتا ہے!

مقدّمہ سابعہ

واضح رہے کہ تخلیقِ نورِ صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه، عین پَرتوِ شمع رسالت ہے۔

رَوَاہُ الشَّافِعِیُ بِاِسنَادِہٖ کَمَاسَیَأتِی تفصیلُه۔

وَوَرَدَفِي الآثَار:

...فَخَلَقَ اللّٰہُ تَعَالٰی مِنَ الْقَطْرَۃِ الْأُوْلٰی أَبَابَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْه وَمِنَ الْقَطْرَۃِ الثَّانِیَۃِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْه وَمِنَ الْقَطْرَۃِ الثَّالِثَۃِ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْه وَمِنَ الْقَطْرَۃِ الرَّابِعَۃِ عَلِیاً رَضِیَ اللّٰہُ عَنْه. (دقائق الاخبار ومثله فی درر الحسان)(1)

---

(1)۔: دقائق الاخبار في ذكر الجنة و النار: (یہ امام عبد الرحیم بن احمد القاضی کی تصنیف ہے، جس پر الدرر الحسان في البعث و نعيم الجنان کے نام سے امام جلال الدین سیوطی کا حاشیہ بھی ہے، موضوعِ کتاب نام سے ظاہر ہے، یہ کتاب چھیالیس/46ابواب پر مشتمل ہے) الباب الاوّل فی خلق الروح الاعظم وهو نور سيدنا و نبينا محمد عَلَيه الصَّلَاة وَالسَّلَام، ص1، ناشر: احمد البابی الحلبی، سن ۱۳۰۶ھ اور یہ کتاب دار الکتب العلمیہ - بیروت - لبنان، سے بھی شائع ہو چکی ہے اور اس کے علاوہ دار الفكر الاسلامی الحديث، دار الجيل للنشر والطباعة والتوزيع1984۔

یہ حدیث پاک الفاظ و معنی کے فرق کے ساتھ اور کتب میں بھی مروی ہے، مثلاً:

الرياض النضرة في مناقب العشرة میں ان الفاظ سے مروی ہے:

عن أنس بن مالك، قال: سمعت رسول الله -صلي الله عليه وسلم- يقول:

أخبرني جبريل أن الله تَعالى لما خلق آدم وَأدخل الروح في جسده أمرني أن آخذ تفاحة من الجَنَّة وأعصرها في حلقه فعصرتها في فيه فخلق الله من النقطة الأولى أنت ومن الثَّانِيَة أبا بكر ومن الثَّالِثَة عمر ومن الرابعة عثمان ومن الخامسة عليا فقَالَ آدم يا رب من هؤلاء الَّذين أكرمتهم فقال الله تَعالى: هؤلاء خمسة أشياخ من ذريتك وهم اكرم عِندِي من جميع خلقي أي أنت أكرم الأنبياء والرسل وأهم أكرم أتابع الرسل فلمَا عصى آدم ربه قَالَ يارب بحرمة أولئك الأشياخ الخمسة الَّذين فضلتهم إلا تبت علي فتاب الله عليه.

الرياض النضرة في مناقب العشرة: القسم الأول: في مناقب الاعداد، الباب الرابع: فيما جاء مختصا

[یعنی، روایتوں میں آتا ہے کہ:

...پھر اللہ تعالیٰ نے پہلے قطرہ سے حضرت ابو بکر، دوسرے قطرے سے حضرت عمر، تیسرے قطرے سے حضرت عثمان اور چوتھے قطرے سے حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمْ اَجْمَعِیْن کو تخلیق فرمایا۔]

الغرض! یارِ غارِ پیغمبر حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه کا، افضل البشر بعد الانبیاء ہونا، کتاب وسنّت و اجماعِ امت سے ثابت ہے، جس کو ہم مدلّل ذکر کریں گے اور وہ دلائل فرداً فرداً افضلیت پر برہانِ قاطع ہیں، جیسا کہ اربابِ بصیرت مشاہدہ فرمائیں گے۔ وَاللّٰہُ الْمُوَفِّق وَالْمُعِیْن وَعَلَیْهِ نَتَوَکَّلُ وَبِهٖ نَسْتَعِیْن۔

بالأربعة الخلفاء، 51/1

اور دیکھئے: الصواعق المحرقة على أهل الرفض والضلال والزندقة: الباب الثالث، الفصل الثالث، 115/1

الباب الاوّل

وفیہ فصول

واضح ہو کہ حضرت ابو بکر کا ملقّب بہ لقبِ صدّیق ہونا، یہی ایک ایسا شرف ہے، جو افضل الدرجات بعد الانبیاء ہے:

لِأَنَّ دَرَجَةَ الصِّدِّيقِ أَفْضَلُ الدَّرَجَاتِ بَعْدَ الْاَنْبِيَاءِ. (الدرالازہر شرح فقہ اکبر)(1)

[یعنی، کیوں کہ درجۂ صدّیق، انبیا کے بعد سب درجوں سے افضل درجہ ہے۔]

اور یہ امر محقّق ہے کہ عہدِ رسالت میں بین الصحابہ حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی بہ لقبِ صدّیق مشہور و معروف تھے۔ کَمَا سَتَضِحُ مِنْ كُتُبِ الْفَرِيقَيْنِ۔

فصل اوّل: صدیق کی تعریف میں:

اَلصِّدِّيقُ: اَلْكَثِيرُ الصِّدْقِ، فِعِّيلٌ مِنَ الصِّدْقِ. (تفسیر خازن)(2)

یعنی، صدّیق بہت زیادہ راست باز اور سچے کو کہتے ہیں اور صدّیق، بروزنِ فعیل، مبالغہ کا صیغہ ہے، صدق سے۔

صِدّیق بسیار راست گو و لقب خلیفہ اول است۔ (منتخب اللغات)(3)

[یعنی، بہت زیادہ راست باز اور بہت زیادہ سچ بولنے والے کو صدّیق کہتے ہیں اور یہ خلیفۂ اوّل کا لقب ہے۔]

وبغایت راست پندارندہ سخن کسی را ولقب حضرت ابوبکر رضی اللہ

---

(1)۔۔:الدر الازہر فی شرح الفقہ الاکبر: تحت افضل الناس بعد رسول اللہ... ص30 بتغیر

(2)۔۔:لبابِ التأويل في معاني التنزيل، معروف بہ تفسیر خازن: سورہ النساء، زیر آیت ۶۹، 397/1

(3)۔۔:منتخب اللغات: باب الصاد مع القاف، ص ۲۶۵

عنه كه بر نبوة و معراج حضرت صلى الله عليه وآله واصحابه وسلم اول از همه ايمان آوردند۔(غیاث)(1)

[یعنی، صدیق: کسی کے کلام کو انتہائی سچا جاننے والا اور یہ حضرت ابو بکر کا لقب ہے؛ کیوں کہ انھوں نے حضرت محمد مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نبوت اور واقعہ معراج کی سب سے پہلے تصدیق کی۔]

صدیق وہ ہے کہ اُس کی قوتِ نظری انبیا کی قوتِ نظری کی طرح کامل ہو اور ابتداے عمر سے دروغ وکلامِ دورویہ سے پاک ہو اور دین کے مقدمہ میں اخلاص تمام رکھے، حظِ نفس کا اس میں اصلاً لگاؤ نہ ہو، ظاہر و باطن یکساں ہو، تبرّے و لعنت سے دُور رہے، خواب کی تعبیر ٹھیک کہے۔(تفسیر مظہر العجائب)(2)

اور کہا بعض نے کہ:

صدیق وہ ہے، جو صادق ہو ازروئے قول و فعل و دین و عقل کے۔

عُرفا فرماتے ہیں کہ:

صدیق وہ ہے کہ بذل کرے کونین کو رؤیتِ حق سبحانہ وتعالیٰ میں مانند حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے کہ جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے تجہیزِ جیشِ عسرت میں اُن سے پوچھا:

«مَا أَبْقَيْتَ لِنَفْسِكَ؟»[اپنے لئے کیا چھوڑا ہے؟]

قَالَ: اَللّٰہَ وَرَسُولَہٗ[عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول کو۔](3)

---

(1)--: غياث اللغات: جلددوم. باب الضاد. فصل صاد مهمله مع دال مهمله. ص6

(2)--: تفسیر مظہر العجائب:

(3)--: یہ حدیث سنن ابو داؤد وغیرہ میں مروی ہے. البتہ الفاظ«ما أبقيت لأهلك؟»کے ہیں، دیکھئے: سنن ابو داؤد: كتاب الزكاة، باب الرخصة في ذلك، رقم1678

فائدہ:

موافق تعریفِ مذکورہ بالا کے شیعہ جناب مولیٰ علی کَرَّمَ اللہُ وَجہَهٗ کو صدیق نہیں ثابت کرسکتے؛ کیوں کہ بقولِ شیعہ جناب امیر میں یہ اَوصاف نہ تھے، نہ ہمیشہ وہ سچ بولتے تھے، بلکہ عمر بھر تقیہ کیا، ظاہر اُن کا باطن کے خلاف رہا- نَعوذُ بِاللہِ مِنہَا-

فصل دوم:

عہدِ رسالت مآب میں حضرت ابو بکر ہی بلقبِ صدّیق، مشہور و معروف تھے:

تحتِ آیہ کریمہ ﴿مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ﴾ [النسا:۶۹] مفسّرین لکھتے ہیں کہ:

مراد صدیقین سے اس آیت میں افاضل اصحاب رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم ہیں جیسے ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہ، اس واسطے کہ نام رکھا گیا اُن کا صدیق اس امت میں- وَھُوَ أَفضَلُ أَتبَاعِ الرُّسُلِ یعنی، وہ تمام رسولوں کے تابع داروں میں افضل ترین ہیں-

وَقِیلَ: المُرادُ بِالنَّبِیِّینَ ھُنَا مُحَمَّد صَلَّی اللہُ علیه وسلَّم وَبِالصِّدِّیقِینَ أَبُو بَکر وَبِالشُّھَدَاءِ عُمَرُ وَعُثمَانُ وَعَلِي وَبِالصَّالِحِینَ سَائِرُ الصَّحَابَۃِ۔ (خازن) (1)

[یعنی، یہ بھی قول ہے کہ یہاں ﴿النَّبِیّٖنَ﴾ سے حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم، ﴿الصِّدِّیْقِیْنَ﴾ سے حضرت ابو بکر، ﴿الشُّھَدَآءِ﴾ سے حضرت عمر و عثمان و علی اور ﴿الصّٰلِحِیْنَ﴾ سے جملہ صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ اَجْمَعِیْن مراد ہیں-]

کہا مفسرین نے ﴿وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ﴾ سے مراد حضور سرورِ عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم اور ﴿وَصَدَّقَ بِہٖٓ﴾ سے مراد ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہ

(1)---لباب التاویل في معاني التنزیل، معروف بہ تفسیر خازن: سورہ النسا، زیر آیت ۶۹، 1/ 397

ہیں۔(خازن، حسینی، معالم)(1)

روایت ہے کہ تحقیق حضرت سیّدنا مولی علی کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہُ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا:

﴿وَالَّذِیْ جَآءَ بِالْحَقِّ﴾هو محمد وَالَّذي﴿صَدَّقَ بِهٖ﴾أبوبكر رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْه.(رواہ رزین وابن عساکر(2)

[یعنی، ﴿وَالَّذِیْ جَآءَ بِالْحَقِّ﴾ سے، نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم اور ﴿صَدَّقَ بِهٖ﴾ سے، حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مراد ہیں۔]

اور کہا ابن عساکر نے: اس روایت میں جو «بِالْحَقِّ» ہے، اُمید ہے کہ یہ قراءت حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ہے۔

فصل سوم:

اِس بیان میں کہ اللہ تعالیٰ نے بواسطہ جبریل، بزبان سرورِ عالم صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم، ابوبکر کا لقب "صدیق" رکھا:

روایت ہے نزال بن سبرہ سے کہ:

میں نے حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کہا کہ اے امیر المومنین! ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ہمیں خبر دیجئے؟ فرمایا: وہ ایسے شخص تھے کہ حق سبحانہ نے حضرت جبرئیل و محمد عَلَيْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ کی زبان پر، اُن کا نام "صدیق" رکھا، الخ۔(رواہ الحاکم باسنادٍ جیّدٍ)(3)

---

(1)۔۔۔:لباب التأويل في معاني التنزيل، معروف بہ تفسیر خازن: سورہ الزمر، زیر آیت ۳۳، 58/4= تفسیرِ قادری ترجمہ اردو تفسیر حسینی: سورہ الزمر، زیر آیت ۳۳، 348/2

(2)۔۔۔:تاریخ دمشق: حرف العین، رقم 3398، 30/438

(3)۔۔۔:المستدرك على الصحيحين: كتاب معرفة الصحابة رضي الله عنهم، أبو بكر بن أبي قحافة رضي الله عنهما، رقم 4406

روایت ہے ابو یحییٰ سے کہ میں نہیں شمار کر سکتا کہ کتنی مرتبہ سنا میں نے حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہ کو منبر پر فرماتے ہوئے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے نام رکھا ابو بکر کا، بزبان اپنے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم کے، صدیق۔ (رواہ الدار قطنی والحاکم)(1)

روایت ہے حکیم بن سعد سے کہا کہ سنا میں نے حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہ کو، بہ قسم فرماتے تھے کہ البتہ نازل کیا اللہ تعالیٰ نے نام ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہ کا، آسمان سے، صدیق۔ (رواہ الطبرانی بسند صحیح وکذا فی تاریخ الخلفاء) (2)

روایت کی "دینوری" اور "ابن عساکر" نے شعبی سے، کہا کہ:

خاص کیا اللہ تعالیٰ نے ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہ کو چار خصلتوں سے کہ نہیں وہ خصوصیت تھی کسی میں۔ نام رکھا ان کا صدیق اور سوائے اُن کے کسی کا نام صدیق نہیں رکھا۔ الخ (تاریخ الخلفاء)(3)

روایت کی سعید بن منصور نے اپنی "سنن" میں ابی وہب مولیٰ ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہ سے، کہا راوی نے:

جب کہ واپس ہوئے رسولِ خدا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم معراج سے اور مقام ذی طویٰ میں آئے تو حضور سرورِ عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اے جبرائیل! میری قوم میری تصدیق نہ کرے گی، تو حضرت جبرائیل عَلَیہِ السَّلَام نے فرمایا کہ تصدیق کریں گے آپ کی، ابو بکر اور وہ صدیق ہیں۔ (وَوَصَلَهُ الطَّبَرَانِيْ فِي الْأَوْسَطِ عَنْ أَبِي وَهَبٍ عَنْ

---

(1)۔۔۔المستدرك على الصحيحين: كتاب معرفة الصحابة رضي الله عنهم، أبو بكر بن أبي قحافة رضي الله عنهما، رقم 4405

(2)۔۔۔المعجم الكبير: نسبة أبي بكر الصديق، رقم 1، 55/14=تاريخ الخلفاء: الخليفة الأول: ابو بكر الصديق رضي الله عنه، فصل: في اسمه ولقبه، ص 28

(3)۔۔۔تاريخ الخلفاء: ابو بكر الصديق رضي الله عنه، ص 50

أبي هُرَيرَة. صواعق محرقه) (1)

روایت ہے کہ ربیعہ اسلمی سے، حضور سرورِ انبیا عَلَیہِ التَّحِیَّۃُ وَ الثَّنَا نے فرمایا:

يَا ربيعَة مَا لَكَ وَ الصديق. الحديث

[اے ربیعہ! تمہارا اور صدیق کا کیا معاملہ ہے۔]

یہ ایک طولانی حدیث کا ٹکڑا ہے جس کو امام احمد رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہ نے بسندِ حسن روایت کیا ہے۔ (صواعق)(2)

---

(1)۔۔۔: المعجم الأوسط: باب الميم من اسمه: محمد، رقم7173ـ166/7=الصواعق المحرقة: الباب الثالث، الفصل الثاني، 201/1

(2)۔۔۔: صواعق محرقہ میں تفصیلاً یہ حدیثِ پاک اس طرح ہے: أخرج أحمد بسَند حسن عَن ربيعة الأسلمي، قَالَ: جرى بيني وَبَين أبي بكر كَلَام، فَقَالَ لي كلمة كرهتها وَندم، فَقَالَ لي: يَا ربيعَة! رد عَليّ مثلهَا حَتَّى يكون قصاصا، فَقلت: لَا افْعَل، فَقَالَ أَبُو بكر: لتقولن أَو لأستعدين عَلَيْك رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم، قلت: مَا أَنا بفاعل، فَانْطَلق أَبُو بكر إِلَى النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فَانْطَلَقت أتلوه وَجَاء النَّاس من اسْلَم، فَقَالُوا: رحم الله أَبَا بكر أَي شَيْء يستعدي عَلَيْك وَهُوَ الَّذِي قَالَ لَك مَا قَالَ، فَقلت: أَتَدْرُونَ من هَذَا؟ هَذَا أَبُو بكر، هَذَا ثَانِي اثْنَيْنِ وَهَذَا ذُو شيبَة الْمُسلمين، إيَّاكُمْ لَا يلْتَفت فيراكم تنصروني عَلَيْهِ، فيغضب، فَيَأْتِي رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم، فيغضب لغضبه، فيغضب الله لغضبهما، فيهلك ربيعَة، قَالُوا: فَمَا تَأْمُرنَا، قلت: ارْجعُوا وَانْطَلق أَبُو بكر وتبعته وحدي حَتَّى أَتَى رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فحدثه الحَدِيث كَمَا كَانَ فَرفع إِلَيّ رَأسه، فَقَالَ: يَا ربيعَة! مَا لَك وَالصديق، فَقلت: يَا رَسُول الله! كَانَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ لي كلمة كرهتها فَقَالَ لي قل لي كَمَا قلت لَك حَتَّى يكون قصاصا فأبيت، فَقَالَ رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم: أجل! لَا ترد عَلَيْهِ وَلَكِن قل: غفر الله لَك يَا أَبَا بكر، فَقلت: غفر الله لَك يَا أَبَا بكر.

یعنی، امام احمد سندِ حسن سے حضرت ربیعہ اسلمی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت ربیعہ اسلمی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ فرماتے ہیں: میرے اور حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ کے درمیان کچھ سخت کلامی ہو گئی تو انہوں نے مجھے ایک ایسی بات کہی، جو مجھے بری لگی اور وہ بھی اپنی بات پر نادم ہوئے اور مجھے کہنے لگے: اے ربیعہ! مجھے بھی اس جیسی بات کہہ لو! تاکہ قصاص ہو جائے، میں نے کہا: میں تو ایسا نہیں کروں گا، حضرت ابو بکر نے کہا: تو کہے گا یا میں تیرے خلاف رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم سے مدد طلب کروں، میں نے کہا: میں تو ایسا کرنے

روایت ہے ابوہریرہ سے، کہا کہ فرمایا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم نے: جب معراج ہوئی مجھ کو، تو ہر آسمان پر پاتا تھا میں نام اپنا، محمد رسول اللہ وابو بکر الصدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہ۔ (رواہ ابو یعلی الموصلی) (1)

اور ایسی ہی روایت ہے ابن عباس و ابن عمر و ابو سعید و ابو درداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنھم سے اور سب اسانید اس کی ضعیف ہیں؛ لیکن ہر ایک روایت دوسری کی مؤید ہے؛ لہٰذا بحیثیتِ مجموعی درجہِ حسن کو پہنچے گی۔ (صواعق محرقہ) (2)

روایت ہے کہ فرمایا رسولِ خدا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم نے کہ میں اور ابو بکر و عمر و عثمان و علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنھُم انوار تھے داہنے جانب عرش کے، حضرت آدم کی

والا نہیں، حضرت ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہ، نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم کے پاس گئے اور میں بھی ان کے پیچھے پیچھے وہاں گیا اور قبیلہِ اسلم کے لوگ بھی آ گئے اور کہنے لگے: اللہ تعالٰی ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہ پر رحم کرے، وہ کس معاملے میں آپ کے خلاف مدد طلب کرنے جارہے ہیں؛ حالاں کہ انہوں نے ہی آپ سے کہا ہے جو کہا ہے؟ میں نے کہا: تمہیں پتا ہے یہ کون ہیں؟ یہ ابو بکر ہیں، ثانی اثنین ہیں اور مسلمانوں کے بزرگ ہیں، ان کی طرف کوئی متوجہ نہ ہو، اگر انہوں نے دیکھ لیا کہ تم ان کے خلاف میری مدد کر رہے ہو تو وہ ناراض ہو جائیں گے اور رسول اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم ان کی ناراضگی کی وجہ سے ناراض ہو جائیں گے اور ان دونوں کی ناراضگی کی وجہ سے اللہ تعالٰی ناراض ہو جائے گا اور ربیعہ تباہ ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا: پھر آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ میں نے انہیں کہا: واپس چلے جاؤ۔ میں اور حضرت ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہ اکیلے ہی وہاں گئے، حضور تشریف صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم لائے تو حضرت ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہ نے جیسے واقعہ ہوا تھا ویسے ہی بتا دیا، حضور نے سر اٹھا کر میری طرف دیکھا اور فرمایا: تمہارا اور صدیق کا کیا معاملہ ہے؟ میں نے عرض کی: حضور اس اس طرح واقعہ ہوا تھا، انہوں نے مجھے ایک ایسی بات کہی، جو مجھے ناگوار گذری، پھر انہوں نے مجھے کہا: مجھے بھی ایسی بات کہہ لو، جیسی میں نے کہی ہے؛ تاکہ قصاص ہو جائے، میں نے بات کہنے سے انکار کیا۔ اس پر حضور عَلَیہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرمایا: ہاں! اسے جواب نہ دیجئے ،بلکہ کہیئے: اے ابو بکر اللہ تعالٰی تجھے معاف کرے، تو میں نے کہا: اے ابو بکر اللہ تعالٰی تجھے معاف فرمائے۔ (الصواعق المحرقة: الباب الثالث، الفصل الثاني، 209/1

(1) ـــ: مسند أبي يعلى: مسند أبي هريرة، رقم11، 488/6607

(2) ـــ: الصواعق المحرقة: الباب الثالث، الفصل الثاني، 210/1

پیدائش سے ہزار برس پہلے (الیٰ قولہ)، پھر چُن لیا اللہ تعالیٰ نے اُن کو میرے لئے اصحاب، پس کیا ابو بکر کو "صدیق" اور عمر کو "فاروق"۔ الحدیث (رواہ الحافظ عمرو بن محمد بن خضر ملائی سیر تہ ان الشافعی روی بسندہ۔ صواعق) (1)

روایت ہے کہ حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سامنے ایک جماعت آئی، اُن میں ایک شخص سے آپ نے فرمایا کہ اگلی کتابوں میں کیا پاتے ہو؟ کہا کہ «خلیفة النبي صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم صدیقه» (أخرجه ابن عساکر عن ابی بکرۃ) (2)

فائدہ:

اس روایت سے معلوم ہوا کہ کتبِ سماوی میں بھی حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا لقب "صدیق" مذکور ہے۔

اور حدیثِ اُحد میں ہے کہ حضور سرورِ کونین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اے پہاڑ! ہِل مت! ٹھہر جا! جز ایں نیست کہ تجھ پر نبی ہے اور صدیق اور شہید۔ (رواہ احمد والبخاری والترمذی وابو حاتم عن انس) (3)

اور ایسا ہی قصہ ہے جبلِ ثبیر کا۔ (رواہ الترمذی والنسائی والدار قطنی عن عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) (4)

---

(1)۔۔۔الصواعق المحرقة: الْبابُ الثَّالِث، الْفَصْلُ الثَّالِث، 236/1

(2)۔۔۔تاریخ دمشق: حرف العین، عبد اللہ ویقال عتیق بن عثمان بن قحافة۔۔۔، رقم 3398۔ 296/30

(3)۔۔۔صحیح الْبخاري: کتاب أصحاب النبي صلی اللہ علیه وسلم، بَابُ مَنَاقِبِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَبِي حَفْصٍ الْقُرَشِيِّ الْعَدَوِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، رقم 3686

(4)۔۔۔سنن ترمذی میں ہے، حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلَى ثَبِيرِ مَكَّةَ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَأَنَا فَتَحَرَّكَ الْجَبَلُ حَتَّى تَسَاقَطَتْ حِجَارَتُهُ بِالْحَضِيضِ قَالَ: فَرَكَضَهُ بِرِجْلِهِ وَقَالَ: اسْكُنْ ثَبِيرُ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ؟

یعنی، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مکہ کے پہاڑ ثبیر پر تھے اور آپ کے ساتھ حضرت ابو بکر، عمر اور میں

اور ایسا ہی قصہ ہے جبل حرا کا۔ (رواہ مسلم عن ابی ہریرہ) (1)

الغرض اس قسم کی روایتیں کتبِ احادیث میں بکثرت ہیں، جن کا استقصا واحصا مجھ کمترین خلائق قلیل البضاعت سے عسیر و دشوار ہے اور جو کچھ مذکور ہوا، طالبِ حق، نیز میرے مقصد کے لئے کافی ہے۔ اب چند روایتیں اس مضمون کی کتبِ شیعہ سے نقل کرتا ہوں۔

فصل چہارم:

روایات از کتبِ شیعہ:۔

علامہ طبری آیہ کریمہ ﴿وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ﴾ کی تفسیر میں ابو العالیہ اور کلینی سے لکھتے ہیں:

جو آیا ساتھ صدق کے، مراد اس سے رسولِ خدا صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہیں اور

تھا تو پہاڑ لرزنے لگا یہاں تک کہ اس کے کچھ پتھر نیچے کھائی میں گرے تو رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اسے اپنے پیر سے مار کر فرمایا: اے ثبیر ٹھہر جا! تیرے اوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

سنن الترمذي: أبواب المناقب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب في مناقب عثمان بن عفان رضي الله عنه، رقم 3703

(1)۔۔۔: حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ فرماتے ہیں: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ عَلَى حِرَاءٍ هُوَ وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، وَعَلِيٌّ، وَطَلْحَةُ، وَالزُّبَيْرُ، فَتَحَرَّكَتِ الصَّخْرَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اهْدَأْ فَمَا عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ، أَوْ صِدِّيقٌ، أَوْ شَهِيدٌ»

یعنی، نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حراء پہاڑ پر تھے، حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ بھی حراء پر تھے، ایک پتھر ہلنے لگا، رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ٹھہر جاؤ! تجھ پر نبی ہے، یا صدیق ہے، یا شہید ہے۔

صحيح مسلم: كتاب فضائل الصحابة رضي الله تعالى عنهم، باب من فضائل طلحة والزبير رضي الله عنهما، رقم 2417

جس نے تصدیق کی اُن کی، مراد اُس سے ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ ہیں۔(مجمع البیان) (1)

روایت ہے، کسی نے حضرت امام باقر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ سے پوچھا کہ تلوار کے قبضہ پر حلیہ کرنا درست ہے یا نہیں؟ جناب امام نے فرمایا کہ ہاں! اس لئے کہ ابو بکر صدیق نے اپنی تلوار کے قبضہ پر چاندی کا حلیہ کرایا تھا۔ پس کہا راوی نے: آپ ایسا کہتے ہیں؟ یعنی، صدیق۔ تو حضرت امام اُچھل پڑے اپنی جگہ سے اور فرمایا کہ ہاں! وہ صدیق ہیں، ہاں! وہ صدیق ہیں، تین مرتبہ۔ جو نہ صدیق کہے اُن کو، تو خدا تعالیٰ نہ تصدیق کرے اُس کی دنیا و آخرت میں۔(کشف الغمہ) (2)

فائدہ:

اکابرینِ شیعہ کے نزدیک یہ کتاب معتمد علیہ ہے۔ چناں چہ صاحب "استقصا" لکھتے ہیں:

آنچه در کشف الغمه مذکور است آنرا اهل حق هم قبول می سازند وبر وانکار نمی پروا زند۔(استقصا)(3)

[یعنی، "کشف الغمہ" میں جو کچھ مذکور ہے اہلِ حق (شیعہ) کے نزدیک مقبول ہے اور اس پر انکار کی پرواہ نہیں کرتے!]

روایت ہے فضیل سے کہ سنا میں نے ابو داوٗد سے، حدیث بیان کی مجھ سے بریدہ اسلمی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ نے، کہا کہ سنا میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم سے، فرمایا کہ:

---

(1)۔۔۔: مجمع البیان فی تفسیر القران: سورۃ الزمر، زیر آیت ۳۳، 8/333

(2)۔۔۔: کشف الغمة فی معرفة الأئمة: الجزء الثانی، باب ذکر الإمام الخامس أبی جعفر محمد بن علی بن الحسین بن علی بن أبی طالب، ص 147

(3)۔۔۔: استقصا:

جنت تین شخصوں کی مشتاق ہے، اتنے میں ابوبکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہ آئے تو لوگوں نے اُن سے کہا کہ تم صدیق اور ثانی اثنین فی الغار ہو، تم حضرت سے پوچھو کہ وہ کون لوگ ہیں۔(منہج المقال) (1)

فائدہ:

اس روایت سے معلوم ہوا کہ بین الصحابہ صدیق کے لقب سے حضرت ابوبکر ہی معروف تھے۔فَتَدَبَّر!

روایت ہے حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہ سے کہ میں نبی صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کے ساتھ جبلِ حرا پر تھا کہ ناگہاں پہاڑ نے حرکت کی، تو حضرت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ٹھہر! پس تحقیق کہ نہیں ہیں تجھ پر مگر نبی، صدیق اور شہید۔(احتجاجِ طبرسی) (2)

فرمایا: حضرت امام جعفر صادق نے: ولدني أبو بكر مرّتين.(کشف الغمہ)وکذا فی صواعق محرقہ (3)

فائدہ:

حضرت امام موصوف کی والدہ معظمہ فروہ بنتِ قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہم ہیں اور قاسم یعنی، آپ کے نانا کی ماں اسما بنتِ عبد الرحمن بن ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہم ہیں؛ اِسی وجہ سے آپ نے فرمایا:

وَلَدَني أبو بكر الصديق مَرَّتَينِ.(طبقات الحفاظ للذہبی وطبقات المناوی) (4)

(1)۔۔۔:منهج المقال:

(2)۔۔۔:الاحتجاج للطبرسی:احتجاجه عليه السلام على اليهود من احبارهم ممن قرا الصحف والكتب.....،288/1

(3)۔۔۔:الصواعق المحرقة:الباب الثانی،156/1

(4)۔۔۔:تذكرة الحفاظ:الطبقة الخامسة،رقم 162۔ 9/ 5 ،125/1= الكواكب الدرية فی تراجم السادة الصوفية/الطبقات الكبرى:الطبقة الثانية،رقم 77۔249/1

روایت ہے کہ جناب امیر رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنہ نے لوگوں سے پوچھا:

من أشجع الناس ؟

کون سب سے زیادہ شجاع ہے ؟

لوگوں نے کہا: أنت، آپؑ۔

فقال ذلک أبو بکر الصدیق رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنہ۔ الحدیث

تو فرمایا آپ نے کہ وہ ابو بکر صدیق ہیں۔(أخرج الا نوار فی مسندہ۔ (وصایا

روایت ہے: حضرت امام جعفر صادق عن ابیہ، ایک شخص آیا حضرت امام زین العابدین علی بن حسین رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنہُمْ کے پاس اور عرض کی کہ خبر دیجئے مجھ کو ابو بکر رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنہ کی۔ فرمایا جناب امام نے کہ صدیق کی خبر؟ پس کہا اُس نے کہ آپ اُن کو صدیق فرماتے ہیں؟ فرمایا حضرت نے کہ رُوئے تجھ کو تیری ماں! نام رکھا اُن کا صدیق رسول اللہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم نے اور مہاجرین و انصار نے۔ الحدیث (رواہ الدار قطنی۔ صواعق محرقہ) (2)

شبہ:

جناب امیر رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے بعض خطبہ میں فرمایا:

أَنَا صِدِّیْقُ الْأَکْبَر أَنَا فَارُوْقُ الْأَعْظَم.

[یعنی، میں ہی صدیقِ اکبر ہوں، میں ہی فاروقِ اعظم ہوں۔]

دفع:

اے عزیز میرے! چشم ما روشن و دل ماشاد - امنّا و صدّقنا - اس میں کچھ شک نہیں کہ

---

(1)ـــ: أخرج الانوار فی مسندہ۔ (وصایا ضیغمی)

(2)ـــ: الصواعق المحرقة: الباب الأول، خاتمة تحت الفصل الخامس، 156/1

آپ اپنے زمانہ کے صدیق اکبر اور فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنھما تھے، سو یہ بھی باصول اہلِ سنت والجماعت، مگر حضراتِ شیعہ اپنے اصولِ مذہب کی بنا پر کسی جزوِ زمانہ کے لئے بھی آپ کو صدیقِ اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہ اور فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہ نہیں ثابت کرسکتے؛ کیوں کہ باصولِ شیعہ جناب امیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہ پر صدیق و فاروق کی تعریف صادق نہیں آتی۔ وإذ لیس فلیس.

الغرض! در صورتِ تسلیم ہمارا کوئی ضرر نہیں، آپ اگر اپنے زمانہ کے صدیقِ اکبر اور فاروقِ اعظم تھے تو ہمارے مقصد کو مخل نہیں۔

ابن ماجہ میں ہے کہ حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہ نے فرمایا: میں صدیق اکبر ہوں، نہ کہے گا اپنے کو کوئی صدیق بعد میرے، مگر کذّاب۔ (1)

فائدہ:

آپ نے بعد اپنے کی قید لگائی، اپنے قبل کو نہ فرمایا۔ فصحَ ما قلنا۔؛ کیوں کہ جب ہم روایت و درایت پر نظر کرتے ہیں، تو مجرد آپ کا کلام پاتے ہیں، نیز زمانۂ رسالت و زمانۂ شیخین میں آپ اس لقب سے مشہور و معروف نہ تھے اور حضرت ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہ کا صدیق ہونا، نزولِ وحی، بواسطۂ جبرئیل، بزبانِ وحی ترجمان خیر الانام صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم بین الصحابہ مشہور و معروف۔ کَمَا عَرَفْتَ

بمیزانِ نظر حسن ترا با ماه سنجیدم

میانِ این و آں فرقِ زمین و آسماں دیدم

[میزانِ نظر میں تیرا حسن چودھویں کے چاند سے بھی زیادہ ہے، میں تیرے حسن

---

(1) سنن ابن ماجه: باب في فضائل أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، فضل علي بن أبي طالب رضي الله عنه، رقم 120

اور چاند کے مابین میں زمین و آسمان کا فرق دیکھتا ہوں۔]

پس جب کہ حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ کا صدیق اکبر ہونا، بدلائلِ قاطعہ، بوجہِ اتم ثابت ہو گیا، تو ماہرینِ علم پر مخفی نہیں کہ وہی افضل البشر بعد الانبیاء ہیں: لِأَنَّ دَرَجَةَ الصِّدِّيقِ أَفْضَلُ الدَّرَجَاتِ بَعْدَ الْأَنْبِيَاءِ. (الدر الازہر)(1)

[یعنی، کیوں کہ درجہِ صدیق، انبیا کے بعد سب درجوں سے افضل درجہ ہے۔]

اور اس پر کلامِ حق بھی ناطق ہے:

﴿مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ﴾ [النسا:۶۹]

یہ نص ہے کہ بعد نبیوں کے مرتبہ صدیقوں کا ہے۔ وهو المدعي۔

اور اس میں شک نہیں کہ سرتاج و سردارِ صدیقین حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔ (تفسیر کبیر، صواعق)(2)

---

(1)۔۔۔:الدر الازهر في شرح الفقه الاكبر: تحت افضل الناس بعد رسول الله... ص 30 بتغير

(2)۔۔۔:مفاتيح الغيب/التفسير الكبير: زیرِ سورہ النساء:۶۹، 1 / 221=الصواعق المحرقة: الباب الأول، الفصل الثالث، 52/1.

الباب الثانی

نزولِ آیہ کریمہ ﴿وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَی﴾ وَمَا یَتعلّق بِهَا

وفیہ فصول

الفصل الاوّل:

تفسیر آیہ کریمہ کے بیان میں۔

قولہ تعالیٰ:

﴿وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَی ﴿١٧﴾ الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ یَتَزَکّٰی ﴿١٨﴾﴾ [اللیل:١٧-١٨]

اور قریب ہے کہ دور کر دیا جائے،۔اس آگ ﴿نَارًا تَلَظّٰی﴾ آگ شعلہ زن سے۔ ،جو بڑا پرہیز گار ہے،جو کہ دیتا ہے اپنا مال کہ پاک کرے اپنے تئیں، بایں طور کہ خرچ کرتا ہے اُس کو،خاص اللہ تعالیٰ کے لئے،بغیر ریا وسمعہ کے،پس ہو گا پاک،نزدیک اللہ تعالیٰ کے۔

کہا ابن جوزی رَحمَۃُ اللّٰہِ عَلَیہ نے کہ:

اجماع کیا ہے مفسرین نے کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے،شان میں حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ کے۔(اخرج ابن ابی حاتم والطبرانی،صواعق،جلالین،کمالین،خازن وغیرہ من التفاسیر)(1)

فائدہ:

اس آیہ کریمہ میں تصریح ہے،اِس اَمر کی کہ ساری اُمت میں ﴿اَتْقٰی﴾ یعنی،بڑے پرہیز گار حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ ہیں اور جو زیادہ پرہیز گار ہے،وہ اللہ تعالیٰ

---

(1)۔۔تفسیر القرآن العظیم لابن أبي حاتم: سورۃِ اللیل: زیرِ آیت١٧،رقم 19367=زاد المسیر في علم التفسیر: سورۃِ اللیل: زیرِ آیت١٧، 4/455=لباب التأویل في معاني التنزیل/معروف بہ تفسیر خازن: سورۃِ اللیل،زیرِ آیت١٧، 4/435

کے نزدیک سب سے زیادہ بزرگ ہے۔ بقولہ تعالیٰ:

﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾[الحجرات:۱۳]

یعنی، تحقیق بزرگ تر تمہارا، اللہ کے نزدیک زیادہ تر، پرہیزگار تمہارا ہے۔

الغرض! دونوں آیہ کریمہ سے نتیجہ یہ نکلا کہ ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ افضل ہیں ساری اُمت سے۔ (صواعق) (1)

کیوں کہ حضرت ربّ العزت جلّ شانہ نے ان کو ﴿أَتْقَى﴾ فرمایا، یہ وصف کسی اور کے لئے نہیں آیا۔ پس کسی اور کو اُن پر فضیلت نہیں اور وہ امت میں سب سے افضل ہیں۔ فَثَبَتَ المُدَّعٰی۔

اے حضراتِ علما! مفسرین شیعہ نے بھی تسلیم کیا ہے کہ آیت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ وَالْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْأَعْدَاءُ۔ [یعنی، فضیلت وہ ہے جس کی دشمن بھی گواہی دے۔]

طبرسی نے آیہ کریمہ کے شانِ نزول میں لکھا ہے:

عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: إِنَّ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي أَبِي بَكْرٍ، لِأَنَّهُ اشْتَرَى الْمَمَالِيكَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا، مِثْلَ: بِلَالٍ وَعَامِرِ بْنِ فُهَيْرَةَ وَغَيْرِهِمَا وَأَعْتَقَهُمْ. (تفسیر مجمع البیان)(2)

ترجمہ: ابوزبیر سے روایت ہے، کہا کہ بے شک یہ آیت نازل ہوئی ابوبکر کی شان میں، اس واسطے کہ انہوں نے خرید کئے غلام، جو کہ مسلمان ہو گئے تھے اور کفار کے مملوک تھے، مثل بلال، عامر بن میسرہ وغیرہما رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھم اور آزاد کر دیا ان سب کو راہِ خدا میں۔ فَاحْفَظْ!۔

---

(1)۔۔۔ الصواعق المحرقة: الباب الثالث، الفصل الثاني 189/1

(2)۔۔۔ مجمع البيان في تفسير القرآن: سورۃ اللیل: زیرِ آیت ۱۷، 290/10

فصل دوم:

تفسیر آیہ مذکورہ وَ مَایَتَعَلَّقُ بِھَا اور انفاقِ مال کے بیان میں:

حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ابتداے اسلام میں، جو مسلمانوں کی نہایت ضعفی اور عاجزی کا زمانہ تھا، اسلام و اہلِ اسلام کی حمایت و اِعانت میں اللہ تعالٰی کی رضامندی کے لئے حضور سرورِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت گذاری میں اور کافروں کے ظلم و تعدی سے بے کس مسلمانوں کو بچانے میں و نیز دیگر کارِ خیر میں اپنا مال صَرف کر دیا۔

روایت ہے ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کہ جس دن اسلام سے مشرّف ہوئے ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ، اس دن اُن کے گھر میں چالیس ہزار درہم تھے۔ (وفی روایۃ: أربعونَ دینارًا) پس ہجرت کی مدینہ کی طرف، تو نہ تھا اُن کے پاس سوائے پانچ ہزار کے، کُل مال خرچ کیا غلاموں کے چھڑانے میں اور اسلام کی مدد میں۔(1)

روایت ہے حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا سے کہ بے شک ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آزاد کیا سات شخصوں کو، جن پر عذاب کیا جاتا تھا، بسبب اسلام کے۔ (تاریخ الخلفاء) (2)

ذکر کیا ہے محمد بن اسحٰق نے کہ حضرت بلال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ صادق الاسلام و طاہر القلب تھے، اُمیہ بن خلف کی یہ حالت تھی کہ جب سخت دھوپ ہوتی، تو اُن کو پیٹھ کے بَل لٹاتا اور سینہ پر بھاری پتھر رکھ دیتا اور کہتا کہ میں تجھ کو یوں ہی تکلیف دوں گا حتی کہ تو مر جائے یا کفر کرے محمد سے اور حضرت بلال اس مصیبت میں یہی کہتے تھے: أَحَدٌ أَحَدٌ یعنی، اللہ واحد

---

(1)۔۔۔الصواعق المحرقة: الْبَابُ الثَّالِث، الْفَصْلُ الثَّانِي، 214/1

(2)۔۔۔تاریخ الخلفاء: الخلیفة الأول: ابو بکر الصدیق رضي الله عنه، فصل: في إنفاقه ماله علی رسول الله -صلی الله علیه وسلم- وأنه أجود الصحابة، ص34

ہے، اللہ واحد ہے۔ (1)

کہا راوی نے کہ روایت ہے ہشام بن عروہ سے، وہ روای ہے اپنے باپ سے، کہا کہ گزرے ایک دن ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ اور وہ (اُمیہ) بلال کو اُسی طرح اَذیت دے رہا تھا ،تو کہا حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ نے امیہ سے کہ آیا نہیں ڈرتا تو اللہ سے اس مسکین کے معاملہ میں؟ تو اُس نے کہا کہ تمہیں نے تو اُس کو بگاڑا ہے، تمہیں اس مصیبت سے اس کو چھڑاو۔ حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ نے فرمایا کہ میرا ایک غلام ہے، جو اس سے زیادہ قوی ہے نسطاس رومی اور وہ تیرے دین پر ہے، بعوض ان کے، اس کو تجھے دیتا ہوں۔ کہا امیہ نے کہ دیا میں نے۔ پس دے دیا حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ نے اپنے غلام کو اور لے لیا بلال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ کو، پس آزاد کر دیا اُن کو۔ اس سے پہلے چھ /٦ شخصوں کو اسی طرح کافروں سے لے کر آزاد کر چکے تھے قبل ہجرت کے اور بلال ساتویں شخص ہیں۔ (تفسیر خازن)(2)

روایت ہے ابن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ سے کہ ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ نے بلال کو اُمیہ سے غلام دینے کے علاوہ ایک چادر اور چار سو درہم دے کر خریدا اور راہِ خدا میں آزاد کر دیا۔ (رواہ ابن ابی حاتم) (3)

روایت ہے سعید بن مسیب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ سے کہ یہ غلام حضرت صدیق کا بڑا کارکن اور لائق تھا، اُس نے آپ کی غلامی میں دس ہزار اشرفیاں روزگار میں پیدا کیں اور کئی لونڈی، غلام اور کتنے مویشی جمع کئے تھے، یہ سب خوبیاں تھیں، مگر کافر تھا۔ حضرت صدیق

---

(1)۔۔۔: اور ببول کے کانٹے بدن اور گردان کے آگ بھڑکاتا اور رات کو اندھیرے مکان میں بند کر کے اس کے غلام کوڑوں سے مارتے (فتح العزیز)(از: مصنف)

(2)۔۔۔: لباب التاویل في معاني التنزیل: سورۃ اللیل، زیرِ آیت ۱۷، 4/ 435-436

(3)۔۔۔: تفسیر القرآن العظیم لابن أبي حاتم: سورۃ اللیل، زیرِ آیت ۴، رقم 19359-10/ 3440

اکبر رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنہ نے فرمایا: اگر تو خدائے واحد پر ایمان لائے، تو یہ سب تیرا ہے اور تو آزاد ہے، مگر وہ مشرف بااسلام نہ ہوا۔ جب امیہ نے اُس کی نسبت کہا، تو حضرت ابو بکر رَضِی اللّٰہ تَعَالٰی عَنہ نے اس کو غنیمت جانا کہ بعوض ایک کافر کے ایک موحد، مخلص ملتا ہے اور اس کافر کی ظلم وتعدی سے نجات پاتا ہے۔

الغرض! بلال رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنہ کو آپ نے آزاد کر دیا، وہ ہمیشہ حضور سرورِ انبیا عَلَیہِ التَّحِیَۃُ وَالثَّنَا کی خدمت میں رہے؛ لہٰذا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنہ کی شان میں نازل ہوا:

﴿فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۝ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْیُسْرٰى ۝﴾ [سورۃ اللیل]

[ترجمہ: تو وہ جس نے دیا اور پرہیزگاری کی اور سب سے اچھی کو سچ مانا، تو بہت جلد ہم اسے آسانی مہیا کردیں گے۔ (کنز الایمان)]]

[مذکورہ آیہ مبارکہ کے تحت تفسیر جلالین میں ہے:]

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى (اللّٰہ) وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى (اَیْ: بِلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فِي الموضعین) فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْیُسْرٰى (لِلْجَنَّۃِ) (جلالین والتفصیل فی فتح العزیز و حسینی وغیرہم)(1)

[ترجمہ:] پس جس نے دیا حق اللہ کا اور ڈرا اللہ سے اور تصدیق کی نیکی کی یعنی، لا الٰہ الا اللہ کی، پس آسان کریں گے ہم اُس کے لئے راہ جنت کی۔

اسی طرح حضرت صدیق رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنہ نے اور کئی مظلوم و بے کس مسلمانوں کو

(1)۔۔۔تفسیر الجلالین: سورۃ اللیل: زیر آیہ ۵۔۶۔۷]، ص810= تفسیر قادری ترجمہ اردو تفسیرِ حسینی: سورۃ اللیل: زیر آیت ۵۔۶۔۷]، 634/2.

کافروں سے خرید ااور آزاد کیا، دراں حال یہ کہ وہ لوگ کفارِ قریش کے لونڈی و غلام تھے، بسبب قبول اسلام کے، اُن کو طرح طرح کی اذیتیں دی جاتی تھیں اور وہ بے کس و مظلوم تھے۔

من جملہ اُن کے ایک عامر بن فہیرہ تھے بنی جدعان کے غلاموں میں، حضرت صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہ نے اُن کو بہ عوض ایک رطل سونے کے خرید کر آزاد کر دیا۔ سفر ہجرت میں حضور سرورِ دوجہاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم کی ہمرکابی میں یہ بھی ہم سفر تھے اور سواری کی ناقہ درِ غار پر لے کر حاضر ہوئے تھے، بڑے اولیاء اللہ سے تھے، بیر معونہ کے دن شہید ہوئے۔

من جملہ ان کے حضرت زبیرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہا ہیں۔ مروی ہے کہ جب اُن کو حضرت ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہ نے آزاد کیا، تو آنکھوں میں درد ہوا، بینائی جاتی رہی، کفار طعنہ زن ہوئے کہ لات و عزّٰی کی مار نے تجھے اندھا کر دیا، انہوں نے کمالِ صبر و تحمل سے جواب دیا کہ لات و عزّٰی کو ہرگز یہ قدرت نہیں کہ کسی کو نفع و نقصان پہنچا سکیں، اللہ تعالیٰ اپنی قدرتِ کاملہ سے، جو چاہتا ہے، سو کرتا ہے، یہ مشیتِ ایزدی کا مقتضا ہے کہ میں نابینا ہو گئی، یہ عجز اُن کا حق سبحانہ و تعالیٰ شانہ کو پسند آیا، اُس نے اپنے فضل سے دوبارہ اُن کو بینائی بخشی۔

من جملہ حضرت مہدیہ اور اُن کی بیٹی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہما ہیں۔ یہ دونوں ایک عورت بنی عبد الدار کی لونڈیاں تھیں، وہ عورت ان کو نہایت ایذا دیتی تھی، حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہ اُس کے پاس گئے اور اُس کی خواہش کے موافق قیمت دے کر دونوں کو خرید لیا اور راہِ خدا میں آزاد کیا اور کہا: اُٹھو! میرے ساتھ چلو، اُنہوں نے عرض کی: اے صدیق اکبر! ہم اُس کے نمک خوار اور پروردہ ہیں، تقاضائے مروت نہیں کہ کام اُس کا نا تمام چھوڑ دیں، اگر آپ کی اجازت ہو تو اس کا کام پورا کر کے حاضرِ خدمت ہوتی ہیں، حضرت

صدیق نے ان کی تحسین و آفرین کی اور اجازت دے دی۔

من جملہ ان کے ایک عورت وہ ہے، جو بنی مؤئل کی مملوک تھی، بنی مؤئل ایک جماعت ہے بنی عدی سے، اس پر بھی مصیبت تھی، حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس کو بھی خرید کر کے آزاد کیا۔

من جملہ ان کے ام عبدہ کو آزاد کیا۔

یہ ان کا ذکر تھا، جن کو بسبب اسلام کے ایذائیں دی جاتی تھیں اور ماسوائے ان کے اور لونڈی غلاموں کو آزاد کیا۔

غرض یہ کہ حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسلام کی اعانت و دین کی حمایت میں اپنا بہت مال خرچ کیا اور بعد تمام اس خرچ کے، چالیس ہزار درہم سرمایہ ان کے پاس تھا، وہ بھی بموجب فرمانے آں حضرت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دوسرے مسلمانوں پر اور دین کے کاموں میں تیرہ برس کے عرصہ میں خرچ کیا۔ بعد ازاں چھ ہزار درہم باقی رہ گئے، وہ سفر ہجرت اور مسجد نبوی کی زمین خرید کرنے میں اور دوسرے نیک کاموں میں سامانِ جہاد وغیرہ میں خرچ کیا۔ (تفسیر فتح العزیز) (1)

مسجد نبوی کی زمین حضور سرورِ انبیا عَلَیْہِ التَّحِیَّۃُ وَالثَّنَا نے بنی نجار سے دس دینار کو خرید فرمائی اور قیمت اس کی ابو بکر صدیق کے مال سے دی۔ (مواہب لدنیہ) (2)

تجہیزِ جیش عُسرت میں حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سبقت:

روایت ہے حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کہ حضرت ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

---

(1)۔۔۔: تفسیر عزیزی مسمی بہ فتح العزیز: زیر سورۃ واللیل، 4/205

(2)۔۔۔: المواھب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ: المقصد الأول، [ھجرتہ صلی اللہ علیہ وسلم]، 1/187

ہمیشہ کارِ خیر میں مجھ پر غالب رہا کئے؛ حتّٰی کہ زمانۂ غزوۂ تبوک میں، اُس وقت مجھے دسترس خوب تھا، میں یہ سمجھا کہ اس مرتبہ میں غالب رہوں گا، پس میں اپنے مال سے نصف مال حضور اقدس میں لایا۔ حضور نے ارشاد فرمایا: عیال و اَطفال کے لئے کیا چھوڑا؟ میں نے عرض کی کہ اتنا ہی مال اور حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنا کُل مال لے آئے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اہل و عیال کے لئے کیا چھوڑا؟ اُنہوں نے کہا کہ خدا اور خدا کا رسول۔ آپ نے فرمایا:

مَا بَیْنَکُمَا مَا بَیْنَ کَلِمَتِکُمَا یعنی، تم دونوں کے مراتب میں ایسا ہی فرق ہے جیسا تم دونوں کے بیان میں فرق ہے۔ (تواریخ حبیبِ الٰہ۔ قرۃ العیون) (1)

وأخرج أبو نعيم في الحلية عن الحسن البصري: أن أبا بكر أتى النبي -صلى الله عليه وسلم- بصدقته فأخفاها، فقال: يا رسول الله هذه صدقتي ولله عندي معاد، وجاء عمر بصدقته فأظهرها، فقال: يا رسول الله هذه صدقتي ولي عند الله معاد، فقال رسول الله عليه الصلاة والسلام: ما بين صدقتيكما كما كلمتيكما. إسناده جيد لكنه مرسل. (تاريخ الخلفاء) (2)

[ابو نعیم "حلیۃ الاولیا" میں امام حسنِ بصری سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جب صدقہ لے کر حاضر ہوئے، تو اس کی مالیت کا اظہار کئے بغیر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم سے عرض کیا کہ یہ میرا صدقہ ہے، واللہ! مجھے اب اللہ ہی کافی ہے۔ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی صدقہ لے کر

---

(1)۔۔۔(تواریخ حبیبِ الٰہ: باب: دوم، فصل: 26، غزوۂ تبوک کا بیان، ص 174

(2)۔۔۔تاريخ الخلفاء: الخليفة الأول: ابو بكر الصديق رضي الله عنه، فصل: في إنفاقه ماله على رسول الله وأنه أجود الصحابة، ص 35

حاضر ہوئے اور اس کی حالت ظاہر کر کے کہنے لگے کہ مجھے اب خدا کا سہارا ہی کافی ہے۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: تم دونوں کے صدقات میں اتنا ہی فرق ہے، جتنا تم دونوں کے الفاظ میں فرق ہے۔]

الغرض! حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کُل مال راہِ خدا میں لا کر حاضر کیا اور اہل وعیال کو خدا اور رسول کے بھروسہ پر چھوڑ دیا۔ اور اپنے لئے نقد و جنس کچھ نہ رکھا۔

روایت ہے ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کہ تھے ہم لوگ حضور سرورِ عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم میں اور نزدیک حضرت کے ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تھے دراں حال یہ کہ وہ عبا پہنے ہوئے تھے (اور بجائے سیون کے) اُس میں کانٹے لگے ہوئے تھے، اس وجہ سے کہ آپ کل مال راہِ خدا میں خرچ کر کے نادار ہو گئے تھے۔ ایک روز کملی کو کرتے کی طرح گلے میں ڈال کر اس کے دونوں پلّے ملا کر کانٹے لگائے تھے کہ مثل دوختہ کے ہو گئے تھے۔ (تفسیر فتح العزیز) (1)

پس نازل ہوئے حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام اور کہا یا محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم! کیا ہے کہ میں دیکھتا ہوں ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اس حالت میں کہ دیکھتا ہوں۔ حضرت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اے جبرئیل! انہوں نے خرچ کیا ہے اپنا مال مجھ پر، قبل فتح (مکہ) کے، (بسبب غریبی کے، اُن کا یہ حال ہے)۔ کہا حضرت جبرئیل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کہ اللہ تعالیٰ اُن پر سلام فرماتا ہے اور فرماتا ہے: پوچھو اُن سے کہ آیا وہ اس فقر میں بھی مجھ سے راضی ہیں یا نہیں؟ حضرت ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: کیا میں ناخوش ہوں گا اپنے رب سے؟

---

(1)۔۔۔ تفسیر عزیزی کمی بہ فتح العزیز، زیر سورۃ اللیل، 4/206

أَنَاعَنْ رَبِّيْ رَاضٍ، أَنَاعَنْ رَبِّيْ رَاضٍ، أَنَاعَنْ رَبِّيْ رَاضٍ. (خازن) (1)

[یعنی، میں اپنے رب سے راضی ہوں، میں اپنے رب سے راضی ہوں، میں اپنے رب سے راضی ہوں۔]

أخرج الْبَغَوِيّ باسناد الثعلبي وَابْن عَسَاكِر وَسَنَده غَرِيب ضَعِيف جدا، واخرج أَبُو نعيم عَن أبي هُرَيْرَة وَابْن مَسْعُود رَضِي الله عَنْهُم مثله وَسَندهمَا ضَعِيف أَيْضا وَابْن عَسَاكِر نَحوه من حَدِيث ابْن عَبَّاس رَضِي الله عَنْهُمَا. (صواعق محرقہ وفتح العزیز) (2)

[یعنی، امام بغوی نے باسنادِ ثعلبی اور ابن عساکر نے اس کو روایت کیا ہے، لیکن اس حدیث کی سند بہت ہی غریب ہے۔ ابو نعیم نے حضرت ابو ہریرہ و حضرت ابن مسعود رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنہما سے بھی ایسی ہی روایت بیان کی ہے، لیکن ان دونوں کی سند بھی ضعیف ہے اور ابن عساکر نے بھی ایسی ہی روایت حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنہ سے کی ہے۔]

وَأخرج الْخَطِيب بِسَنَد واه عَن ابْن عَبَّاس عَن النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم، قَالَ: هَبط جِبْرِيل عَلَيْهِ السَّلَام وَعَلِيهِ طنفسة وَهُوَ متخلل بهَا، فَقلت: يَا جِبْرِيل! مَا هَذَا؟ قَالَ: إِن الله تَعَالَى أَمر الْمَلَائِكَة أَن تتخلل فِي السَّمَاء كتخلل أبي بكر فِي الأَرْض- قَالَ ابن كثير: وهذا منكر جدًا. (تاریخ الخلفاء) (3)

[یعنی، خطیب بسندِ واہی حضرت ابن عباس سے، وہ نبی صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی عَلَیہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ نے ارشاد فرمایا: ایک دن جبرئیل عَلَیہ

---

(1)۔۔۔لباب التاویل في معاني التنزیل: سورۃ الحدید، زیرِ آیت ۱۰، 247/4۔

(2)۔۔۔الصواعق المحرقة: الباب الثالث، الفصل الثاني، 214/1= تفسیر عزیزی مسمی بہ فتح العزیز: زیرِ سورۃ اللیل، 206/4۔

(3)۔۔۔تاریخ الخلفاء: الخلیفة الأول: ابو بکر الصدیق رضي الله عنه، فصل: في إنفاقه ماله علی رسول الله وانه اجود الصحابة، ص 35

الصَّلاۃُ وَ السَّلَامُ ایک ایسا جبہ، جس میں کانٹے لگے ہوئے تھے، پہنے ہوئے نازل ہوئے، میں نے کہا: اے جبرئیل! یہ کیا حالت ہے، انہوں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ آسمان پر ایسا ہی لباس پہنیں، جیسا ابو بکر زمین میں پہنے ہوئے ہیں۔ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں: یہ حدیث بہت ہی منکر ہے۔]

أَمَّا كَوْنُهَا ضَعِيْف فلا تَضُرُّ فِي الْمَنَاقِبِ فَاحْفَظْ مَاقَرَّرَهُ الْمُحَدِّثُوْنَ فِي أُصُوْلِ الْحَدِيْثِ) (1)

[بہر حال! جہاں تک بات ان روایتوں کے ضعیف ہونے کی ہے تو یہ ضعف فضائلِ اعمال اور مناقب وغیرہ میں مضر نہیں (کیوں کہ فضائلِ اعمال اور مناقب میں ضعیف روایات بالاتفاق مقبول ہیں)، لہٰذا محدثین کے مقرر کردہ اس اصول کو پلے سے باندھ لے!!!]

فصل سوم:

فی قوله صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَ سَلَّم: «مَا نَفَعَنِي مَالُ أَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِي مَالُ أَبِي بَكْرٍ»

---

(1)۔۔۔: حدیثِ ضعیف کے بارے میں جمہور کا مذہب ہے یہ کہ فضائلِ اعمال، ترغیب و ترہیب، قصص، مغازی وغیرہ میں یہ بالاتفاق حجت ہیں۔

علامہ عبد الحی لکھنوی لکھتے ہیں:

قد حكى النووى فی عدة من تصانيفه اجماع اهل الحديث وغيرهم على العمل به فی فضائل الاعمال ونحوها خاصة (الاجوبة الفاضلة: ص 52-53)

قد اتفق العلماء على جواز العمل بالحديث فی فضائل الاعمال (الاجوبة الفاضلة ص: 42)

یعنی، فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل کے بارے میں علماء کا اتفاق ہے

مزید تفصیل و توضیح دیکھئے:

☆الهاد الكاف فی حكم الضعاف (فتاوی رضویہ جلد پنجم صفحہ ۴۷۷ تا ۵۳۷)؛ مصنف: امام اہل سنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان حنفی قادری، ناشر: رضا فاؤنڈیشن لاہور

☆كتاب الأجوبة الفاضلة للأسئلة العشرة الكاملة للّكنوي: بحث قبول الحديث الضعيف فی فضائل الاعمال، ص 36 تا 65

حضور سرورِ کونین سلطانِ دارین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنی زبانِ فیض ترجمان سے بارہا ارشاد فرمایا:

نہیں نفع دیا مجھ کو کسی کے مال نے کبھی، جس قدر نفع دیا مجھ کو ابو بکر کے مال نے۔

روایت ہے ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کہ بے شک فرمایا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کہ:

کوئی نہیں کہ جس کا اِحسان ہو مجھ پر، مگر یہ کہ مَیں نے اُس کا بدلہ کر دیا، سوائے ابو بکر کے، پس تحقیق کہ اُن کا احسان ہے مجھ پر، اُس کا بدلہ دے گا اُن کو، اللہ تعالیٰ، دن قیامت کے۔

«مَا نَفَعَنِي مَالُ أَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِي مَالُ أَبِي بَكْرٍ» (رواہ الترمذی) (1)

[یعنی، نہیں نفع دیا مجھ کو کسی کے مال نے کبھی، جس قدر نفع دیا مجھ کو ابو بکر کے مال نے۔]

روایت ہے حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کہ حضرت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

نہیں ہے کوئی نزدیک میرے بڑا احسان کرنے والا ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے، ہمدردی کی اُس نے میری اپنی جان سے اور اپنے مال سے اور بیاہ دی مجھ کو بیٹی اپنی۔ (رواہ الطبرانی) (2)

روایت ہے سیّدنا مولیٰ علی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہٗ سے کہ بے شک فرمایا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کہ:

---

(1)۔۔۔: سنن الترمذي: أبواب المناقب عن رسول الله، 15- باب، رقم 3661

(2)۔۔۔: المعجم الأوسط: باب العين من اسمه علي، رقم 3835

رحم کرے اللہ تعالیٰ ابو بکر پر کہ بیاہ دی مجھ کو بیٹی اپنی اور لے گئے دار الہجرت کی طرف مجھ کو اور آزاد کیا بلال کو اپنے مال سے اور نہیں نفع دیا مجھ کو کسی کے مال نے اسلام میں، جو جس قدر کہ نفع دیا مجھ کو مالِ ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ نے۔ الحدیث (رواہ الترمذی)(1)

روایت ہے ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ سے کہ بے شک فرمایا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم نے:

نہیں نفع دیا مجھ کو مال نے کبھی، جو نفع دیا مجھ کو مالِ ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ نے، پس روئے حضرت صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ اور عرض کرنے لگے کہ نہیں ہوں میں اور مال میرا، مگر آپ ہی کا ہے یا رسول اللہ۔ (رواہ احمد) (2)

اور روایت کی ابو یعلی نے عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہا سے مرفوعاً مثل اس کے۔

کہا ابن کثیر نے: ایسا ہی مروی ہے حضرت علی، ابن عباس، جابر بن عبد اللہ اور ابو سعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہم سے۔

روایت کی خطیب نے ابن مسیب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ سے مرسلاً اور زیادہ کیا کہ:

نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم خرچ کرتے تھے مال ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ کا (بے تکلف)، جیسا کہ خرچ کرتے تھے اپنا ذاتی مال۔ (صواعق محرقہ) (3)

الغرض! اکثر حدیثوں میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ کسی کے مال نے اس قدر نفع نہیں دیا مجھ کو، جس قدر ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ کے مال سے مجھ کو فائدہ ہوا۔ اس واسطے کہ اُم المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہا کا مال اور ابو طالب

---

(1)۔۔۔سنن الترمذي: أبواب المناقب عن رسول الله، باب مناقب علي بن أبي طالب، رقم 3714

(2)۔۔۔مسند الإمام احمد بن حنبل: مسند المكثرين من الصحابة، مسند أبي هريرة رضي الله عنه، رقم 7446

(3)۔۔۔الصواعق المحرقة: الباب الثالث، الفصل الثاني، 213/1

اور عبد المطلب کا مال بھی اگرچہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مصارف میں خرچ ہوا، مگر وہ اس طرح پر کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے کھانے اور لباس اور خویش و اقربا کے دینے لینے میں، مہمانوں کی ضیافت میں، محتاجوں کی خبر گیری میں صَرف ہوا تھا اور حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا مال اسلام کی شوکت، مسلمانوں کی خدمت اور کافروں سے اُن کی گلو خلاصی اور ضعفائے مسلمین کی مدد و دستگیری اور سفر ہجرت میں اور ایسے وقت میں کہ نہ حضرت خدیجہ الکبری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا حیات فرما تھیں، نہ ابو طالب زندہ تھے، ایسی ایسی خاص حالتوں میں حضرت ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی اپنی جان و مال سے حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ہمدرد اور مونس و غمگسار رہے اور سوائے اُن کے یہ شرف کسی کو حاصل نہ ہوا اور غیروں کے مصارف میں زمین و آسمان کا فرق ہے، لہٰذا حق سبحانہ وتعالیٰ شانہ نے اُن کے حق میں فرمایا:

﴿وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ﴿۱۷﴾ الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ یَتَزَكّٰى ﴿۱۸﴾ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰۤى ﴿۱۹﴾ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ﴿۲۰﴾ وَلَسَوْفَ یَرْضٰى ﴿۲۱﴾﴾ [اللیل:۱۷تا۲۱]

یعنی، نزدیک ہے کہ دُور رکھا جائے گا، اُس آگ سے، جو بڑا متقی ہے، جو کہ دیتا ہے مال اپنا؛ تاکہ پاک کرے اپنے تئیں اور نہیں ہے کسی کا اُس پر احسان کہ اس مال کے دینے سے اُس کا بدلہ، عوض، معاوضہ، نعم البدل مقصود ہو، [صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے، جو سب سے بلند ہے اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہو گا]۔

الغرض! کسی کے احسان کے بدلے میں اُس نے اپنا مال نہیں خرچ کیا اور مال خرچ کرنے سے اُس کی کوئی غرض نہیں ہے، سوائے رضامندی و خوشنودی اپنے پروردگار برتر کی اور کسی طرح کی نفسانیّت اس خرچ کرنے میں اور اُن کو منظور نہیں ہے اور البتہ قریب ہے کہ ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ راضی ہوں گے حق تعالیٰ سے یا حق جلّ شانہ راضی ہو گا ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے۔ ﴿یَرْضٰی﴾ میں جو ضمیر ہے اُس میں دونوں اِحتمال ہیں۔

فائدہ:

یہ آیہ کریمہ حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے کمالِ فضل و شرف پر دلالت کرتی ہے۔ جس طرح حق تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کی دلجوئی و خاطر داری کے لئے فرمایا:﴿وَلَسَوۡفَ یُعۡطِیۡكَ رَبُّكَ فَتَرۡضٰی﴾[الضحیٰ:۵]

[ترجمہ:اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔(کنزالایمان)]]

اسی طرح حضرت ابو بکر صدیق ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لئے وعدہ فرمایا:

﴿وَلَسَوۡفَ یَرۡضٰی﴾[اللیل:۲۱][ترجمہِ کنزالایمان:اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہو گا۔](تفسیر عزیزی)(1)

ان مختصر اوراق میں زیادہ طول کی گنجائش نہیں، طالب کو چاہئے کہ کتبِ تفاسیر کو ملاحظہ فرمائیں؛ تاکہ حظِ وافر اُٹھائیں، میں اسی قدر پر اختصار کرتا ہوں۔

خلاصہِ کلام یہ کہ آیہ مذکورہ بالا خاص حضرت صدیق اکبر یارِ غارِ پیغمبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شان میں نازل ہوئی اور دوسرے کا اس جگہ احتمال نہیں اور مخصوص آپ کو﴿اَتۡقٰی﴾ فرمایا اور معنی اُس کے اکرم و بزرگ تر ہے؛ کیوں کہ دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿اِنَّ اَكۡرَمَكُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ اَتۡقٰكُمۡ﴾[الحجرات:۱۳]

یعنی، تحقیق کہ بزرگ تر تمہارا، نزدیک اللہ کے زیادہ تر، متقی اور پرہیز گار تمہارا ہے۔

اور جو اکرم عند اللہ ہے وہی افضل ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ عند اللہ تمام امت سے افضل اور بزرگ تر ہیں۔(صواعق)(2)

---

(1)۔۔۔(تفسیر عزیزی مسمی بہ فتح العزیز:زیرِ سورۃ اللیل،4، 213

(2)۔۔۔الصواعق المحرقۃ:الباب الثالث، الفصل الثانی، 189/1

وھو المقصود ولا یمکن حملھا علی غیرہ. فَتَدَبَّرْ!

فصل چہارم:

اس بیان میں کہ جس نے قبل فتح مکہ کے جہاد و خرچ کیا، وہ افضل ہے بعد والوں سے:

﴿لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ؕ اُولٰٓىِٕكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا﴾ [الحدید:۱۰]

یعنی، نہیں برابر ہے فضل و بزرگی میں، تم میں سے کوئی شخص، اس کے، جس نے خرچ کیا مال اپنا اور قتال کیا ساتھ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے، قبل فتح مکہ کے، وہ لوگ (کہ جنہوں نے خرچ کیا قبل فتح کے اور قتال کیا) بہت بزرگ ہیں مرتبہ میں اُن لوگوں سے، جنہوں نے خرچ کیا مال اپنا، بعد فتح کے اور قتال کیا۔

کہا کلبی نے کہ:

بے شک یہ آیت نازل ہوئی شان میں حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے، اِس واسطے کہ وہ پہلے ایمان لانے والے اور پہلے خرچ کرنے والے ہیں مال اپنا، راہِ خدا میں۔ (خازن، کمالین، وذکرہ البغوی) (1)

اور اکثر مفسرین ہیں اس بات پر کہ:

یہ آیت حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شان میں نازل ہوئی، اس واسطے کہ پہلے جو شخص ایمان لایا اور خرچ کیا اور کافروں سے جھگڑا، وہ حضرت صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی تھے۔ (تفسیر حسینی) (2)

---

(1)۔۔۔: لباب التأویل في معاني التنزیل: سورۃ: الحدید، زیر آیت ۱۰، 247/4 = معالم التنزیل في تفسیر القرآن/تفسیر البغوي: سورۃ: الحدید، زیر آیت ۱۰، 27/5

(2)۔۔۔: تفسیر قادری ترجمہ اردو تفسیر حسینی: سورۃ: الحدید، زیر آیت ۱۰، 508/2

وَفِیہِ دَلِیلٌ عَلٰی فَضْلِہٖ وَتَقَدُّمِہٖ.

ترجمہ: اور اس میں دلیل ہے حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بزرگی اور فضل و شرف میں سب پر مقدّم ہونے کی۔ (تفسیر مدارک) (1)

اور یہ شرف اور بزرگی اِس وجہ سے ہے کہ مکہ فتح ہونے کے قبل تک مسلمانوں کی حالت نہایت سخت و دشوار تھی، کافروں کی ایذا رسانی اور اسلام کی بیخ کنی، مسلمانوں پر یورش کی انتہا نہ تھی۔ لوگ شک و ریب میں تھے، پس ایسی نازک حالت میں جس نے اسلام و اہلِ اسلام کی حمایت کی اور اپنا جان و مال راہِ خدا میں خرچ کیا، وہ بے شک فضل و شرف میں سب سے مقدّم ہو گا؛ کیوں کہ بعد فتح مکہ کے اسلام غالب اور کفر مغلوب ہوا، دشمنانِ دین پامال ہوئے، لوگ فوج در فوج دین میں داخل ہوئے، مسلمانوں کی کمزوری و قلت، قوت و کثرت سے مبدّل ہو گئی۔ پس ایسے وقت میں جنہوں نے راہِ خدا میں خرچ کیا اور کافروں سے لڑے، وہ سابقین اوّلین کے ہم سر و برابر نہیں ہیں، مرتبہ میں۔ (جامع البیان) (2)

اس لئے کہ حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

لَوْ أَنْفَقَ أَحَدُکُمْ مِثْلَ أُحُدٍ ذَھَبًا، مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِھِمْ، وَلَا نَصِیفَہٗ۔ أخرج البخاری عن أبی سعید رضی اللہ تعالٰی عنہ. (کمالین) (3)

اس حدیث کا شروع یہ ہے کہ فرمایا نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے:

لَا تَسُبُّوا أصحابي، وَالَّذِی نفسُ محمدٍ بِیَدِہٖ، الخ. (4)

[ترجمہ:] یعنی، نہ برا کہو میرے صحابہ کو! قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جانِ محمد کی اُس

(1)۔۔۔ مدارك التنزيل و حقائق التأويل /تفسير النسفي: سورۃ الحدید، زیر آیت ۱۰، 435/3

(2)۔۔۔ جامع البيان في تاويل القرآن: سورۃ الحديد، زیر آیت ۱۰، 174/23

(3)۔۔۔ كمالين على تفسير الجلالين: سورۃ الحديد، زیر آیت ۱۰، 447 (بتصرف)

(4)۔۔۔ سنن أبي داود: كتاب السنة، باب في النهي عن سب أصحاب رسول الله، رقم 4658

کے ہاتھ میں ہے! بے شک اگر تم میں کوئی شخص خرچ کرے مثل جبلِ احد کے سونا، تو نہ پہنچے گا اُن کے، ایک مد کو اور نہ اُس کے نصف کو۔

مد ایک پیمانہ ہوتا ہے۔ صاحبِ قاموس کہتے ہیں کہ:

میں نے تجربہ کیا ہے کوئی شے دو کف بھر کر موافق اُس پیمانہ کے ہوگی۔ (منتخب)(1)

المختصر! یہ ذکر تھا حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ کے مال خرچ کرنے کا کہ حضور سرورِ انبیا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم کو جس قدر ان کے مال سے نفع پہنچا، اُس قدر کسی کے مال سے نفع نہیں پہنچا اور معلوم ہوا کہ جس قدر مال اسلام کی حمایت و اعانت میں آپ نے خرچ کیا، اُس قدر کسی نے نہیں خرچ کیا۔ کَمَا عَرَفتَ۔ گو کہ تجہیز جیشِ عُسرت میں صحابہ کرام نے بڑی بڑی کامیابی اور بڑے بڑے شرف حاصل کئے، مگر حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ پر کسی کو سبقت نہ حاصل ہوئی۔

منقول ہے کہ جس وقت آں سرورِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم تہیہ سفر تبوک میں تھے، اس وقت سیّدنا ذی النورین عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ ایک قافلہ کی تیاری کر رہے تھے، جس کو ملکِ شام میں واسطے تجارت کے بھیجنا چاہتے تھے، وہ سب سامان اس جہاد میں صَرف کیا اور عرض کیا: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیکَ وَسَلَّم! یہ دو سو اونٹ مع پالان و پوششوں کے اور کملوں کے، جو اُن پر ہیں اور دو سو اوقیہ چاندی لیجئے اور سامانِ لشکر میں خرچ کیجئے۔

(اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے، تو دو سو اوقیہ آٹھ ہزار درہم ہوئے۔)

حضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم نے اُن کے حق میں فرمایا:

«لَا یَضُرُّ عُثمان ما عَمِلَ بعدَھا» یعنی، نہ ضرر کرے گا عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی

---

(1)۔۔۔: منتخب اللغات: باب المیم مع الدال، ص ۴۴۰

عنہ کو، جو کچھ کہ بعد اس کے کریں گے۔ (مواہب لدنیہ) (1)

اور ایک روایت میں (ہے کہ) تین سو اونٹ مع سامان اور ہزار مثقال سونا لائے اور حضور صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سامنے رکھ دیا۔ آپ نے ان کے لئے دعا فرمائی:

«اللّٰهمّ اَرْضِ عَنْ عُثمَانَ فإنّي عنه رَاضٍ».(2)

یعنی، اے اللہ! راضی ہو تو عثمان سے، پس بے شک میں اُس سے راضی ہوں۔

مروی ہے کہ اس لشکر میں تیس ہزار آدمی تھے اُن میں سے دو حصہ لشکر کا سامان حضرت عثمان نے کر دیا اور اس بشارت کو حاصل کیا:

«مَنْ جَهَّزَ جيشَ العُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ». یعنی، جس نے سامان کیا لشکر عُسرت کا تو اُس کے لئے جنت ہے۔ (کذا فی کتب السیر) (3)

اور ایک روایت میں ہے کہ:

ایک ہزار اونٹ اور ستر گھوڑے دیے۔(4)

اور عبد الرحمن بن سمرہ سے روایت ہے کہ:

حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنہ ایک ہزار دینار اپنی آستینوں میں بھر کر لائے اور حضور سرورِ انس وجان صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی گود میں ڈال دیا، پس حضرت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم اُس کو اُلٹتے پلٹتے تھے اور فرماتے تھے:

---

(1)۔۔:المواهب اللدنية بالمنح المحمدية: المقصد الأول، مغازيه وسراياه وبعوثه ،غزوة تبوك،419/1

(2)۔۔:مدارج النبوة:باب چهارم،وصل غزوه حنين،ذكر جنگ تبوك.345/2

(3)۔۔:مدارج النبوة:باب چهارم،وصل غزوه حنين،ذكر جنگ تبوك.345/1

(4)۔۔:المواهب اللدنية بالمنح المحمدية: المقصد الأول ، مغازيه وسراياه وبعوثه ،غزوة تبوك 419/1=مدارج:باب چهارم،وصل غزوه حنين،ذكر جنگ تبوك.345/1

«مَاضَرَّ عُثْمَانَ مَاعَمِلَ بَعْدَ الْیَوْمِ»(1)

[یعنی، عثمان آج کے بعد جو بھی کریں، انھیں نقصان نہ دے گا۔]

اور ایک روایت میں دس ہزار دینار ہے اور حضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

«غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ یَا عُثْمَانُ! مَا أَسْرَرْتَ وَمَا أَعْلَنْتَ، وَمَا هُوَ کَائِنٌ إِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ، مَا یُبَالِي مَا عَمِلَ بَعْدَهَا»(مواہب لدنیہ)(2)

[اے عثمان! اللہ تعالٰی نے تمھیں بخش دیا، وہ سب جو ظاہر تم سے ہوا اور جو چھپا کر تم سے ہوا اور وہ جو قیامت تک ہونے والا ہے، تمھیں کچھ نقصان نہ دے گا۔]

اور حضرت عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جو عشرہ مبشرہ سے ہیں وہ چالیس ہزار درہم لائے اور اِسی قدر اپنے اہل وعیال کے لئے چھوڑ آئے۔ حضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اُن کے لئے بھی دعا فرمائی۔

اور ایک روایت میں (ہے) کہ:

چالیس اوقیہ سونا لائے اور ایک روایت ہے: چار ہزار درہم لائے۔ (مدارج النبوۃ)(3)

الغرض! اِسی طور سے حضرت عباس بن عبد المطلب، طلحہ بن عبید اللہ، سعد بن عبادہ اور محمد بن مسلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھم اور تمام اشراف و اغنیاے مہاجرین و انصار اپنی اپنی وسعت کے موافق مال لائے؛ حتی کہ بعض بعض عورتوں نے اپنے اپنے زیور بدن سے اُتار کر

---

(1)۔۔:المواهب اللدنية بالمنح المحمدية: المقصد الأول ، مغازيه وسراياه وبعوثه ،غزوة تبوك، 419/1

(2)۔۔:المواهب اللدنية بالمنح المحمدية: المقصد الأول ، مغازيه وسراياه وبعوثه ،غزوة تبوك، 420/1

(3)۔۔:مدارج النبوۃ:باب چہارم،وصل غزوہ حنین،ذکر جنگ تبوک،346/1

دئے۔

حضرت عاصم بن عدی انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ چند وسق خرمے کے لائے (وسق ایک شتر کے بار کو کہتے ہیں، وہ وزن میں ساٹھ صاع ہوتا ہے)۔

حضرت ابو عقیل انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ایک صاع اور ایک روایت میں ہے کہ نصف صاع خرمے لائے اور عرض کی کہ آج رات کو صبح تک اسی سے پانی کھینچا ہے، اُس کی مزدوری میں دو صاع خرمے ملے تھے، ایک صاع لایا ہوں اور ایک صاع اہل وعیال کے لئے چھوڑ آیا ہوں۔

اگرچہ صحابہ کرام نے اس محل پر بڑے بڑے مدارج و مراتب اور شرف حاصل کئے، مگر حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پر کسی کو ترجیح نہ حاصل ہوئی۔

بروایتِ صحیح حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ جب حضرت نے تجہیز لشکر کا حکم دیا تو اُن دنوں، میں مال دار تھا تو کہا میں نے کہ آج مجھے حضرت ابو بکر پر سبقت حاصل ہوگی اگر ہو سکتی ہے، پس لایا میں نصف مال اپنا، تو فرمایا مجھ سے جناب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کہ کیا چھوڑا اپنے اہل وعیال کے لئے؟ میں نے عرض کیا کہ اسی قدر۔ پھر آئے حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور جو کچھ اُن کے پاس تھا وہ سب مال لے آئے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اُن سے فرمایا کہ اے ابو بکر! کیا چھوڑا تم نے اپنے اہل وعیال کے لئے؟ عرض کی:

اُبقَیتُ لَھُم اللہ وَرَسولہ.

یعنی، چھوڑا میں نے ان کے لئے خدا اور رسول کو۔

(حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ) میں نے کہا کہ مجھ کو اُن پر کبھی سبقت

نہ ہوگی کسی شے میں۔(صواعق محرقہ)(1)

اور حضرت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

مَا بَیْنَکُمَا مَا بَیْنَ کَلِمَتِکُمَا. یعنی، فرق تم دونوں کے مرتبہ میں ایسا ہی ہے جیسا کہ تم دونوں کے کلام میں ہے۔(کذا فی کتب السیر)(2)

غرض یہ کہ جو حضرات جو کچھ لائے وہ اپنے اہل و عیال کے لئے بھی چھوڑ آئے، مگر حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنا کُل مال لے آئے اور اہل و عیال کو خدا اور رسول کے بھروسہ پر چھوڑ آئے۔ پس ان کے مرتبہ کے مساوی کون ہو سکتا ہے!

المختصر! یہ حال تھا آپ کے انفاقِ مال کا، [جو] سورۂ واللیل میں مذکور ہوا اور اس جگہ حق سبحانہ وتعالیٰ شانہ نے ارشاد فرمایا:

﴿اُولٰٓئِکَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا﴾[الحدید:١٠]

[ترجمۂ کنزالایمان:(وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا، وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں)، جنہوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا۔]

یہ شرف بھی حضرت صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی کے لئے مخصوص تھا۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ.

فصل پنجم:

دربیانِ شجاعت و بہادری و قتال وجہادِ حضرت سیّدنا ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ:

اس فصل میں پہلے ہم اُن روایتوں کو درج کرتے ہیں جن کو مخالفین نے بھی اپنی تصنیفات میں بلا ردّ و انکار درج کیا ہے۔

---

(1)۔۔۔:الصواعق المحرقة: الباب الثالث، الفصل الثاني، 215/1

(2)۔۔۔:تواریخ حبیب الٰہ: باب: دوم، فصل:26، غزوۂ تبوک کا بیان، ص174

چناں چہ مجتہد ضیغم علی اخباری ابن مرزا شجاعت علی ایرانی اپنی (وصایائے ضیغمی) میں لکھتے ہیں:

مروی ہے حضرت اسما بنت ابی بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنھا سے، وہ کہتی ہیں کہ مشرکینِ مکہ خانہ کعبہ میں بیٹھے ہوئے تھے اور باخود ہاجنابِ رسالت ماب کا ذکر کر رہے تھے کہ ہمارے معبودوں کو اس طرح بُرا کہتے ہیں، ناگہاں داخل ہوئے جنابِ رسولِ مقبول صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم، پس کفار کھڑے ہوگئے حضرت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو گھیر کر اور کہا کہ آپ ہمارے معبودوں کو بُرا کہتے ہیں؟ ایسا اور ایسا۔ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: کیوں نہ بُرا کہیں ہم اُن کو؟ پس سب کے سب حضرت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو لپٹ گئے، تو ایک شخص دوڑا ہوا ابو بکر رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس آیا اور کہا کہ جلد خبر لو حضرت کی۔ پس نکلے حضرت ابو بکر؛ یہاں تک کہ خانہ کعبہ میں پہنچے تو دیکھا کہ حضور سرورِ عالم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم پر کفار نرغہ کئے ہیں، تو فرمایا آپ نے کفار سے کہ ہلاکی ہو تم کو، آیا تم قتل کرنا چاہتے ہو ایسے شخص کو جو کہتا ہے کہ ربّ میرا اللہ ہے اور تحقیق کہ لائے تمہارے پاس نشانیاں تمہارے ربّ سے۔ پس مشرکین نے حضرت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو چھوڑ دیا اور اُن [ابو بکر] پر ٹوٹ پڑے اور سب کے سب مارنے لگے۔ حضرت اَسماء کہتی ہیں کہ حضرت ابو بکر آئے ہیں تو یہ حالت تھی کہ جب وہ اپنے بالوں پر ہاتھ لگاتے تھے تو وہ بال اُن کے ہاتھوں میں آجاتے تھے اور آپ فرماتے تھے: تَبَارَکْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالإِکْرَامِ. (استیعاب) (1)

اور ایک مرتبہ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ نے کفار کو اسلام کی رغبت

---

(1)۔۔۔:الاستيعاب في معرفة الأصحاب:[تتمة حرف العين]باب عبد الله (1633) عبد الله بن أبي قحافة....968/3

دلائی اور نصیحت کی، تو ہر طرف سے کفار اُن پر گر پڑے اور اس قدر مارا کہ چہرہ مبارک اُن کا متغیر ہو گیا اور نوبت بہ ہلاکت پہنچی، پس لوگ اُن کو اُٹھالائے اور حالت اُن کی یہ تھی کہ وہ بے ہوش پڑے تھے اور قدرت بات کرنے کی نہ تھی؛ یہاں تک کے اُس دن کے آخر میں کچھ ہوش ہوا تو پوچھا کہ آں حضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کیوں کر [کیسے] ہیں اور جب ہوش میں آتے یہی سوال کرتے۔(کذا فی ریاض النضرۃ)(1)

اور ایک روز [عقبہ بن ابو] معیط نے آں حضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو خانہ کعبہ کے نزدیک پایا، تو آپ کو مخنوق کرتا تھا، گلا گھونٹتا تھا۔ ناگاہ حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پہنچے تو اُس کو دفع کیا اور حضرت کو اُس سے چھڑایا۔(کذا فی اُسد الغابۃ)(2)

فائدہ:

حضرات ناظرین! کیا کوئی نظیر مل سکتی ہے کہ مثل ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے کسی نے ایسے نازک وقت میں کفار سے مقابلہ و مجاہدہ کیا اور حضور سرورِ دو جہان صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی حمایت اعانت و مدد میں کسی نے بھی ایسی مصیبت جھیلی؟ ظاہر ہے کہ کوئی نہیں۔

اور روایت ہے حضرت سیّدنا امام حسن مجتبیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کہ حضرت مولیٰ علی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہٗ نے فرمایا کہ:

بے شک مجھ پر سبقت کی ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے چار چیزوں میں کہ نہیں دیا گیا میں اُن میں سے کوئی چیز:

---

(1)۔۔۔:الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ: القسم الثانی، الباب الأول، الفصل الأول، 75/1

(2)۔۔۔:أسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ: حرف العین، باب العین، والباء، رقم 3066- عبد اللّٰہ بن عثمان أبو بکر الصدیق، 310/3

[۱] سبقت کی انہوں نے اظہارِ اسلام میں

[۲] اور سبقت کی تقدّم ہجرت میں

[۳] اور سبقت کی مصاحبتِ غار میں

[۴] اور سبقت کی نماز کے قائم کرنے میں، دراں حال یہ کہ میں اُس دن شعبِ ابی طالب میں تھا، وہ اپنا اسلام ظاہر کرتے تھے اور میں پوشیدہ کرتا تھا، قریش اُن کی عزّت کرتے تھے اور میری حقارت۔(ریاض النضرۃ، ملخصًا) (1)

جنگِ بدر میں حضرت صدیق کی شجاعت:

روایت ہے کہ حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ نے فرمایا: لوگوں میں کون بڑا بہادر ہے؟ لوگوں نے عرض کی کہ آپ ہیں۔ آپ نے فرمایا: لوگوں میں سب سے بہادر ابو بکر صدّیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں؛ اس لئے کہ جب دن بدر کا تھا، تو بنایا ہم نے ایک عریش ٹھہرنے کی جگہ واسطے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے، پس کہا ہم نے کہ کون شخص ہے، جو حضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی حفاظت کے لئے رہے کہ کوئی مشرک آپ کے نزدیک نہ آسکے، تو کوئی نہ کھڑا ہوا اس کام کے لئے سوائے ابو بکر صدّیق کے اور حال اُن کا یہ تھا کہ اپنی تلوار میان سے نکال کر تان لی اپنے سر پر، پس جب کوئی مشرک اُس طرف جاتا، تو حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اس پر حملہ کرتے اپنی تلوار سے۔(أخرج الأنوار فی مسندہ و کذا رواہ محمد بن عقیل بن أبی طالب(2)

روایت ہے محمد بن عقیل سے، وہ راوی ہیں حضرت علی سے، ایک دن آپ نے ایک

---

(1)۔۔۔:الریاض النضرۃ في مناقب العشرۃ: القسم الثاني، الباب الأول، الفصل الرابع: في إسلامہ، ذکر بدء إسلامہ، 89/1

(2)۔۔۔:أخرج الأنوار في مسندہ و کذا رواہ محمد بن عقیل بن أبي طالب:

جماعت میں فرمایا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ لوگوں نے عرض کی کہ آپ یا امیر المومنین۔ آپ نے فرمایا: آگاہ ہو! تحقیق کہ نہیں لڑا میں کسی سے، مگر یہ کہ بدلہ لیا میں نے اُس سے ولیکن شجاع ترین مردم ابو بکر صدیق ہیں، جب کہ بدر کا دن تھا، ہم نے جناب رسالت مآب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لئے عریش بنایا اور کہا ہم نے کہ کون شخص ہوگا ساتھ نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے؛ تاکہ نہ پہنچے اُن کی طرف کوئی مشرک، پس قسم ہے خدا کی کہ ہم میں سے کوئی نہیں ساتھ ہوا حضرت کے، سوائے ابو بکر کے (اور حالت اُن کی یہ تھی کہ کسی کو قتل کرتے تھے اور کسی کو للکارتے تھے اور کسی کو سر کے بل ڈالتے تھے اور کہتے تھے: ہلاکی ہو تمہارے لئے، آیا قتل کرنا چاہتے ہو ایسے شخص کو جو کہتا ہے کہ ربّ میرا اللہ ہے۔ پھر فرمایا حضرت علی نے لوگوں سے کہ قسم دیتا ہوں میں تم کو اللہ کی (بتاؤ تم) آیا مومن آل فرعون بہتر ہے یا ابو بکر؟ پس لوگ خاموش رہے، تو آپ نے فرمایا کہ کیوں نہیں تم جواب دیتے ہو؟ قسم ہے خدا کی! البتہ ایک ساعت ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بہتر ہے مومن آلِ فرعون سے؛ اس لئے کہ مومن آل فرعون چھپاتا تھا اپنے ایمان کو اور ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ظاہر کرتے تھے، اپنے ایمان کو اور کبھی نہ چھپایا۔ (رواہ ابن السمان فی کتاب الموافقہ)۔ (وصایائے ضیغمی) (1)

ابو الفدا لکھتا ہے کہ چشمہ کے کنارے سعد بن معاذ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے لکڑیوں کا ایک چبوترہ تخت کی صورت، اس غرض سے بنایا کہ رسولِ خدا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم اُس پر بیٹھ کر اجلاس فرمائیں۔ حضرت سیدِ کونین سلطانِ دارین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مع

---

(1)۔۔۔المختصر من کتاب الموافقۃ بین أهل البیت والصحابۃ للزمخشری: فضائل ابی بکر من کلام علی، ص 43، یہ کتاب جیسا کہ نام سے ظاہر ہے "الموافقۃ بین آل البیت والصحابۃ بمؤلفہ: أبو سعد إسماعیل بن علي السمان الرازي (م: 447ھ)" کا اختصار ہے۔

اپنے رفیق یارِ غار ابو بکر صدیق کے اس پر جلوس فرمایا۔ قوم قریش کی ہزیمت ہوئی ... ت
سرورِ دو جہاں صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم نے ابو بکر صدیق رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کو اپنے
شریک کر لیا اور جنابِ باری میں دست بدعا ہوئے اور لڑائی شروع ہوئی۔ بحکم جنگ ابو بکر
صدیق رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنہ ہاتھ میں ننگی تلوار لئے ہوئے حضور کے سامنے کھڑے تھے۔
جو کافر آپ پر حملے کرتا حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنہ اپنی تلوار سے اس کو واصلِ جہنم
کرتے جاتے تھے۔ انتہٰی

جنگِ اُحد میں آپ کی شجاعت:

مسٹر واشنگٹن اروِنگ انگریزی مؤرّخ لکھتا ہے کہ آں حضرت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیہ وَسَلَّم نے اپنے مجاہدین کو دو دستوں پر تقسیم کرکے بہ سرداریِ حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنہما دامنِ کوہ کے چپ وراست مقیم کر دیا تھا۔ وہ مومنین جو بہ سرداریِ شیخین پس و پیش دامن کوہ میں لڑ رہے تھے، اپنے امیر و سردارِ لشکر کو زخمی پاکر بھاگ چلے۔ ("افضل السیر" ملقب بہ "ہشت گوہر" مطبوعہ کلکتہ ناقلاً عن "سپرٹ آف اسلام")

فائدہ:

اس روایت سے معلوم ہوا کہ باوجود مجروح و زخمی ہونے کے یہ حضرات ثابت قدم رہے اور جو لوگ حضور صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم سے جدا نہیں ہوئے اور ثابت قدم رہے، من جملہ اُن کے ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنہما وغیرہ ہیں۔ بعد لڑائی حضور کے ساتھ یہ لوگ پہاڑ پر تھے اور ابو سفیان کا جواب فاروق اعظم نے دیا تھا۔ (مواہب وغیرہ من کتب السیر) (1)

---

(1)۔۔۔المواھب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ: المقصد الأول، مغازیہ وسرایاہ وبعوثہ، ثم غزوۃ أحد، 247-246/1

بقولِ شیعہ ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ نے اپنے باپ کو قتل کرنا چاہا، حضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے منع فرمایا۔ شیخ حلی امام اعظم امامیہ لکھتا ہے:

وَلِأَنَّ أَبَابَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ أَرَادَ قَتْلَ أَبِیْہِ یَوْمَ أُحُدٍ، فَنَھَاہُ النَّبِیُّ عَنْ ذٰلِکَ وَقَالَ: دَعْہُ لِکَیْ قَتَلَہُ غَیْرُکَ. (تذکرۃ الفقہاء فصل سادس) (1)

[یعنی، حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ نے جنگ اُحد کے دن اپنے والد کو قتل کرنا چاہا، تو نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس سے منع فرمادیا اور فرمایا: چھوڑ دو کہ تمہارے علاوہ کوئی اور اسے قتل کرے۔]

مروی ہے کہ حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ کے بیٹے حضرت عبد الرحمن جب مشرف با اسلام ہوئے تو اُنہوں نے کہا کہ بروزِ اُحد میں نے آپ کو ایسے موقع پر پایا تھا کہ اگر میں چاہتا تو آپ کو قتل کر دیتا مگر میں نے آپ کو قتل نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا: اگر میں تجھ کو ایسے موقع پر پاتا، تو اللہ کے واسطے ضرور میں تجھ کو قتل کر دیتا۔ (رواہ ابن عساکر عن محمد بن سیرین) (2)

فائدہ:

ان روایات سے معلوم ہوا کہ جہاد فی سبیل اللہ میں آپ کو انتہا درجہ کی رغبت و مستعدی تھی؛ حتی کہ خدا اور رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مقابلے باپ و بیٹے، عزیز و اقارب کی بھی رعایت مد نظر نہ تھی۔ انتہیٰ اور مثل آپ کے دیگر صحابہ کرام۔

صحابہ کرام نے بمقابلہ خدا و رسول کے اپنے عزیز و

---

(1)۔۔۔تذکرۃ الفقہاء: فصل سادس [کتاب تک رسائی نہیں ہو سکی۔]

(2)۔۔۔تاریخ دمشق: حرف العین، رقم 3398 - عبد اللہ ویقال عتیق بن عثمان بن قحافۃ ....، 128-127/30

اقارب کا پاس نہ کیا:

چناں چہ حضرت ابوعبیدہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے قتل کیا اپنے باپ کو دن اُحد کے۔ اور حضرت ابو بکر نے قتل کرنا چاہا، مگر حضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے منع فرمایا۔ اور مصعب بن عمیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے قتل کیا اپنے بھائی کو دن اُحد کے۔ اور حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہٗ وغیرہ نے اپنے عزیزوں کو قتل کیا۔ (کذافی مبہمات القران للسیوطی) (1)

اور قتل کیا حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو دن بدر کے۔ (کَمَا نَقَلَہُ الدَّلْجِی) (2)

اور عرض کیا تھا عبد اللہ ابن عبد اللہ بن اُبَی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضور مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم میں کہ اگر آپ چاہیں تو سر کاٹ لاؤں میں اپنے باپ کا۔ (رواہ البخاری) (شرح شفاء لملا علی: جلد ثانی۔ تفسیر خازن: سورۂ مجادلہ۔ تفسیر حسینی وغیرہ) (3)

نیز اسارائے [اَسیرانِ] بدر کے لئے قتل کا مشورہ دینا سیّدنا فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا معلوم و معروف ہے۔

یہ تھے جان نثارانِ پیغمبر کہ جن کی نظیر دنیا میں نہیں، جب استشارہ [مشورہ] فرمایا

---

(1)۔۔۔: مفحمات الأقران في مبهمات القرآن: سورة المجادلة، زیرِ آیت ۲۲، ص 107

(2)۔۔۔: الشيخ شمس الدين أبو عبد الله محمد بن محمد بن محمد بن أحمد، العثماني، الشافعي، الدلجي (م:947ھ) دسویں صدی ہجری کے عالم ہیں، آں موصوف نے بخاری، اربعین نووی وغیرہما کی شروحات بھی لکھی ہیں جن کا ذکر حاجی خلیفہ نے "کشف الظنون" 551/1 اور عمر بن رضا کحالہ نے "هدية العارفين" 2/237، میں کیا ہے، ممکن ہے مذکورہ عبارت ان میں سے کسی میں ہو، لیکن فی الحال آپ کی کتب تک رسائی نہیں ہے۔ البتہ مذکور روایت بہت سی کتب میں مذکور ہے۔ مثلاً: أسباب نزول القرآن للواحدی: سورة المجادلة، زیرِ آیت ۲۲، ص 434

(3)۔۔۔: شرح الشفا: الجزء الثاني، الباب الثاني، فصل [في علامات محبته صلى الله تعالى عليه وسلم]، ص 52/2 = لباب التأويل في معاني التنزيل: سورۂ مجادلہ، زیرِ آیت ۲۲، 265/4

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible]
حضرت مقداد ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! [illegible]
ہو آپ کو اللہ تعالیٰ نے، ہم آپ کے ساتھ ہیں اور ہم [illegible] نہ کہیں گے جیسا کہ بنی
اسرائیل نے موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہم الصلاۃ والسلام سے کہا تھا:

﴿فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ﴾ [المائدۃ: ۲۴] ولکن اذھب
انت وربک فقاتلا، انا معکما مقاتلون۔ الخ

یعنی، بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا: جاؤ تم اور تمہارا رب دونوں
لڑو ہم اس جگہ بیٹھے ہیں۔ اور حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ
صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم چلیے آپ اور آپ کا پروردگار اور قتال کیجئے، ہم آپ کے ساتھ ہو
کر لڑنے والے ہیں۔ (مواہب وغیرہ) (1)

اعتراض جنگ احد وغیرہ میں صحابہ بھاگ نکلے اور جواب:

اعتراض:

بعض مخالفین کہتے ہیں کہ جنگِ احد میں صحابہ بھاگ نکلے اور خصوصاً شیخین نے فرار اختیار کیا۔

جواب:

واضح ہو کہ یہ اعتراض سراسر دروغ بے فروغ اور مبنی بر کمالِ سفاہت و جہالت ہے۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ پہلے جب اہلِ اسلام کی فتح اور کفار کو شکست ہوئی تو مجاہدینِ اسلام غنیمت کی لوٹ میں مصروف ہوئے، عبد اللہ بن جبیر کے ساتھی جو درّہ کوہ پر مقرر تھے اکثر

---

(1)۔۔۔ المواہب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ: المقصد الأول، مغازیہ وسرایاہ وبعوثہ، 210/1

اُن میں سے لُوٹ میں آکر شریک ہوئے، کفار نے درّے کو خالی پاکر پھر اُس طرف سے حملہ کیا، حضرت عبد اللہ بن جبیر اور چند اُن کے ساتھی شہید ہوئے۔ ناگہاں اس گھاٹی سے جو مسلمانوں کی پشت کی جانب واقع تھی، کفار نے سخت حملہ کیا؛ چوں کہ مسلمان لوٹ میں مصروف اس آفتِ ناگہانی سے بے خبر تھے، ترتیب لشکر کی باقی نہ تھی، صفیں ٹوٹ چکی تھیں، ایسی حالت میں کفار اوپر آن پڑے، سر نو ہنگامہ کارزار گرم ہوا، مسلمان بے طرح قتل ہوئے، حضور سرور عالم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم مسلمانوں کی نگاہوں سے مجوب ہوگئے، اِس وجہ سے کہ آپ گڑھے میں جاپڑے، کفار نے یہ خبر مشہور کی کہ آں حضرت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم معاذ اللہ قتل ہوئے۔ غرض ان وجوہات سے لوگ پراگندہ و منتشر ہوگئے تھے، جس کو بھاگنا بیان کیا جاتا ہے۔ (قرۃ العینین) (1)

بعد ازیں جب کعب بن مالک نے حضور سرورِ دوجہان صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دیکھا اور پہچانا، تو بلند آواز سے لوگوں کو پکارا: یَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ، ھٰذَا رَسُوْلُ اللّٰہِ- صلی اللہ علیہ وسلم-، پس جب لوگوں کو معلوم ہوا تو پروانہ وار اس شمع رسالت پر ٹوٹ پڑے اور دوڑے، اور رُخ کیا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے شعب کی طرف اور آپ کے ساتھ حضرت ابو بکر و عمر و علی اور ایک جماعت مسلمانوں کی تھی رَضِیَ اللّٰہ عَنْہُم۔ (کذا فی المواہب وغیرہ من کتب السیر) (2)

اور صحابہ کرام سے اس لغزش کو حق سبحانہ وتعالیٰ شانہ نے در گذر فرمایا:

﴿وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ﴾ [آل عمران:۱۵۵] [ترجمہِ کنز الایمان: اور بے شک اللہ

---

(1)۔۔: قرۃ العینین: مآثر جمیلہ حضرت صدیق اکبر، ص 114

(2)۔۔: المواهب اللدنية بالمنح المحمدية: المقصد الأول ،مغازيه وسراياه وبعوثه، ثم غزوة احد، 250/1

نے انہیں معاف فرمادیا۔]

اب اگر کوئی صحابہ کرام کی شان میں دریدہ دہنی کرے تو وہ خود موردِ قہر الٰہی ہے کہ حکم خدا میں تحکم کرنا چاہتا ہے۔فَافْهَمْ!

اور شیخین وغیرہما کی ثابت قدمی مصرح ہے کتبِ سِیَر میں۔چند اصحاب مہاجرین وانصار مثل حضرت ابو بکر، عمر، علی، طلحہ، اُسید بن حضیر وغیرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ اَجْمَعِیْن قائم رہے۔(تواریخ حبیب الٰہ) (1)

وَثَبَتَ مَعَهُ مِنْ أَصْحَابِهِ أَرْبَعَةَ عَشَرَ رَجُلًا، سَبْعَةَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ، فِيْهِمْ أَبُوْ بَكْرِ الصِّدِّيْقُ، وَسَبْعَةَ مِنَ الْأَنْصَارِ.(مواہب لدنیہ) (2)

[یعنی، حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ چودہ صحابہ کرام ثابت قدم رہے، جن میں سے سات مہاجرین تھے، من جملہ ایک حضرت ابو بکر صدیق بھی ہیں اور سات انصار۔]

کہانووی نے کہ حضرت عمر، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ کُل مقاموں میں حاضر رہے اور آپ اُن لوگوں میں سے ہیں جو جنگِ اُحد میں ثابت قدم رہے۔انتہی

الغرض!اربابِ سِیَر کے نزدیک یہ امر ثابت ہے کہ یہ حضرات جنابِ رسالت مآب کی معیّت میں تھے، نہ کہ اصحابِ فرار سے اور جب کہ مفرورین سے اللہ تعالیٰ جلّ شانہ نے درگذر فرمایا، تواُن پر کوئی حرف نہ رہا۔اب اُن کی جناب میں گستاخی کرنا اپنے تئیں سزاوارِ جہنم

---

(1)۔۔۔:تواریخ حبیب الٰہ: باب دوم، فصل پانچویں، ص89

(2)۔۔۔:المواهب اللدنية بالمنح المحمدية: المقصد الأول، مغازيه وسراياه وبعوثه، ثم غزوة أحد، 246/1

بتاتا ہے۔نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا۔

بعدہ، جناب سرورِ کائنات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم مع صحابہ کرام کے پہاڑ پر چڑھ گئے، پھر ابو سفیان نے چڑھنا چاہا، مگر نہ چڑھ سکے، تب ابو سفیان نے پوچھا کہ کیا قوم میں محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم ہیں؟ حضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: جواب نہ دو۔ پھر کہا: کیا قوم میں ابن ابی قحافہ یعنی، ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ہیں؟ تین مرتبہ کہا۔ پھر تین مرتبہ کہا: کیا قوم میں ابن الخطاب ہیں؟ اور کچھ جواب نہ پایا، تو اپنی قوم سے کہا کہ یہ سب لوگ قتل کئے گئے۔ تب حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو تاب نہ رہی اور انہوں نے پکار کر کہا کہ بفضلہ تعالیٰ یہ تینوں زندہ ہیں تیرے اوپر رنج وبلا ڈالنے کو۔ الخ (مواہب وغیرہ) (1)

الغرض! جنگِ اُحد میں اِبتدا سے انتہا تک حضرات شیخین حضور سرورِ کونین سلطانِ دارین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ ثابت قدم رہے اور کفار جس طرح حضور کے متلاشی تھے ویسے ہی شیخین کے۔ فَتَدَبَّرْ وَفِیْہِ نَبَأٌ عَظِیْمٌ!

یوم الرِدۃ میں آپ کی شجاعت از کتب شیعہ:

واقعہ یوم الرِدۃ میں:

وَلَقَدْ قَامَ أَبُوْ بَکْرٍ یَوْمَ الرِّدَّۃِ مَقَامَ نَبِیٍّ مِنَ الْأَنْبِیَاءِ. (تاریخ الخلفاء) (2)

[یعنی، فتنہ ارتداد کے دفاع میں حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے ایک نبی جیسا کردار ادا کیا ہے۔]

آپ کی شجاعت وبہادری حتّٰی کہ آپ نے تن تنہا مرتدّین عرب سے مقابلہ کرنا چاہا، تو

---

(1)۔۔۔المواهب اللدنية بالمنح المحمدية: المقصد الأول، مغازيه وسراياه وبعوثه، ثم غزوة أحد، 1/246۔247

(2)۔۔۔تاريخ الخلفاء: الخليفة الأول: ابو بكر الصديق رضي الله عنه، فصل: فيما ورد من كلام الصحابة والسلف الصالح في فضله، ص50

حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجہَہٗ نے روکا۔

مجتہد جائسی نے لکھا ہے کہ:

آپ نے اپنی خلافت کے وقت کسی کے قول کی طرف اِلتفات نہ فرمایا اور قصد کر لیا کہ مانعینِ زکوٰۃ سے ضرور جہاد کرنا چاہئے؛ یہاں تک کہ آپ تنِ تنہا نکلے حتیٰ کہ آئے اکابرین صحابہ اور بہت عاجزی کے ساتھ اُن کو روکا اور بازر کھا جانے سے، پس جب کہ لشکرِ اسلام پہنچا اُن کی طرف تو مرتدین کو شکست ہوئی اور گردانا اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کو مبدء، دولتِ اسلام کے لئے۔(عماد الاسلام) (1)

روایت ہے جب کہ ارادہ کیا حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ نے مدینہ سے خروج کا اور اہل رِدّت کی طرف جانے کا، تو امیر المومنین حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ نے اُن کے گھوڑے کی لگام تھام لی اور کہا کہ میں آپ سے وہ بات کہتا ہوں جو رسولِ خدا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم نے آپ سے روزِ اُحد کے فرمایا تھا، میان میں کیجئے اپنی تلوار کو اور لَوٹ چلئے مکان کی طرف اور نفع دیجئے ہم کو اپنی ذات سے اور میں کہتا ہوں آپ سے کہ آپ لشکر بھیجئے مرتدّوں پر اور آپ چلئے مدینہ میں، اِس واسطے کہ اگر آپ ہلاک ہوئے تو نہ ہو گا بعد آپ کے اسلام کا انتظام کبھی، پس قبول کی آپ نے رائے حضرت علی کی اور رجوع کیا مدینہ کی طرف۔(کذا فی کتاب النواقض) (2)

روایت ہے حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہَا سے کہا کہ نکلے باپ میرے دراں حال یہ کہ ننگی لئے تھے تلوار اپنی اور سوار تھے اپنی سواری پر دن رِدّت کے۔ پس آئے علی بن ابی طالب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ، پس پکڑ لیا اُن کی سواری کی لگام [کو] اور کہا کہ کہاں کا ارادہ رکھتے

---

(1)۔۔:عماد الاسلام:

(2)۔۔: کتاب النواقض:

ہو اے خلیفۂ رسول اللہ! میں کہتا ہوں آپ سے وہ بات جو فرمائی تھی آپ سے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دن اُحد کے، رکھیے تلوار اپنی اور نہ درد مند کیجیے ہم کو اپنی ذات سے، رجوع کیجیے آپ مدینہ کی طرف۔ قسم خدا کی اگر بسبب آپ کے ہم کو مصیبت پہنچی تو بعد آپ کے کبھی اسلام کا انتظام نہ ہو گا، تب آپ نے رجوع کیا مدینہ کی طرف۔ (رواہ حافظ ابن السمان وصاحب فضائل فی کتابہ (وصایائے ضیغمی)، وکذا فی صواعق محرقہ و تاریخ الخلفاء واخرج الدار قطنی عن ابن عمر)(1)

روایت ہے عروہ سے، کہا کہ نکلے حضرت ابو بکر مہاجرین و انصار کے ساتھ، یہاں تک کے پہنچے "نقعا" تک مقابل نجد کے اور بھاگے اعراب، تو کلام کیا لوگوں نے ابو بکر سے اور کہا کہ واپس چلیے مدینہ کی طرف اور امیر کیجیے کسی کو لشکر پر اور اصرار کیا لوگوں نے یہاں تک کہ لوٹے وہ اور امیر بنایا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اور بھیجا اُن کو طرف بنی اسد و غطفان کے، پس لوگ قتل ہوئے اور گرفتار ہوئے اور باقی رجوع ہوئے اسلام کی طرف۔

پھر بھیجا حضرت خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یمامہ کی طرف مسیلمہ کذاب سے جنگ کے لئے۔

اور دوسرے سال خلافت کے علا ابن حضرمی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بحرین پر بھیجا۔

اور حضرت عکرمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو عمان پر۔

اور مہاجر بن امیہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ایک جماعتِ مرتدین پر۔

اور زیاد بن لبید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ایک دوسری جماعت پر۔ اِسی وجہ سے کہا

---

(1)۔۔۔المختصر من کتاب الموافقة بین أهل البیت والصحابة للزمخشري: مشاورة ابی بکر علیا فی اهل الردة وغیر ذلک، ص50= الصواعق المحرقة: الباب الأول، الفصل الثالث، 1/ 46= تاریخ الخلفاء: الخلیفة الأول: ابو بکر الصدیق، فصل: فیما وقع في خلافته، ص61

ابوہریرہ نے: والذي لا إله إلا هو! اگر ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ خلیفہ نہ ہوتے تو خدا کی پرستش و عبادت نہ ہوتی۔ الخ (اخرج البیہقی وابن عساکر (صواعق محرقہ۔ تاریخ الخلفا) (1)

حضرات ناظرین! روایاتِ مذکورہ بالا میں غور فرمائیں حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ یارِ غارِ پیغمبر ہمیشہ بمقابلہ اعداء شمشیر بکف اور سرگرم جہاد و قتال رہے اور دین کی حمایت میں حضور سرورِ دوجہاں صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی حینِ حیات اور بعد وفات اپنا جان ومال فدا کرتے رہے۔ جس کا اکابرینِ شیعہ کو بھی اقرار ہے مگر افسوس ابنائے زمانہ نے بسبب تعصّب و عناد کے امر حق سے چشم پوشی کی اور ﴿صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ﴾ [البقرۃ:۱۸] [بہرے گونگے اندھے تو وہ پھر آنے والے نہیں] کے مصداق ہوگئے۔

ان غزوات کا ذکر جن میں حضرت ابو بکر علم بردار یا سپہ سالار بنائے گئے:

علاوہ ازیں غزوہ مریسیع میں آں حضرت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت صدیق رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ کو مہاجرین کا عَلَم بردار بنایا اور بنی کلاب پر امیر لشکر بنا کر بھیجا۔ (مواہب) (2)

اور غزوہِ خیبر میں پہلے روز امیر لشکر بن کر خیبریوں سے جہاد کیا اور کمالِ شجاعت و بہادری سے لڑے اور ناعم نامی قلعہ کو فتح کیا۔ (تواریخ ابو الغداء و رواہ احمد عن بریدۃ

---

(1)۔۔۔تاریخ دمشق: باب ذکر بعث النبي (صلی الله علیه وسلم) أسامة قبل الموت، 60/2 = الصواعق المحرقة: الباب الأول، الفصل الثالث، 47/1 = تاریخ الخلفاء: الخلیفة الأول: ابو بکر الصدیق، فصل: فیما وقع في خلافته، ص 60

(2)۔۔۔المواهب اللدنية بالمنح المحمدية: المقصد الأول، مغازیه وسرایاه وبعوثه صلی الله علیه وسلم، غزوة بني المصطلق، 279/1 وغزوة خيبر 352/1

واخرجہ الحاکم) (1)

اور غزوہِ حنین میں جو لوگ سرورِ عالم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ ثابت قدم رہے ان میں حضرت ابو بکر بھی ہیں اور عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھما۔ (مواہب لدنیہ) (2)

اور قتالِ مرتدّین کا شرف تو آپ ہی کے لئے خاص ہے جن کے وصف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ﴾ [المائدة:۵۴]

یعنی، اللہ دوست رکھتا ہے اُن کو اور وہ دوست رکھتے ہیں اللہ کو۔

الغرض! اِنہیں مساعیٔ جمیلہ کے، حق سبحانہ و تعالیٰ شانہ نے ان کو بشرف۔ ﴿أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ أَنفَقُوْا مِنۢ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا﴾ [الحدید:۱۰] [ترجمہ: وہ (جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا)، مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں، جنہوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا]۔ سے مشرّف و ممتاز فرمایا۔

بیانِ مذکورہ بالا سے بہ نصوصِ قطعیہ یہ امر بصراحت ثابت ہو گیا کہ حضرت ابو بکر صدیق افضل البشر بعد الانبیاء ہیں۔ وھو المقصود۔

شبہ:

جب یہ افضل و بزرگ قوم تھے تو چاہئے تھا کہ اکثر غزوے و سریہ میں یہی امیر و سردارِ لشکر بنائے جاتے نہ کہ معدودے چند مقام میں، بخلاف اوروں کے کہ حضور صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اکثر لوگوں کو امیر و علمبر داری کا شرف بخشا؟

---

(1)۔۔۔المستدرك على الصحيحين: كتاب المغازي والسرايا، رقم 4338=مسند الإمام أحمد بن حنبل: تتمة مسند الأنصار، رقم 22993، 97/38

(2)۔۔۔المواهب اللدنية بالمنح المحمدية: المقصد الأول ، مغازيه وسراياه وبعوثه ، تحت غزوة مؤتة، 398/1

دفع:

ابو بکر و عمر وزیر و مشیر تھے سلطانِ دو جہاں کے:

واضح ہو کہ حضراتِ شیخین معمولی سپہ سالاروں کے درجہ میں نہ تھے کہ ہر میدان میں بھیجے جاتے، بلکہ وہ سلطانِ دو جہاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم کی وزارت کا شرف رکھتے تھے۔

چناں چہ وارد ہوا ہے کہ:

اللہ تعالیٰ نے میری مدد کی چار وزیروں سے: دو آسمان والوں سے: جبرائیل و میکائیل اور دو زمین والوں سے: ابو بکر و عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہم۔ (رواہ الطبرانی و ابو نعیم فی الحلیہ عن ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہما۔ (1)

اور یہ حضرات مشیر کار تھے حضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم کے اور دونوں دست و بازو تھے حضرت کے، جو آپ سے جدا نہیں ہو سکتے تھے۔

روایت ہے کہ حضرت حذیفہ سے، کہا کہ سنا میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم سے، فرماتے تھے کہ:

البتہ میں ارادہ کرتا ہوں کہ بھیجوں ہر طرف لوگوں کو کہ سکھائیں لوگوں کو سنن و فرائض، جیسا کہ بھیجا تھا حضرت عیسیٰ بن مریم عَلَیۡہِ السَّلَامُ نے حواریوں کو۔ لوگوں نے عرض کی کہ آپ ابو بکر و عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہما کو کیوں نہیں بھیجتے؟ فرمایا کہ نہیں بے پروائی ہے مجھ کو اُن دونوں سے؛ اس لئے کہ وہ دونوں امورِ دین میں مثل سمع و بصر کے ہیں۔ اخرج الحاکم (قرۃ العینین۔ ازالۃ الخلفاء) (2)

---

(1)۔۔۔: سنن الترمذي: أبواب المناقب عن رسول الله، 17- باب، رقم 3680

(2)۔۔۔: المستدرك على الصحيحين: كتاب معرفة الصحابة رضي الله عنهم، أبو بكر بن أبي قحافة رضي الله عنهما، رقم 4432 = قرة العينين: مسلک دوم، نوع چهل ونهم، ص ۲۱

وَأَخرَجَ التِرمِذِيُ، وَالحَاكِمُ صَحَّحَهُ عَن عَبدِ اللهِ بنِ حَنطَبٍ، أَنَّ النَّبِيَّ - عَلَيهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ- رَأَى أَبَابَكرٍ وَعُمَرَ، فَقَالَ: «هَذَانِ السَّمعُ وَالبَصرُ» واخرج الطبرانی من حدیث ابن عمر (تاریخ الخلفاء) (1)

[یعنی، امام ترمذی وامام حاکم حضرت عبد اللہ بن حنطب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت ابو بکر و عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھما کو دیکھ کر فرمایا: یہ دونوں میرے کان اور آنکھ ہیں۔ طبرانی نے اسے حضرت ابن عمر سے بھی روایت کیا ہے۔]

روایت ہے عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے کہا کہ سنا میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم سے، فرماتے تھے کہ:

آئے میرے پاس جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَامُ اور فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو حکم فرماتا ہے کہ ابو بکر و عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھما سے مشورہ لیا کیجئے۔ قال اللہ تعالیٰ:

﴿وَشَاوِرۡهُمۡ فِی الۡاَمۡرِ﴾ [آل عمران:۱۵۹]

[ترجمۂ کنز الایمان: اور کاموں میں ان سے مشورہ لو۔]

روایت ہے حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کہ:

بے شک یہ آیت نازل ہوئی ابو بکر و عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھما کی شان میں۔ رواہ الحاکم (صواعق محرقہ) (2)

پس وزیر و مشیر ہمرکابِ سلطان رہا کرتے ہیں، لہٰذا ہر [سب] مقامات میں یہ حضرات

---

(1)۔۔۔تاریخ الخلفاء: الخليفة الأول: ابو بكر الصديق رضي الله عنه، فصل: في الأحاديث الواردة في فضله مقرونا بعمر، سوى ماتقدم، ص 43-44

(2)۔۔۔الصواعق المحرقة: الباب الثالث، الفصل الثاني، 191/1

سرورِ کونین سلطانِ دارین صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ہمرکابی سے شرف اندوز ہوتے رہے۔

حدیث حذیفہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ میں مذکورہ ہوا کہ حضور صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے شیخین کو اپنے سمع وبصر سے نسبت دی۔

فائدہ

شیخین کا بمنزلہ سمع وبصر کے ہونا از کتبِ شیعہ:

و نیز احادیثِ شیعہ سے بھی یہ امر ثابت ہے۔

چناں چہ شیخ ابن بابویہ قمی نے "معانی الاخبار" میں حضرت امام موسیٰ رضا رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کی ہے:

عن الحسن ابن علی، قال: قال رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم: ان ابابکر منی بمنزلۃ السمع وان عمر منی بمنزلۃ البصر وان عثمان منی بمنزلۃ الفؤاد۔(1)

[یعنی، حضرت حسن بن علی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: بے شک ابو بکر میرے کان، عمر میری آنکھ اور عثمان میرے دل کی مثل ہیں۔]

پس جب کہ بروایت حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ حضرات خلفائے ثلاثہ کا پیغمبرِ خدا کے بمنزلہ سمع و بصر و دل کے ہونا ثابت ہے تو اُن کی محبت، عین الفتِ رسول ہے اور اُن سے دشمنی، عین ذاتِ سرورِ کائنات سے دشمنی ہے۔ فَتَدَبَّرْ!

اس حدیث کے متعلق جو کچھ قیل و قال ہے، وہ کتبِ مناظرہ میں مصرح ہے اور تفسیر حضرت امام حسن عسکری رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ میں بروایتِ طویل قصہ ہجرت میں منقول ہے، جس کا آخر یہ ہے کہ:

---

(1)۔۔۔معانی الاخبار:

حضرت نے ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہ سے فرمایا:

جعلک منی بِمَنزِلَۃ السّمع وَالبَصر وَالرَّأس من الجسد و بمنزلة الروح من البدن. انتھی

[یعنی، تمھیں مجھ سے ایسا ہی تعلق ہے جیسے کان، آنکھ اور سر کو جسم سے ہے، نیز جیسے روح کو بدن سے ہے۔]

چوں کہ حضراتِ شیخین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہما کو سرکارِ رسالت مآب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم سے وہ نسبت تھی جو سمع و بصر کو سر سے ہے اور سر کو جسم سے اور جسم کو روح سے، لہٰذا حضور اُن کو جدا نہ فرماتے تھے۔

جمہور علما کا قول ہے کہ جیسے حضرت ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہ اسلام لائے، سفر و حضر میں کبھی آں حضرت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم سے جدا نہ ہوئے، مگر جب کہ حضرت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم نے حج یا جہاد کی اجازت دی اور آپ تمام مشاہد میں حضرت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم کے ساتھ حاضر رہے اور آپ کے ہم رکاب ہجرت کی، صرف خدا اور رسول کی رضا و خوشنودی کی لئے اہل و عیال گھر بار چھوڑا اور غار میں آپ کے رفیق رہے اور ہر جگہ حضور کی جان و مال سے مدد کی اور اُحد و حنین میں آپ ثابت قدم رہے۔ (صواعق محرقہ۔ تاریخ الخلفاء) (1)

الغرض! یہ کہ حینِ حیات بھی وہ شمع رسالت پر پروانہ وار جان نثار رہے اور بعد وفات بھی جسم و جان کی طرح پہلو بہ پہلو رہے۔ «اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ» (2) صَدَقَ اللہُ وَرَسُوْلُہٗ.

---

(1)۔۔۔:الصواعق المحرقة على أهل الرفض والضلال والزندقة: الباب الأول،الفصل الخامس، 82/1=تاريخ الخلفاء:الخليفة الأول: ابو بكر الصديق رضي الله عنه ،فصل: في صحبته ومشاهده، ص32

(2)۔۔۔:صحيح البخاري: كتاب الأدب ،باب علامة حب الله عز وجل، رقم 6168

الباب الثالث/بابِ ثالث

فی قولہٖ تعالیٰ:﴿وَلَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْکُمْ﴾الآیہ

وفیہ فصل

فرمایا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے:

﴿وَلَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْکُمْ﴾اور چاہئے کہ قسم نہ کھائیں بزرگی والے جو دین میں بزرگی رکھتے ہیں تم میں سے﴿وَالسَّعَةِ اَنْ یُّؤْتُوْٓا﴾اور مقدور والے اس بات پر کہ نہ دیں گے خرچ﴿اُولِی الْقُرْبٰی﴾قرابت والوں کو﴿وَالْمَسٰکِیْنَ﴾اور فقیر محتاجوں کو ﴿وَالْمُهٰجِرِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ﴾اور خدا کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو﴿وَلْیَعْفُوْا﴾اور چاہئے کہ معاف کریں وہ جرم جو اُن سے ہوا﴿وَلْیَصْفَحُوْا﴾اور چاہئے کہ در گزریں﴿اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَکُمْ﴾آیا نہیں تم دوست رکھتے ہو اس بات کو کہ بخشے اللہ تم کو ﴿وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔[النور:۲۲](تفسیر حسینی)(1)

الفصل الاوّل فی تفسیرہٖ وشانِ نزولہٖ:

کہا مفسرین نے: نازل ہوئی یہ آیت شان میں حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے، جب کہ قسم کھالی تھی اُنہوں نے اس بات کی کہ نہ نفقہ دیں گے وہ حضرت مسطح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو، جو اُن کی خالہ کے بیٹے تھے، بسبب اس کے کہ حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کی تہمت میں وہ بھی شریک تھے اور وہ اصحابِ بدر سے اور مہاجرین مسکین سے

(1)۔۔۔تفسیر قادری ترجمہ اردو تفسیر حسینی: سورۃالنور، زیرِ آیت ۲۲۔113/2

تھے۔

پس جس وقت یہ آیت پڑھی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم نے ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ پر، تو کہا آپ نے: کیوں نہیں دوست رکھتا میں اس کو کہ بخشے اللہ تعالیٰ مجھ کو (پس جو قصور مسطح سے درباب قذفِ عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہا سرزد ہوا تھا، اُس سے آپ نے درگزر فرمائی) اور جو کچھ خرچ اُن کو دیتے تھے وہ دینے لگے اور فرمایا آپ نے: قسم ہے خدا کی! اب نہ روکوں گا خرچ اُن کا کبھی۔ (مدارک، خازن وغیرہما) (1)

واضح ہو کہ اس آیہ کریمہ میں دلائل ہیں ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کی افضلیت پر۔ اس واسطے کہ فضل کا لفظ جو آیت میں مذکور ہے، ذکر کیا ہے اللہ تعالیٰ نے مقامِ مدح میں اور بلفظِ جمع فرمایا ہے: ﴿اُولُوا الْفَضْلِ﴾ اور ﴿اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ﴾ اور یہ دال ہے ان کے علوِ شان و عالی مرتبہ ہونے پر۔ باوجود یہ کہ آپ نے اذیت پائی مسطح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ سے درباب عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہا کے، مگر پھر بھی اُن کے ساتھ جو کچھ سلوک کیا کرتے تھے اُس کو پھر جاری رکھا، محض رضائے خدا و رسول کے لئے اور یہ اشد مجاہدہِ نفس ہے۔ و نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو فرمایا: ﴿فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ﴾ اور حضرت صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کے لئے اِرشاد ہوا: ﴿وَلْیَعْفُوْا وَلْیَصْفَحُوْا﴾ پس دلالت کرتی ہے یہ آیت اس پر کہ حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ ثانی اثنین ہیں، جمیع اخلاق رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم میں۔ (تفسیر خازن) (2)

فائدہ:

---

(1)۔۔۔:لباب التأویل في معاني التنزیل: سورۃ النور، زیرِ آیت ۲۲، 289/3=مدارك التنزیل وحقائق التأویل: سورۃ النور، زیرِ آیت ۲۲، 496/2

(2)۔۔۔:لباب التأویل في معاني التنزیل: سورۃ النور، زیرِ آیت ۲۲، 289/3

اس آیہ کریمہ میں حضرت حق جلّ و علا نے حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ کو ﴿اُولُوا الْفَضْلِ﴾ یعنی، صاحب بزرگی فرمایااور فضل سے مراد فضل فی الدین ہے۔(مدارک) (1)

لہٰذا اِستدلال کیا ہے علما نے اس آیت سے حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ کی افضلیت پر۔(مدارک، کمالین) (2)

اور ظاہر ہے کہ اس خطاب سے اور کوئی مشرّف و ممتاز نہیں ہوا۔ پس معلوم ہوا کہ وہ عند اللہ افضل البشر بعد الانبیاء ہیں۔ وَھُوَ الْمُدَّعٰی

تنبیہ:

باب اوّل میں کتبِ فریقین سے یہ محقّق ہو چکا کہ حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ، صدیق اکبر ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اتقیٰ فرمایا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ جس قدر حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ نے اپنا جان و مال راہِ خدا میں صَرف کیا اُس قدر کسی نے نہیں کیا؛ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اُولٰٓئِکَ اَعْظَمُ دَرَجَۃً﴾[الحدید:۱۰] وغیرہ وغیرہ۔

یہ نصوصِ قطعیہ و دلائلِ صریحہ ہیں صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ کے افضل البشر بعد الانبیاء ہونے پر، جس میں مخالف کو جائے دم زدن و مقالِ سخن نہیں؛ کیوں کہ یہ وہ خصوصیات ہیں جو سوائے صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ کے غیر کے حصہ میں نہیں۔ وَمَنِ ادَّعٰی فَعَلَیْہِ الْبَیَانُ.

اگرچہ سیّدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ کے مناقب میں بکثرت آیتیں ہیں، مگر

---

(1)۔۔۔: مدارک التنزیل وحقائق التأویل: سورۃ النور، زیرِ آیت ۲۲، 496/2۔

(2)۔۔۔: کمالین علی تفسیر الجلالین: سورۃ النور، زیرِ آیت ۲۲، ص294

ہم نے اُنہیں کا ذکر کیا جو آپ کی افضلیت پر نص ناطق ہیں اور اس رسالہ کا یہی مقصود و موضوع ہے۔ طالبِ حق کے لئے اِسی قدر کافی ہے اور معاند کے لئے دفتر بھی ناکافی ہے۔

الباب الرابع

مَاوَرَدَمِنَ الْأَحَادِيثِ وَالْأَخبَارِ فِي أَفْضَلِيَّةِ الصِّدِّيقِ

وفيہ فصولٌ

الفصل الاوّل:

آں حضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو افضل ترین بشر بعد الانبیاء فرمایا۔

روایت ہے حضرت جابر بن عبد اللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کہ ایک روز مہاجرین و انصار آں حضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے حضور میں حاضر تھے اور لوگوں کی فضیلت وبزرگیاں بیان کر رہے تھے، پس حضور سرورِعالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم دولت سرا سے بر آمد ہوئے اور فرمایا کہ کس شغل میں مشغول ہو؟ ہم نے عرض کیا کہ بعض لوگوں کی بزرگیاں بیان کرتے ہیں، تو فرمایا کہ اگر کسی طرح کا ذکر ہے تو خبردار ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پر کسی کو بزرگ مت جانیو، اس واسطے کہ وہ افضل ہے تم سب کا دنیا و آخرت میں۔

روایت ہے ابو درداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کہ ایک روز میں آگے آگے ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے چلا جاتا تھا کہ ناگہاں رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم راستے میں مل گئے اور فرمایا کہ تو اُس شخص کے آگے چلتا ہے جو دنیا و آخرت میں تجھ سے بہتر ہے۔ قسم ہے خدا کی! آفتاب نے طلوع و غروب نہیں کیا ہے کسی پر بعد انبیا اور مرسلین کے کہ بہتر

ہو، ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ سے۔ رواہ الدار قطني بسند صحیح (1)

روایت ہے، حضرت امام جعفر صادق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ سے، وہ راوی ہیں حضرت امام باقر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ سے، وہ حضرت امام زین العابدین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ سے، وہ حضرت سیدنا امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ سے، وہ حضرت امیر المومنین علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ سے، آپ فرماتے تھے کہ میں نے آں حضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم سے سنا ہے کہ:

آفتاب نے طلوع و غروب نہیں کیا ہے کسی پر بعد پیغمبروں اور رسولوں کے کہ بہتر ہو، ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ سے۔ رواہ ابن سمان في الکتاب الموافقۃ(2)

روایت ہے حضرت جابر سے کہ میں ایک دن آں حضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے حضور میں حاضر تھا، آپ نے ارشاد فرمایا کہ:

اِس وقت ایک ایسا شخص آتا ہے کہ حق تعالیٰ نے میرے بعد اُس سے بہتر کسی کو پیدا نہیں کیا ہے اور اس کی شفاعت قیامت کے دن پیغمبروں کی شفاعت کے مانند ہو گی۔ کہا راوی نے کہ کچھ دیر نہ گذری تھی کہ ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ تشریف لائے، آں حضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم اُٹھے اور اُن کی پیشانی پر بوسہ دیا اور معانقہ کیا اور موانست حاصل کی۔ رواہ خطیب بغدادی (فتح العزیز: تحت سورۃ واللیل)(3)

روایت ہے ابو درداء سے کہ بے شک رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ:

نہیں طلوع کیا آفتاب نے اور نہ غروب کسی پر کہ افضل ہو ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ

---

(1)۔۔:العلل الواردة في الأحاديث النبوية:رقم 3270، 380/13=الصواعق المحرقة: باب في التخيير والخلافة،712/2

(2)۔۔:المختصر من كتاب الموافقة بين أهل البيت والصحابة للزمخشری:ص222

(3)۔۔: تفسیر عزیزی مسمی بہ فتح العزیز: زیر سورۃ واللیل،4/213-214

سے، مگر یہ کہ ہو نبی۔ اخرج عبد بن حمید فی مُسندہ وأبو نعیم وغیرھما من طرق.(1)

اور ایک روایت میں ہے کہ:

نہیں طلوع کیا آفتاب نے کسی پر بعد انبیا اور مرسلین کے کہ افضل ہو ابو بکر سے۔

اور بھی وارد ہے حضرت جابر سے، جس کے الفاظ یہ ہیں کہ:

نہیں طلوع کیا آفتاب نے کسی پر تم میں سے کہ افضل ہو ابو بکر سے۔

وَأخرجه الطَّبَرَانِيِّ وَغیرہ وَله شَوَاهِد من وُجوہ أخر تقضي لَهٗ بالصِّحَّةِ أو الحسن وَقد أَشَارَ ابْن كثير إِلَى الحكم بِصِحَّتِهِ.(2)

[یعنی، طبرانی وغیرہ نے اسے روایت کیا ہے اور دیگر وجوہ سے اس کے ایسے شواہد موجود ہیں جو اس کے صحیح اور حسن ہونے کا تقاضا کرتے ہیں اور ابن کثیر نے اس کے صحیح ہونے کا اشارہ کیا ہے۔]

اور فرمایا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے:

ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بہترین بشر ہیں مگر یہ کہ ہو نبی۔ أخرج الطَّبَرَانِيّ عَن سَلمَة بن الْأَكْوَع وَرواہ ابن عدي(3)

روایت ہے اسعد بن زرارہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کہ:

تحقیق روح القدس جبرئیل نے خبر دی مجھ کو کہ بے شک بہتر آپ کی امت میں بعد آپ کے ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔ اخرجہ الطبرانی فی الاوسط (صواعق محرقہ۔

---

(1)۔۔:المنتخب من مسند عبد بن حمید: مسند أبي الدرداء رضي الله عنه، رقم 212، 101/1= حلية الأولياء وطبقات الأصفياء: 325/3

(2)۔۔:الصواعق المحرقة: الباب الثالث، الفصل الثاني، 196/1۔197

(3)۔۔:الصواعق المحرقة: الباب الثالث، الفصل الثاني، 197/1

تاریخ الخلفاء)(1)

روایت ہے حضرت انس سے کہ بے شک نبی صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ:

نہیں کوئی اصحاب تمام انبیاو مرسلین کا اور نہ صاحب یٰسٓ کا کہ افضل ہو ابو بکر رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنہ سے۔أخرجه الحَاكِم (2)

روایت ہے ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم نے کہ ابو بکر و عمر رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنھما بہتر ہیں اوّلین و آخرین سے اور بہتر ہیں اہل آسمان اور بہتر ہیں اہل زمین سے سوائے انبیا اور مرسلین کے۔

أخرج الحَاكِم[في الكنى]وَابن عدي في الكَامِل والخطيب في تَارِيخه(صواعق محرقہ)(3)

روایت ہے حضرت علی رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنہ و حضرت زبیر رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنہ سے کہ بے شک نبی صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم نے فرمایا: بہتر میری اُمت کے بعد میرے ابو بکر و عمر رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنھما ہیں۔رواہ ابن عساکر (4)

روایت ہے انس رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنہ سے کہ یمن سے کچھ لوگ آئے جن میں ذوّالہ بن عوقلہ یمانی تھے (الی قولہ)، ذوّالہ نے عرض کی کہ آپ کے بعد سب سے افضل کون ہے؟ نبی صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اے ذوّالہ! آسمان نے سایہ نہیں ڈالا اور زمین نے

---

(1)۔۔۔:الصواعق المَحرقة: الباب الثالث، الفصل الثاني، 197/1=تاريخ الخلفاء: الخليفة الأول: ابو بكر الصديق، فصل: في أنه أفضل الصحابة وخيرهم، ص40

(2)۔۔۔:الصواعق المحرقة: الباب الثالث، الفصل الثاني، 201/1

(3)۔۔۔:الصواعق المحرقة: الباب الثالث، الفصل الثالث، 219/1

(4)۔۔۔:تاريخ دمشق: حرف الواو، رقم 7967 - ورادبن جهير بن عبدالرزاق بن أبي الغارات بن منصور أبو صادق الجذامي النفائي، 427/62

نہیں گھیرا اور عورتوں نے نہیں جنا کسی ایسے شخص کو جو میرے بعد سب سے افضل ہو سوا ابو بکر صدیق کے، ان کے بعد عمر، ان کے بعد عثمان، ان کے بعد علی رِضْوَانُ اللهِ تَعَالٰی عَنْهُمْ اَجْمَعِيْن۔ انتہی، ملخصاً (اسد الغابہ) (1)

فائدہ:

حضرت ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا افضل البشر بعد الانبیاء ہونا ان احادیثِ مذکورہ میں مصرح ہے۔

الفصل الثانی:

فی قولہ: أَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ سَيِّدَا كُهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔ الخ

فرمایا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے:

ابو بکر و عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہما کو، یہ دونوں سردار ہیں بوڑھوں اہل جنت کے اوّلین و آخرین کے سوائے انبیا اور مرسلین کے۔

رواه الترمذي عَنْ أَنَسٍ (تاریخ الخلفاء) وأخرج مثله عَنْ عَلِيٍّ وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ و ابْنِ عُمَرَ وأَبِي سَعِيدٍ وجابر بن عبد الله رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ أَجْمَعِيْن۔ (2)

روایت ہے ابو جحیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کہ:

ابو بکر و عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہما سردار ہیں بوڑھوں اہل جنت اوّلین و آخرین کے سوائے انبیا اور مرسلین کے۔

---

(1)۔۔۔أسد الغابة في معرفة الصحابة: حرف الذال، رقم 1563- ذؤالة بن عوقلة، 225/2

(2)۔۔۔سنن الترمذي: أبواب المناقب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، 16- باب، رقم 3664= تاريخ الخلفاء: الخليفة الأول: ابو بكر الصديق رضي الله عنه، فصل: في أنه أفضل الصحابة وخيرهم، ص40

رواہ ابن ماجہ واخرج احمد والترمذی عن علی رضی اللہ تعالی عنہ وابو یعلی فی مسندہ والضیاء فی المختارۃ عن انس رضی اللہ تعالی عنہ والطبرانی فی الاوسط عن جابر رضی اللہ تعالی عنہ۔(1)

اور فرمایا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کہ سردار بوڑھوں اہل جنت کے ابوبکر وعمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُما ہیں اور بے شک ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جنت میں مثل ثریا کے ہیں آسمان میں۔(اخرج الْخَطِیب فِی تَارِیخہ(صواعق محرقہ)(2)

فائدہ:

یعنی، باعتبار رفعت وبلندی مقام کے ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ایسے ہیں بلند مرتبہ جنت میں جیسے آسمان میں ثریا تارے۔ واخرج الترمذی عن أبی سعید رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ فی ھذہ المعنی.

وعَنِ الْحَسَنِ بْنِ زَیْدِ بْنِ حَسَنٍ، قال: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ أَبِیهِ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: کُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَأَقْبَلَ أَبُو بَکْرٍ، وَعُمَرُ، فَقَالَ: یَا عَلِيُّ، هَذَانِ سَیِّدَا کُهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَشَبَابِهَا بَعْدَ النَّبِیِّینَ وَالْمُرْسَلِینَ. أخرجه أحمد (3)

[یعنی، حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں بارگاہِ رسالت میں حاضر تھا کہ اتنے میں ابوبکر وعمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُما تشریف لائے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ابوبکر اور عمر تمام پہلے پچھلے ادھیڑ عمر وجوان جنتیوں کے سردار ہیں، نبیوں اور رسولوں کے علاوہ۔]

---

(1)۔۔۔:سنن ابن ماجہ: باب في فضائل أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، فضل أبي بكر الصديق رضي الله عنه، رقم100

(2)۔۔۔:الصواعق المحرقة على أهل الرفض والضلال والزندقة: الباب الثالث، الفصل الثالث، 224/1

(3)۔۔۔:مسند الإمام أحمد بن حنبل: مسند علي بن أبي طالب رضي الله عنه، رقم602، 40/2

فائدہ:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضراتِ شیخین ہر شیخ وشابِ اہلِ جنت کے سردار ہیں۔

فَاحْفَظْ!

الفصل الثالث:

فی قولہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: إن عمرَ حَسَنَۃٌ من حَسَنَاتِ أبي بکر:

روایت ہے عمار بن یاسر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے کہ:

آئے میرے پاس جبرئیل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اس وقت، تو کہا میں نے کہ اے جبرئیل! بیان کرو مجھ سے فضائل عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے۔ پس کہا حضرت جبرئیل نے: اگر میں بیان کروں آپ سے فضائل عمر کے (اتنی مدت) کہ ٹھہرے حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم میں تو نہ تمام ہوں گے فضائل عمر کے اور تحقیق کہ عمر ایک نیکی ہیں ابو بکر کی نیکیوں سے۔ أخرج أبو یعلی الموصلی باسناد صحیح (صواعق محرقہ۔ تاریخ الخلفاء) (1)

فائدہ:

حضرت نوح عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِم الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ اپنی قوم میں نو سو پچاس برس ٹھہرے:

﴿فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا﴾ [العنکبوت:۱۴]

[ترجمہ کنز الایمان: اور بیشک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تو وہ ان میں پچاس

---

(1)۔۔۔الصواعق المحرقة علی أهل الرفض والضلال والزندقة: الباب الثالث، الفصل الثالث، 1/228-229=تاریخ الخلفاء: الخلیفة الأول: ابو بکر الصدیق رضي الله عنه، فصل: في الأحادیث الواردة في فضله مقرونا بعمر، سوی ماتقدم، ص44

سال کم ہزار برس رہا۔]

حضرت جبریل عَلٰی نَبِیِّنا وَ عَلَیهِم الصَّلاۃُ وَ السَّلَامُ فرماتے ہیں کہ جتنی مدت حضرت نوح اپنی قوم میں ٹھہرے، اگر اُتنی مدت عمر کے فضائل بیان کروں تو وہ تمام نہ ہوں گے یا رسول اللہ، مگر حضرت ابو بکر کا مرتبہ اتنا بڑا ہے کہ عمر کی تمام نیکیاں ابو بکر کی ایک نیکی کے برابر ہے۔

اے عزیزو! یہ شرف اور مراتب ہیں یارانِ رسول اللہ کے، جن کے بیان میں کتاب و سنت مالامال ہے۔

روایت ہے اُم المومنین عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنها سے کہ چاندنی رات میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیهِ وَ سَلَّم میری گود میں سر رکھے ہوئے (لیٹے تھے) میں نے کہا کہ یا رسول اللہ! کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے مانند ہوں گی؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں! عمر کی نیکیاں (اس قدر ہیں)۔ میں نے کہا کہ ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنه کی نیکیاں کہاں گئیں؟ فرمایا کہ عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنه کی ساری نیکیاں ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنه کی ایک نیکی کے مانند ہیں۔ رَوَاہُ أبو الحسین رزین ابن معاویۃ العبدری (مشکوۃ) (1)

الفصل الرابع:

ابو بکر و عمر وزیر ہیں سلطانِ دوجہان کے اور اللہ تعالٰی نے اُن سے مدد کی آپ کی:

روایت ہے ابو سعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنه سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیهِ وَ سَلَّم نے کہ:

نہیں کوئی نبی ہوا مگر اُس کے لئے دو وزیر تھے اہلِ آسماں سے اور دو وزیر تھے اہلِ زمین

---

(1)۔۔۔:مشكاة المصابيح: كتاب المناقب، باب مناقب أبي بكر وعمر رضي الله عنهما، الفصل الثالث، رقم 6068

سے، پس میرے دو وزیر اہل آسماں سے جبرئیل و میکائیل ہیں اور دو وزیر میرے اہل زمین سے ابو بکر و عمر ہیں۔رَوَاہُ التِّرْمِذِيُّ (مشکوۃ۔ تاریخ الخلفاء) (1)

روایت ہے ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہ سے کہ بے شک نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ:

تحقیق اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی میری چار وزیروں سے، دو اہل آسمان سے ہیں جبریل اور میکائیل اور دو اہل زمین سے ابو بکر و عمر۔أخرج الطَّبَرَانِيّ وَأبو نعیم فِي الْحِلْيَة (2)

روایت ہے ابوذر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہ سے کہ بے شک فرمایا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کہ:

تحقیق ہر نبی کے لئے دو وزیر ہیں اور میرے دو وزیر اور دو صاحب ابو بکر و عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہُما ہیں۔أخرجہ ابن عساکر (3)

روایت ہے ابو اروی دوسی سے کہا کہ:

تھا میں نزدیک نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے، پس سامنے آئے ابو بکر و عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہُما، تو حضرت نے فرمایا: الحمد اللہ الذی أیّدَنی بکمایعنی، شکر ہے اللہ کا جس نے مدد کی میری تم دونوں سے۔

أخرج البزار وورد أیضًا مِن حدیث البراء بن عازب، أخرج الطَّبَرَانِيّ في الأوسط.

---

(1)۔۔۔مشكاة المصابيح: كتاب المناقب، باب مناقب أبي بكر وعمر رضي الله عنهما، الفصل الثاني، رقم 6065=تاريخ الخلفاء: الخليفة الأول: ابو بكر الصديق رضي الله عنه، فصل: في الأحاديث الواردة في فضله مقرونا بعمر سوى ماتقدم، ص 43

(2)۔۔۔المعجم الكبير: باب العين، رقم 11422، 179/11= حلية الأولياء وطبقات الأصفياء: 160/8

(3)۔۔۔تاريخ دمشق: حرف العين، رقم 9457، 44/63-64

(صواعق محرقہ۔تاریخ الخلفاء)(1)

الفصل الخامس / فصل پنجم:

فی قولہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم: اقْتَدُوا بِاللَّذَیْنِ مِنْ بَعْدِي أَبِي بَکْرٍ وَعُمَرَ. الخ

آں حضرت نے اُمت کو حکم فرمایا ہے اپنے بعد اِقتدائے شیخین کا:

روایت ہے حضرت حذیفہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ سے، کہا کہ فرمایا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کہ:

نہیں جانتا میں کہ کب تک میری بقا ہے تم میں، پس اقتدا کرو میرے بعد ابو بکر و عمر رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْھما کی۔

وَأخرجه الطَّبَرَانِيّ من حَدِيث أبي الدَّرْدَاء وَالْحَاكِم من حَدِيث ابْن مَسْعُود وروى أَحْمد وَالتِّرْمِذِيّ وَابْن مَاجَه وَابْن حبَان فِي صَحِيحه عَن حُذَيْفَة.(2)

وأخرج أَحْمد وَالتِّرْمِذِيّ وَحسنه وَابْن مَاجَه وَالْحَاكِم وَصَححهُ عَن حُذَيْفَة، کہا کہ فرمایا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے:

اقْتَدُوا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي أَبِي بَكْرٍ وَعمَرَ.(3)

[یعنی، میرے بعد ابو بکر و عمر کی اِقتدا و پیروی کرو۔]

وَالتِّرْمِذِيّ عَن ابْن مَسْعُود وَالرُّويَانِيّ عَن حُذَيْفَة وَابْن عدي عَن أنس: اقتدوا

---

(1)۔۔۔تاریخ الخلفاء: الخليفة الأول: ابو بكر الصديق رضي الله عنه، فصل: في الأحاديث الواردة في فضله مقرونًا بعمر، سوى ما تقدم، ص44= الصواعق المحرقة على أهل الرفض والضلال والزندقة: الباب الثالث، الفصل الثالث، 228/1

(2)۔۔۔سنن الترمذي: أبواب المناقب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، 16 – باب، رقم 3662=الصواعق المحرقة: الباب الأول، الفصل الثالث، 56/1۔57

(3)۔۔۔الصواعق المحرقة: الباب الأول، الفصل الثالث، 56/1

باللذین من بعدِي من أَصْحَابِي أبي بكرٍ وعمر. الخ(1)

[یعنی، ترمذی نے حضرت ابن مسعود، رویانی نے حضرت حذیفہ اور ابن عدی نے حضرت انس سے روایت کی ہے کہ اقتدا کرو میرے بعد میرے صحابہ میں ابو بکر و عمر کی۔]

أخرج الطَّبَرَانِيُ عَن أبي الدَّرْدَاء:

اقتدا کرو میرے بعد ابو بکر و عمر کی، اس لئے کہ وہ دونوں رسی ہیں اللہ کی، جس نے پکڑا اُن دونوں کو، پس تحقیق کہ پکڑا رسی مضبوط کو کہ نہیں ٹوٹے گی۔ (صواعق محرقہ)(2)

الفصل السادس:

فی قوله صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّم: لَوْ کُنتُ مُتَّخِذًا خَلِیلاً غیر رَبِّي لاتَّخَذتُ أَبَا بَکْرٍ خَلِیلاً. الخ

ولــه فیــه مناقبة عظیمة التی لم یرو لغیره.

[یعنی، مذکورہ حدیث میں حضرت ابو بکر صدیق کی بہت بڑی فضیلت و منقبت ہے؛ کیوں کہ آپ کے علاوہ کسی اور کے لئے یہ بات نہیں کہی گئی۔]

روایت ہے حضرت ابو سعید خدری سے، کہا کہ فرمایا رسول اللہ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّم نے کہ:

بے شک زیادہ تر بہت احسان کرنے والا مجھ پر اپنی صحبت سے اور اپنے مال سے، ابو بکر ہے، اگر میں کسی کو گردانتا دوست (ایسا دوست کہ اُس کی محبت میرے دل میں گڑ جاتی اور وہ مطلع ہوتا میرے اسرار پر۔ لمعات)(3) تو البتہ گردانتا میں ابو بکر کو خلیل (لیکن نہیں ہے

---

(1)۔۔۔: الصواعق المحرقة: الباب الأول، الفصل الثالث، 57/1

(2)۔۔۔: الصواعق المحرقة: الباب الثالث، الفصل الثالث، 219/1

(3)۔۔۔: قوسین میں عبارتِ لمعات ہے۔ ۱۲ منہ

کوئی میرے لئے محبوب اس صفت کا سوائے اللہ کے۔

اور جائز ہے کہ خلّت بمعنی حاجت ہو یعنی، اگر گردانتا میں کسی کو ایسا دوست کہ رجوع کرتا میں اُس کی طرف اپنی حاجتوں میں اور بھروسہ کرتا اپنی مشکلوں میں تو البتہ گردانتا میں ابو بکر کو و لیکن بھروسہ میرا جمیع امور میں اللہ پر ہے۔ کہا علمانے کہ یہ معنی زیادہ تر مناسب ہیں۔(لمعات) (1)

اور کہا بعض نے کہ معنی یہ ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ کی محبت نے نہیں باقی رکھی دل میں جگہ غیر کے لئے۔(حاشیہ ابن ماجہ)(2)

و لیکن اخوّتِ اسلامی اور دوستی اُس کی باقی و ثابت ہے۔ نہ باقی رہے مسجد میں کوئی کھڑکی یا روزن سوائے کھڑکی یا روزنِ ابو بکر کے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ:

اگر کسی کو میں دوست گردانتا سوائے اپنے ربّ کے تو البتہ گردانتا میں ابو بکر کو دوست۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ(مشکوۃ) (3)

[حافظ جلال الدین سیوطی شافعی مذکورہ حدیث کے بارے کہتے ہیں:]

وقد وَرَدَ هذا الحديثُ من روايةِ ابنِ عباس، وابنِ الزبير، وابنِ مسعود، وجندبِ بن عبدالله، والبراءِ، وكعبِ بنِ مالك، وجابرِ بنِ عبدِالله، وأنس، وأبي واقد الليثي، وأبي المعلى، وعائشةَ، وأبي هريرةَ، وابنِ عمرَ -رضي الله عنهم- وقد سردتُ طرقَهم في

---

(1)۔۔:لمعات التنقيح فی شرح مشكاة المصابيح: كتاب المناقب ،باب مَنَاقب ابي بكر ، الْفَصْل الأول،تحت رقم6019، 9/592۔593

(2)۔۔:إهداء الديباجة بشرح سنن ابن ماجة: أبواب السنة، باب في فضائل أصحاب رسول الله،رقم 93، 1/71

(3)۔۔:مشكاة المصابيح: كتاب المناقب ،بَاب مَنَاقِب أبي بكر، الْفَصْل الأول،رقم6019

الأحاديث المتواترة.(تاریخ الخلفاء) (1)

[یعنی، یہ حدیث حضرت ابن عباس، ابن زبیر، ابن مسعود، جندب بن عبد اللہ، براء، کعب بن مالک، جابر بن عبد اللہ، انس، ابو واقد لیثی، ابو المعلی، عائشہ، ابو ہریرہ اور ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُمۡ اَجۡمَعِیۡن سے مروی ہے اور حادیثِ متواترہ میں، میں نے اس کے طرق نقل کئے ہیں۔]

[اور حافظ ابن حجر ہیتمی لکھتے ہیں:]

وطرقه كَثِيرَة مِنهَا عَن حذَيفَة وَأنس وَعَائِشَة وَابن عَبَاس وَمُعَاوِيَة بن أبي سُفيَان رَضِيَ اللهُ تَعَالٰی عَنهُم.(صواعق محرقہ) (2)

[یعنی، یہ روایت بہت سے طرق سے مروی ہے، جن میں حضرت حذیفہ، انس، عائشہ، ابن عباس اور معاویہ بن سفیان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُمۡ اَجۡمَعِیۡن شامل ہیں۔]

فائدہ:

خوخہ کھڑکی یا روزن یعنی، روشندان کو کہتے ہیں جو گھر مسجد شریف سے ملے ہوئے تھے اُن میں کھڑکیاں تھیں، مسجد میں لوگ آتے تھے یا روزن تھے کہ اُن میں سے لوگ دیکھتے تھے کہ آں حضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم مسجد میں تشریف لائے یا نہیں۔

الغرض! حضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ سوائے ابو بکر کے سب کی کھڑکی یا روزن بند کر دئے جائیں اور یہ فرمانا آپ کا مرضِ وفات میں تھا اور یہ کنایہ ہے حضرت ابو بکر کے لئے خلافت کا۔(مرقاۃ) (3)

---

(1)۔۔۔:تاريخ الخلفاء: فصل: الخليفة الأول: ابو بكر الصديق رضي الله عنه، في الأحاديث الواردة في فضله وحده، سوى ماتقدم، ص45

(2)۔۔۔:الصواعق المحرقة: الباب الأول، الفصل الثالث، 58/1

(3)۔۔۔:مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح: كتاب المناقب والفضائل، باب مناقب أبي بكر رضي الله عنه، رقم6019، 3883/9

اس لئے کہ خلیفہ کو مسجد میں جماعت وغیرہ کے لئے آنے جانے کی اشد حاجت رہتی ہے اور لوگوں کے معاملات دیکھنے سننے کی ہر وقت ضرورت پڑتی ہے، اس لئے خلیفہ کی کھڑکی نہ بند ہونی چاہئے۔(صواعق محرقہ مع شئی زائد)(1)

روایت ہے حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

اگر ہوتا میں دوست پکڑنے والا تو البتہ پکڑتا میں ابو بکر کو دوست ولیکن ابو بکر میرے بھائی ہیں اور یار میرے۔(رواہ مسلم والترمذی ونحوہ)(2)

فرمایا امام غزالی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے کہ:

یہ حدیث دلیل ظاہر ہے ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے افضل صحابہ ہونے پر۔(مظاہر حق)(3)

روایت ہے ابن عباس سے کہا کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ:

بند کردو سب دروازے سوائے دروازہ ابو بکر کے-وَزَادَ الطَّبَرَانی-اس واسطے کہ دیکھا میں نے نور اُس پر۔

---

(1)۔۔:الصواعق المحرقة: الباب الأول، الفصل الثالث، 57/1

(2)۔۔:صحيح مسلم: كتاب فضائل الصحابة رضي الله تعالى عنهم، باب من فضائل أبي بكر الصديق رضي الله عنه، رقم2383=سنن الترمذي: أبواب المناقب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، 15 - باب، رقم3661

(3)۔۔:مظاہر حق میں اس حوالے سے یوں کلام کیا گیا ہے:"نیز امام غزالی نے لکھا ہے کہ آں حضرت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خلت حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کی خلت سے زیادہ کامل اور اتم ہے۔ بہر حال مذکورہ بالا حدیث اس حقیقت کی واضح دلیل ہے کہ حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ افضل صحابہ ہیں۔"مذکورہ کلام سے ایسا لگتا ہے کہ یہ کلام امام غزالی کا نہیں بلکہ صاحب مظاہر حق ہی کا ہے۔ دیکھئے:مظاہر حق: کتاب المناقب، باب مناقب ابی بکر، الفصل الاول، رقم6011۔793/5

اور فرمایا حضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے:

فوَاللہ مَا مِنکُم رجل إلَّا علی بَاب بَیته ظلمَة إلَّا بَاب أبي بکر فإن علی بَابه النُور. الخ، أخرج ابن عَسَاکِر عَن الْمِقْدَام(1)

یعنی، قسم ہے خدا کی تم میں سے ہر شخص کے دروازے پر ظلمت ہے سوائے ابو بکر کے دروازے کے، پس تحقیق کہ اُن کے دروازے پر نور ہے۔

اور مسلم میں جندب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ سنا میں نے رسولِ خدا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو: فرماتے تھے یہ قبل اپنی وفات کے پانچ رات یعنی، نہ رکھو کوئی دروازہ کھلا سوائے دروازہِ ابو بکر کے۔(2)

کہا خطابی و ابن بطال و غیر ہما نے کہ:

اس حدیث میں خصوصیت ابو بکر صدیق کی ظاہر ہے اور بے شک ثابت ہوئی یہ بات کہ آخر عمر میں حضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا، جس وقت میں کہ حکم کیا اُن کو امامت کا۔(ہذا ملخّص من فتح الباری) (3)

اور جب لوگوں نے اس امر میں یعنی، سدِّباب میں کلام کیا تو آں حضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ:

یہ کام میں نے اپنی طرف سے نہیں کیا ہے، بلکہ مجھ کو خداوندِ عالم نے ایسا ہی حکم فرمایا ہے۔(اشعۃ اللمعات) (4)

---

(1)۔۔۔:الصواعق المحرقة: الباب الثالث، الفصل الثاني، 207/1

(2)۔۔۔:صحیح مسلم: کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل أبي بکر الصدیق، رقم2382

(3)۔۔۔:فتح الباري شرح صحیح البخاري: باب قول النبي صلی الله علیه وسلم سدوا الأبواب إلا باب أبي بکر، رقم3654، 14/7

(4)۔۔۔:اشعۃ اللمعات: کتاب المناقب، باب مناقب ابی بکر، الفصل الاول، 648/4

تنبیہ:

بعض حدیثیں اس مضمون کی سیّدنا مولیٰ علی کَرَّمَ اللّٰہ وَجْھَہٗ کی نسبت بھی وارد ہوئی ہیں، مگر وہ مقدم ہیں اور ابوبکر صدیق کی نسبت آخری حکم ہے۔

و دلیل بریں سخن ایں ست کہ وارد شدہ است کہ چوں امر کرد آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم بسد ابواب جز باب علی آمد حمزہ بن عبد المطلب بعد از آنکہ ظاہر شد از وے در امتثال امر ادنیٰ توقفے و ہر دو چشم وے رمد داشت و آب میرفت از آنہا وگفت یا رسول اللّٰہ بیرون کردی عم خود را وٗ در آوردی ابن عم را۔ گفت پیغمبر خدا صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم: اے عم من! امر کردہ شدم بایں و مرا دریں اختیارے نیست۔ پس بذکر حمزہ در قصہ دانستہ شدہ کہ ایں مقدم بود زیرا کہ حمزہ رضی اللّٰہ تعالی عنہ در غزوۂ اُحد شہید شد۔(اشعۃ اللمعات۔(جذب القلوب)(1)

فمن شاء التفصیل فلیطلب فیھما وغیرھما من المعتبرات۔

[یعنی، اس دعوے پر دلیل یہ ہے کہ جب نبی کریم نے بابِ علی رضی اللّٰہ عنہ کے علاوہ سارے دروازوں کو بند کرنے کا حکم دیا تو یہ حکم سن کے حضرت حمزہ بن عبد المطلب سے امتثالِ امر میں کچھ توقف ظاہر ہوا اور آپ کی دونوں آنکھوں میں آشوبِ چشم کی وجہ سے پانی بہہ رہا تھا۔ آپ نے عرض کیا: یارسول اللّٰہ! آپ نے اپنے چچا کو تو باہر کر دیا لیکن چچازاد بھائی کو اندر لے آئے۔ نبی کریم نے فرمایا: اے میرے چچا! میرے اس حکم میں دراصل میرا کوئی

(1)۔۔۔اشعۃ اللمعات: کتاب المناقب، باب مناقب ابی بکر،الفصل الاول،648/4=جذب القلوب الی دیار المحبوب:باب ششم،فصل چون در ابتداے حال ابواب و طرق بعضے از اصحاب۔۔۔۔ص113

اختیار نہیں ہے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ذکر سے واضح ہو گیا کہ یہ ابتدائی دور کا حکم تھا، کیوں کہ حضرت حمزہ جنگ اُحد میں جامِ شہید ہو گئے تھے۔]

اے حضرات! جن اہلِ ایمان کے دل میں معرفت خدا اور رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ہے وہ ان الفاظِ حدیث کے وزن کو سمجھتے ہوں گے اور دقیقہ شناس جانتے ہوں گے کہ حضور سرورِ عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کیا فرما رہے ہیں:

لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیلاً لَاتَّخَذْتُ أَبَابَکْرٍ.

[یعنی، اگر میں کسی کو خلیل (گہرا دوست) بناتا، تو ابو بکر کو بناتا۔]

حضرات! یہ وہ برگزیدہ و مقدس الفاظ ہیں کہ جن کی شرح نہیں ہو سکتی۔ حضور محبوبِ ربّ العالمین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم یہ فرمائیں کہ:

سوائے خدا کے اگر میں کسی کو مخلوق میں سے اپنا دوست دِلی و محبوبِ قلبی بناتا تو البتہ ابو بکر اس لائق تھے کہ ان کو میں اپنا جانی دوست بناتا۔

اُنہیں کا یہ مرتبہ تھا بارگاہِ رسالت مآب میں اور کسی کو یہ شرف نہ حاصل ہوا۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

پس معلوم ہوا کہ خدا اور رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے نزدیک جو مرتبہ ابو بکر صدیق کا تھا، وہ کسی کا نہ تھا۔ قولاً و فعلاً حضرت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اُن کے مرتبہ کو ظاہر و آشکار فرمادیا، اس سے بڑھ کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ حضور سرورِ عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے قطعی حکم فرمادیا کہ جس جماعت میں ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہوں تو سوائے اُن کے غیر کو امامت لائق نہیں۔

عَنْ عَائِشَۃَ (أُمِّ المؤمنین زَوْجِ النبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم) قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: لَا یَنْبَغِي لِقَوْمٍ فِیھِمْ أَبُو بَکْرٍ أَنْ یَؤُمَّھُمْ غَیْرُہُ. (رواہ الترمذی و قال

ھٰذَاحَدِیۡثٌ غَرِیۡبٌ) (1)

[یعنی، ام المومنین زوجہ نبی حضرت سیّدہ عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہا فرماتی ہیں: نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

کسی قوم کے لیے مناسب نہیں کہ ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کی موجودگی میں ان کے سوا کوئی اور ان کی امامت کرے۔ امام ترمذی نے اس کو روایت کرتے ہیں اور فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔]

الفصل السابع:

جناب امام المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم نے ابو بکر صدیق کو امام المسلمین بنایا اور اپنا قائم مقام امامت کے لئے مقرر فرمایا۔

روایت ہے ابو موسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ سے، کہا کہ بیمار ہوئے نبی صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم، پس زیادہ ہوا مرض آپ کا، فَقَالَ: «مُرُوا أَبَا بَكۡرٍ فَلۡيُصَلِّ بِالنَّاسِ» تو فرمایا کہ حکم کرو ابو بکر کو، پس چاہیۓ کہ نماز پڑھائیں لوگوں کو۔ (اخرجہ الشیخان)(2)

واضح ہو کہ یہ حدیث متواتر ہے اور مروی ہے حضرت عائشہ، ابن مسعود، ابن عباس، ابن عمر، عبد اللہ بن زمعہ، ابی سعید، علی بن ابی طالب اور حفصہ سے رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُمۡ۔

کہا علما نے: اس حدیث میں واضح تر دلیل ہے حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کے افضل الصحابہ ہونے کی علی الاطلاق اور اَحق بالخلافت اور اَولیٰ بالامامت ہونے پر۔

---

(1)۔۔:سنن الترمذي: أبواب المناقب عن رسول الله، 16- باب، رقم 3673

(2)۔۔:صحيح البخاري: كتاب الأذان، باب: أهل العلم والفضل أحق بالإمامة، رقم 678=صحيح مسلم: كتاب الصلاة، باب استخلاف الإمام إذا عرض له عذر من مرض....، رقم 418

کہا اشعری نے کہ:

بے شک بالضرورۃ یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حکم فرمایا ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لئے کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، باوجود موجود ہونے تمام مہاجرین وانصار کے اور باوجود یہ کہ آپ فرماچکے تھے اور شریعت میں یہ حکم مقرر ہو چکا تھا:

یَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَؤُھُمْ لِکِتَابِ اللّٰہِ.

یعنی، امامت کرے قوم کی جو زیادہ قاری ہو کتاب اللہ کا۔

پس ثابت ہوئی یہ بات، کہ ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سب سے اَقرأ اور سب سے زیادہ قرآن کے جاننے والے تھے۔(صواعق محرقہ۔ تاریخ الخلفاء)(1)

بلکہ سب میں "اَقرأ"، "اعلم"، "اورع" اور "اتقی" تھے۔

شیخ ابن ہمام در شرح ہدایہ درباب امامت گفتہ کہ

[شیخ ابن ہمام نے شرح ہدایہ کے باب امامت میں فرمایا ہے کہ]

ابوبکر اعلم صحابہ بودند و شیخ عبد الحق دہلوی در شرح مشکوٰۃ نیز تقریر آن کردہ و امام فخر الاسلام بزدوی در کلام خود برآن نص کردہ۔(معیار المذہب از فتاویٰ علمائے لکھنؤ وغیرہ۔)(2)

[یعنی، ابو بکر تمام صحابہ میں سب سے زیادہ علم رکھنے والے تھے۔ شیخ عبد الحق دہلوی نے اسے "شرحِ مشکوٰۃ" میں بھی نقل کیا ہے اور امام فخر الاسلام بزدوی نے بھی اپنے کلام میں اس پر نص کی ہے۔]

---

(1)۔۔۔الصواعق المحرقة: الباب الأول، الفصل الثالث، 61/1=تاریخ الخلفاء: الخليفة الأول: ابو بكر الصديق، فصل: في الأحاديث والآيات المشيرة إلى خلافته وكلام الأئمة في ذلك، ص53

(2)۔۔۔: معیار المذہب از فتاویٰ علمائے لکھنؤ:

روایت ہے حضرت سیّدنا مولیٰ علی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ سے کہ البتہ تحقیق حکم فرمایا نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ابو بکر کو کہ لوگوں کو نماز پڑھادیں، دراں حال یہ کہ میں حاضر تھا ،غائب نہ تھا اور میں بیمار بھی نہ تھا، پس راضی ہوئے ہم اپنی دنیا کے لئے، جس سے کہ راضی ہوئے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم ہمارے دین کے لئے۔(رواہ ابن عساکر، صواعق محرقہ)(1)

حضرت حسن بصری، حضرت علی سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

مقدّم کیا نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ابو بکر کو اور انہوں نے نماز پڑھائی لوگوں کو، دراں حال یہ کہ میں موجود تھا، غائب نہ تھا اور میں البتہ تندرست تھا، بیمار نہ تھا، اگر حضور مجھ کو مقدّم کرنا چاہتے، تو البتہ مقدّم کرتے مجھ کو، پس راضی ہوئے ہم اپنی دنیا کے لئے جس سے کہ راضی ہوئے اللہ ورسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم ہمارے دین کے لئے۔

(اسد الغابہ) ورواہ ابن سعد عن الحسن رحمۃ اللہ علیہ مثلہ باختلاف یسیر وروی عن عبداللہ بن زمعہ مثلہ (تفریح الاحباب) (2)

فائدہ:

حضرت مولا علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بصرہ میں حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خلافت وامامت کو بیان فرمایا:

روایت ہے کہ حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ جب بصرے میں پہنچے، تو کھڑے ہوئے آپ کے پاس ابن الکواء وقیس بن عبادہ اور خلافت کی نسبت آپ سے سوال کیا، تو آپ نے فرمایا:

---

(1)۔۔:الصواعق المحرقة: الباب الأول، الفصل الثالث، 61/1

(2)۔۔:أسد الغابة في معرفة الصحابة: حرف العين، باب العين والباء، 3066-عبد الله بن عثمان أبو بكر الصديق، رقم840، 328/3=الطبقات الكبرى: طبقات البدريين من المهاجرين (ذكر الطبقة الأولى) ،رقم46-أبو بكر الصديق، 136/3

قسم ہے خدا کی! پہلے میں نے تصدیق کی ہے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی، پس نہ ہوں گا میں پہلا جھوٹ بولنے والا اُن پر۔ اگر ہوتا میرے پاس نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم سے کوئی عہد خلافت کے باب میں تو میں نہ چھوڑتا بنی تیم بن مرہ اور عمر بن الخطاب کو کہ کھڑے ہوتے حضرت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے منبر پر اور البتہ میں قتال کرتا اُن دونوں سے بذاتِ خود، اگرچہ نہ پاتا میں سوائے اپنی اس چادر کے (یعنی، اگرچہ کچھ سامان نہ ہوتا یا کوئی میری مدد نہ کرتا) ولیکن رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نہ قتل کئے گئے، نہ اچانک وفات فرمائی، کتنے دن اور رات آپ بیمار رہے، آتا مؤذّن، پس ندا دیتا حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو نماز کے لئے، تو آپ حکم فرماتے ابو بکر کو، تو وہ لوگوں کو نماز پڑھاتے اور میرا مرتبہ آپ پر پوشیدہ نہ تھا۔

اِسی طرح ہر وقت مؤذّن آتا اور آپ ابو بکر کو حکم فرماتے تو وہ لوگوں کو نماز پڑھاتے اور آپ میرے مرتبہ کو جانتے تھے اور البتہ تحقیق کہ ارادہ کیا آپ کی بعض بیبیوں نے کہ حضرت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی رائے کو ابو بکر سے پھیر دیں، تو آپ نے انکار کیا اور غصہ فرمایا اور فرمایا کہ تم سب یوسف علیہ السّلام کی مصاحب ہو، حکم کرو ابو بکر کو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، پس جب کہ وفات دی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو تو غور کیا ہم نے اپنے کاموں میں، پس اختیار کیا ہم نے اپنے اُمورِ دنیا کے لئے اس شخص کو، جس کو پسند فرمایا نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ہمارے دین کے لئے اور نماز اسلام کی جڑ ہے اور یہ امیر دین قوام دین کے، پس بیعت کی ہم نے ابو بکر سے اور تھے وہ اس کے لائق، نہیں اختلاف کیا ہم میں دو شخص نے بھی۔ الخ رواہ ابن عساکر عن الحسن (صواعق محرقہ۔ تاریخ

الخلفاء) (1)

اور مروی ہے آپ [حضرت علی] سے کہ فرمایا مجھ سے رسول اللہ صَلّی اللہ تعالٰی عَلَیہ وَسَلّم نے:

سَأَلْتُ اللهَ أَن يَقَدِّمَكَ ثَلَاثًا، فَأبى عَلَيّ إِلَّا تَقْدِيمِ أبي بكر. رَوَاهُ الدَّارقُطنِيّ وأبو داؤد والخطيب وَابنِ عَسَاكِر (2)

[یعنی، میں نے اللہ تعالٰی سے آپ کو مقدم کرنے کے لئے تین بار دریافت کیا تو اللہ تعالٰی نے ابو بکر کو مقدم کرنے کے سوا کسی بات کو قبول نہ کیا۔]

روایت ہے ابو بکر بن عیاش سے کہا کہ کہا مجھ سے ہارون رشید نے کہ اے ابو بکر! کیوں کر خلیفہ بنالیا لوگوں نے ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہ کو؟ کہا میں نے کہ اے امیر المومنین! (اُن کی امامت پر) سکوت کیا اللہ نے اور سکوت کیا اُس کے رسول صَلّی اللہ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلّم نے اور سکوت کیا ایمان والوں نے۔ کہا ہارون نے: واللہ! تو نے تو غم و فکر زیادہ کر دیا (اس کی تفسیر کر! میں نے کہا کہ اے خلیفہ!) بیمار رہے نبی صَلّی اللہ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلّم آٹھ روز تک (نماز کے لئے بر آمد نہ ہوتے تھے) پس آئے حضرت بلال اور عرض کی: یارسول اللہ! کون نماز پڑھائے لوگوں کو؟ فرمایا کہ کہو ابو بکر کو نماز پڑھائیں لوگوں کو، پس نماز پڑھائی ابو بکر نے لوگوں کو آٹھ روز تک اور وحی نازل ہوتی تھی، پس سکوت فرمایا رسول اللہ صَلّی اللہ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلّم نے بسبب سکوت اللہ تعالٰی کے (یعنی ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہ صدیق کی امامت پر اللہ تعالٰی جل شانہ نے رد و اِنکار نہ فرمایا) اور خاموش رہے مسلمان بسبب

---

(1)۔۔۔الصواعق المحرقة: الباب الأول، الفصل الخامس، 1/116-117=تاريخ الخلفاء: الخليفة الرابع: علي بن أبي طالب رضي الله عنه، فصل: في نبذ من أخبار علي وقضاياه وكلماته رضي الله عنه، ص137

(2)۔۔۔الصواعق المحرقة: الباب الأول، الفصل الثالث، 1/66

سکوت رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے، پس حیرت میں ڈالا اس بیان نے ہارون رشید کو، تو کہا اُس نے: بَارَكَ اللهُ فِيكَ. أخرجه ابن عدی (صواعق محرقہ۔ تاریخ الخلفاء)(1)

روایت ہے اُم المومنین حضرت حفصہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھا سے، کہا اُنہوں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم سے اُس وقت کہ آپ بیمار ہیں مقدم فرمایا آپ نے ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو، فرمایا آپ نے: نہیں مقدم کیا میں نے ابو بکر کو، و لیکن اللہ تعالیٰ نے مقدم کیا ان کو۔

أخرج أبو بكر الشَّافِعِي فِي الغيلانيات وَابن عَسَاكِر. (صواعق محرقہ، تاریخ الخلفاء) (2)

روایت ہے حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے، کہا کہ فرمایا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے:

مَا قَدَّمْتُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ، لَكِنَّ اللهَ قَدَّمَهُمَا. رواہ البخاری (3)

[یعنی، میں نے ابو بکر و عمر کو مقدم نہیں کیا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مقدم کیا ہے۔]

فائدہ:

احادیثِ مذکورہ بالا سے یہ امر مُبَرْہن ہو گیا اور معلوم ہوا کہ ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی امامت کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا اور اللہ ہی نے اُن کو امام بنایا۔ علما فرماتے ہیں کہ

---

(1)۔۔۔:الصواعق المحرقة: الباب الأول، الفصل الثالث، 62/1= تاريخ الخلفاء: الخليفة الأول: ابو بكر الصديق رضي الله عنه، فصل: في الأحاديث والآيات المشيرة إلى خلافته وكلام الأئمة في ذلك، ص54

(2)۔۔۔:الصواعق المحرقة: الباب الأول، الفصل الثالث، 65/1=تاريخ الخلفاء: الخليفة الأول: ابو بكر الصديق رضي الله عنه، فصل: في الأحاديث والآيات المشيرة إلى خلافته وكلام الأئمة في ذلك، ص53

(3)۔۔۔:الصواعق المحرقة: الباب الثالث، الفصل الثالث، 224/1

حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ معروف تھے ساتھ اہلیتِ امامت کے زمانۂ نبی صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم میں۔

روایت ہے حضرت سہل بن سعد سے، کہا کہ قبیلہ بنی عمرو بن عوف میں لڑائی ہوئی اور یہ خبر نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو پہنچی، تو بعد ظہر کے آپ اُس قبیلہ میں گئے؛ تاکہ ان میں صلح کرادیں، پس حضرت بلال سے آپ فرماگئے کہ اگر نماز کا وقت آجائے اور میں نہ آؤں، تو ابو بکر سے کہنا کہ لوگوں کو نماز پڑھادیں، پس جب کہ نمازِ عصر کا وقت آیا تو حضرت بلال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نماز کے لئے اقامت کہی، پھر ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو حکم کیا کہ نماز پڑھادیں، تو اُنہوں نے نماز پڑھائی۔

رواه أحمد وَأبو دَاوٗد وأخرجه الحاكمُ والشيخان من طرق متعدّدة(صواعق۔ تاریخ)(1).

المختصر! یہ بات فریقین کے نزدیک متحقّق ہے کہ حضور سرورِ انبیا عَلَیْہِ التَّحِیَّۃُ وَالثَّنَا نے اپنے مرضِ وفات میں حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو امام بنایا اور آپ کے آخری دم تک وہ امامت پر قائم رہے اور کُل اہلِ ایمان اُن کی اقتدا کرتے اور امام المومنین برابر نماز پڑھاتے؛ حتّٰی کہ خود حضور سرورِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بعض اوقات اقتدا فرمائی اور خلافت وجانشینی حضرت صدیق کی بوجہ احسن ثابت فرمائی۔

روایت ہے رافع بن عمرو بن عبید سے، وہ راوی ہے اپنے باپ سے، کہا اُس نے جب کہ دشوار ہوا نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم پر نکلنا، تو حکم فرمایا ابو بکر کو اپنی جگہ کھڑے ہونے کا،

---

(1)۔۔:الصواعق المحرقة: الباب الأول، الفصل الثالث، 61/1=تاريخ الخلفاء: الخليفة الأول:ابو بكر الصديق رضي الله عنه، فصل: في الأحاديث والآيات المشيرة إلى خلافته وكلام الأئمة في ذلك، ص53

پس نماز پڑھاتے تھے وہ لوگوں کو اور کبھی نکلتے حضرت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم بعد اُس کے کہ ابو بکر نماز میں ہوتے اور حضرت اُن کے پیچھے نماز پڑھتے اور نہیں پڑھی حضرت نے کسی کے پیچھے سوائے ان کے، مگر پڑھی پیچھے عبد الرحمن بن عوف کے، ایک رکعت سفر میں۔ (سیرۃ ابن ہشام) (1)

قَالَ ابنُ الْمُلَقِّن: وقدْ نَصرَ هذا الْقَوْلَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْحُفَّاظِ: مِنْهُمْ: اَلضِيَاء، وابنُ ناصِر، وقَالَ: صَحّ وَثَبتَ أنه -صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم- صَلَّى خَلفَ أبِي بَكرٍ مُقتَدِياً بِه فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَلَا يُنْكِرُ هٰذَا إلَّا جَاهِلٌ لَا عِلْمَ لَهُ بِالرِّوَايَةِ. (مواہب لدنیہ) (2)

یعنی، [علامہ ابن ملقّن فرماتے ہیں: اس قول کی تائید ایک سے زائد حفّاظ نے کی ہے، انہیں میں حافظ ضیاء مقدسی اور ابن ناصر بھی ہیں اور یہ صحیح اور ثابت ہے کہ] نبی صَلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے نماز پڑھی پیچھے ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے، مقتدی ہو کے، تین مرتبہ، اُس مرض میں، جس میں، آپ نے وفات فرمائی اور نہیں انکار کرے گا اس کا، مگر جاہل کہ نہیں ہے علم اس کو روایتوں کا۔

مروی ہے کہ ہمیشہ ابو بکر صدیق نماز پڑھایا کئے؛ یہاں تک کہ شب دوشنبہ آئی اور آپ کو مرض میں کچھ افاقہ ہوا تو قصد فرمایا آپ نے نمازِ صبح کا اور حضرت فضل اور ثوبان رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھما پر سہارا دے کر آپ نکلے اور لوگ ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھ چکے تھے، دوسری رکعت میں حضور سرورِ دو جہاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم رونق افروز ہوئے اور ابو بکر صدیق کے پہلو میں داہنی طرف آپ کھڑے ہوئے تو ابو بکر

---

(1)۔۔:الصواعق المحرقة: الباب الأول، الفصل الخامس، 84/1

(2)۔۔:المواهب اللدنية بالمنح المحمدية: المقصد الأول، رؤيا لادان، 196/1-197

رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہ پیچھے ہٹنے لگے، پس رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اُن کے کپڑے کو تھام کر اُن کو مصلّے پر آگے کیا اور آپ بیٹھ گئے۔ جب حضرت ابو بکر اپنی نماز سے فارغ ہو چکے تو حضور سرور انبیا نے اپنی دوسری رکعت تمام کی۔ الخ (السیرۃ الحلبیۃ) (۱)

یہ آخری نماز تھی آپ کی اور اُسی دن آپ نے وفات فرمائی۔ کَذَافِیْہِ اَیْضاً

اِقرار کرنا اکابرین شیعہ کا کہ حضور سرورِ انبیا نے ابو بکر کو حکم فرمایا نماز پڑھانے کا:

اکابرینِ شیعہ نے بھی اقرار کیا ہے اور ابو بکر صدیق کی امامت کا اُن کو بھی اعتراف ہے۔ چناں چہ ملا باقر مجلسی صاحبِ بحار [لکھتا ہے]:

ہم بریں اقرار میکند کہ جناب پیغمبر وقت اشتدادِ مرض ہمان فرمودہ بود کہ صاحب استیعاب در ترجمہ ابوبکر آوردہ۔ روی الزهری عن عبد الملک بن ابی بکر بن عبد الرحمن، عن أبیه عن عبد الله بن زمعه بن الاسود، قال: کنت عند رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم وهو علیل، فدعاه بلال الی الصلاة، فقال لنا: مروا من یصلی بالناس، قال: فخرجت فإذا عمر فی الناس وکان أبو بکر غائبا، فقلت: قم یا عمر فصل بالناس، فقام عمر فلما کبر سمع رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم صوته وکان مجهرا، فقال رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم: فأین أبو بکر؟ یأبی اللہ والمسلمون، فبعث إلی أبی بکر فجاء بعد أن صلی عمر تلک الصلاة، فصلی بالناس طول علته حتّٰی مات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم.(2)

---

(1)۔۔۔: السیرة الحلبیة/إنسان العیون فی سیرة الأمین المأمون: باب یذکر فیه مدة مرضه، وما وقع فیه، ووفاته صلی اللہ علیه وسلم التی هی مصیبة الأولین والآخرین من المسلمین، 492/3

(2)۔۔۔: بحار الانوار: کتاب الفتن والمحن، 156/28

[یعنی، ہمیں اس بات کا اقرار ہے کہ مرض کی شدت کے زمانے میں نبیٔ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی کا انتخاب کیا تھا جسے صاحب "اِستیعاب" نے حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے حالات میں یوں درج کیا ہے۔ عبد اللہ بن زمعہ بن اسود بیان کرتے ہیں کہ میں بیماری کے زمانے میں بارگاہِ رسالت میں حاضر تھا۔ بلال نے نماز کی طرف بلایا تو آپ نے ہم سے فرمایا کہ کسی سے کہو کہ نماز پڑھادے۔ کہتے ہیں کہ میں نکلا تو راستے میں عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مل گئے اور ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ غیر حاضر تھے تو میں نے کہا کہ اے عمر! لوگوں کو جماعت کرادیں۔ چناں چہ حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کھڑے ہوئے اور بآوازِ بلند تکبیر کہی جسے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے سن لیا اور فرمایا کہ ابو بکر کہاں ہیں؟ ان کی غیر حاضری اللہ کو ناپسند ہے اور مسلمانوں کو بھی۔ چناں چہ ابو بکر کو بلوایا گیا، لیکن حضرت عمر وہ نماز پڑھا چکے تھے، تو اس کے بعد سے ابو بکر ہی نے بیماری کے ایام میں جماعت کروائی۔]

غرض اس روایت سے بھی ثابت ہوا کہ ابو بکر کو آپ نے نماز پڑھانے کا حکم دیا۔

وشریف امامیه درشافی :

[اور شریف امامیہ شافی میں کہتا ہے:]

چنانچه دربحار و ترجمه آن منقول ست گفته که بدلائل قاطعه ثابت گردید که جائز نیست تقدم در نماز مگر کسے را که افضل باشد برترتیب و تنزیل معروف۔و مجلسی دربحار بعد ازین می گوید که این معنی از اصحاب ما امامیه معلوم است و محتاج به بیان نیست۔انتہی

[یعنی، جیسا کہ بحار اور اس کے ترجمہ میں منقول ہے کہ دلائل قطعیہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ امامتِ نماز کے لیے آگے بڑھنا جائز نہیں مگر ایسے شخص کا جو ترتیب و تنزیلِ معروف کے مطابق افضل ہو۔ اس کے بعد مجلسی نے بحار میں کہا ہے کہ اس کا یہی معنی و مفہوم ہم

اصحابِ امامیہ کے نزدیک معلوم و معروف ہے جس کے بیان کی کوئی ضرورت نہیں۔]

و مجلسی دربحارا اقرارکرده اند که اصحاب ماروایت می کنند که حکم نبوی مخصوص نبوده بلکه بهمیں فرمود که امر کنید کسے را تا نماز بامردم گزارد چنانچه دربحار و ترجمه آن منقول است که باتفاق روایات فریقین رسول خدا به مسجد تشریف داد و بالاجماع حضرت امیر را بر منصب امامت قائم نفرمود بلکه مکبرہم نمود و خود به تکلیف تمام امام شد و ارکان نماز درحالت جلوس أدا کرد۔(منتہی الکلام) (1)

[نیز ملا باقر مجلسی نے بحار میں اقرار کیا ہے کہ ہمارے اصحاب نے روایت کی ہے کہ حضور کا حکم کسی کے ساتھ مخصوص نہیں تھا بلکہ آپ کسی کو بھی حکم فرما دیتے کہ لوگوں کو نماز پڑھا دے۔ چناں چہ بحار اور اس کے ترجمہ میں منقول ہے کہ فریقین کی روایتیں اس پر متفق ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم مسجد میں تشریف فرما ہوتے اور اس پر اجماع ہے کہ آپ نے حضرت امیر کو منصب امامت پر فائز نہ فرمایا بلکہ جب تکبیر ہو جاتی تو خود پوری تکلیف کے باوجود اِمامت فرماتے اور بیٹھ کر ارکانِ نماز اَدا فرماتے۔]

شبہ:

قولہ: به تکلیف تمام امام شد سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْه کی اِقتدا نہ فرمائی۔

دفع:

آپ کا اقتدا فرمانا بروایت صحیحہ ثابت ہے۔ بیہقی کہتے ہیں کہ جس نماز میں رسول اللہ

---

(1)۔۔۔: منتہی الکلام:

صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم امام تھے وہ ظہر کی نماز ہفتہ یا اتوار کے دن کی تھی اور جس میں آپ مقتدی تھے وہ پیر کے دن صبح کی نماز تھی اور یہی آپ کی آخر نماز تھی اور اسی دن آپ نے دنیا چھوڑی اور اسی طرح زہری نے انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہ سے روایت کی ہے۔(1)

اور بروایت ام المومنین ثابت ہے۔(کَمَا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَال حَسَنٌ صَحِیحٌ)(2)

اقا قولہ: جس میں آپ مقتدی تھے وہ پیر کے دن صبح کی نماز تھی-الخ-مؤید ہے اس کے وہ جو "سیرتِ حلبی" سے مذکور ہوچکا۔

-وَ صَرَّحَ التِّرْمِذِیُّ- نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے نماز پڑھی پیچھے ابو بکر کے، اقتدا کی اُن کی اُس مرض میں جس میں وفات فرمائی تین مرتبہ اور نہیں انکار کرے گا اس کا، مگر جاہل کہ نہیں ہے علم اس کو۔(سیرۃ الحلبیہ) (3)

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ الِاثْنَيْنِ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَاصِبًا رَأْسَهُ إِلَى الصُّبْحِ، وَأَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ، فَلَمَّا خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَفَرَّجَ النَّاسُ، فَعَرَفَ أَبُو بَكْرٍ أَنَّ النَّاسَ لَمْ يَصْنَعُوا ذَلِكَ إِلَّا لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَنَكَصَ عَنْ مُصَلَّاهُ، فَدَفَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ظَهْرِهِ، وَقَالَ: صَلِّ بِالنَّاسِ، وَجَلَسَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جَنْبِهِ، فَصَلَّى قَاعِدًا عَنْ يَمِينِ أَبِي بَكْرٍ.(سیرہ ابن ہشام) (4)

---

(1)۔۔۔دلائل النبوة: باب ما جاء في تقرير النبي صلى الله عليه وسلم أبا بكر على آخر صلاة صلاها بالناس في حياته وإشارته إليهم بإتمامها خلفه۔۔۔ج7، ص194-195

(2)۔۔۔سنن الترمذي: أبواب الصلاة عن رسول الله، 268-باب منه، رقم362

(3)۔۔۔السيرة الحلبية: باب يذكر فيه مدة مرضه، وما وقع فيه، ووفاته، 493/3

(4)۔۔۔السيرة النبوية لابن هشام: تمريض رسول الله في بيت عائشة، (اليوم الذي قبض الله فيه نبيه)، 653/2

[یعنی، ابو بکر بن عبد اللہ بن ابو ملیکہ فرماتے ہیں: پیر کے روز صبح کے وقت رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنے سر کو باندھے ہوئے تشریف لائے، لوگوں نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی آہٹ سن کر صف میں جگہ چھوڑ دی اور ابو بکر لوگوں کی آہٹ سے سمجھ گئے کہ رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم ہی کی تشریف آوری سے صف میں یہ حرکت ہوئی ہے؛ چناں چہ ابو بکر پیچھے کو ہٹے، حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنا دست مبارک آپ کی پشت پر رکھ کر اشارہ کیا کہ اپنی جگہ کھڑے رہو اور خود حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ابو بکر کے پہلو میں بیٹھ کر نماز پڑھی۔]

اور اول نماز کہ حکم کیا آپ نے ابو بکر کو نماز پڑھانے کا، نمازِ عشا پھر جب کہ داخل ہوئے نماز میں، پائی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے مرض میں تخفیف، تو نکلے دو شخصوں کے بیچ، پس جب نزدیک ہوئے ابو بکر سے، پیچھے ہٹے ابو بکر، تو اشارہ فرمایا اُن کو کہ ٹھہریں اپنی جگہ پر، پس نماز پڑھی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے پہلو میں ابو بکر کے بیٹھ کر، پس تھے ابو بکر نماز پڑھتے ساتھ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اور لوگ نماز پڑھتے تھے ابو بکر کی نماز کے ساتھ۔ (تاریخ کامل ابن اثیر) (2)

الغرض! جس نماز میں آپ امام تھے اور ابو بکر بجائے مکبّر کے وہ پہلی نماز تھی اور جس میں آپ نے اقتدا فرمائی وہ آخری نماز تھی اور اُس کے علاوہ دوسری۔ فَتَدَبَّرْ! وَاحْفَظْ! وَلَا تَکُنْ مِنَ الْغَافِلِیْنَ!

---

(1)۔۔۔السیرۃ الحلبیۃ: باب یذکر فیہ مدۃ مرضہ، وما وقع فیہ، ووفاتہ، 490/3

(2)۔۔۔الکامل فی التاریخ: ذکر أحداث سنۃ إحدی عشرۃ، ذکر مرض رسول اللہ - صلی اللہ علیہ وسلم - ووفاتہ، 184/2

روایت ہے حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ سے کہ نہیں نماز پڑھی نبی صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم نے پیچھے کسی کے اپنی امت سے سوائے ابی بکر کے اور لیکن عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ تو پڑھی پیچھے اُن کے ایک رکعت سفر تبوک میں۔(صواعق محرقہ۔ سیرۃ الحلبیۃ)(1)

الختصر! مجلسی کا یہ قول کہ بہ تکلیف تمام امام شد الخ اور اسی پر اعتماد کرنا باطل ہو گیا اور حضور سرور انبیاء عَلَیہِ التَّحِیَّۃُ وَالثَّنَا کے خلف ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ [کا] متعدّد وقتوں میں نماز ادا فرمانا بوجہِ اتمّ ثابت۔

اور ہماری کتابوں سے بعض وہ روایت جن میں مذکور ہے کہ جس روز حضور صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم نے وصال فرمایا اس روز صبح کی نماز ابو بکر کے ساتھ لوگ پڑھ رہے تھے تو آپ نے پردہِ در اُٹھا کر دیکھا اور خوش ہوئے۔ قریب تھا کہ حضور کو دیکھ کر فرطِ خوشی سے لوگ نماز توڑ دیتے تو آپ نے لوگوں کو نماز میں قائم رہنے کا اِشارہ فرمایا اور پردہ گرا کر حجرہ میں تشریف لے گئے، نماز کے لئے بر آمد نہیں ہوئے اور اسی روز وفات فرمائی۔

اس روایت سے بھی اتنا ثابت ہے کہ ابو بکر صدیق نے آخر تک لوگوں کو نماز پڑھائی، مگر یہ کہ حضور نماز کے لئے تشریف نہیں لائے، قابلِ نظر ہے۔ گو کہ روایتاً صحیح ہو مگر درایتاً بعید ہے کہ حضور درِ حجرہ تک تشریف فرما ہوں اور نماز کے لئے نہ آئیں قرین قیاس نہیں؛ کیوں کہ جب ہم دیکھتے ہیں کہ پہلے روز جب بحکم آں سرور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم صدیق اکبر نماز پڑھا رہے تھے تو دو صاحبوں کے کاندھے پر سہارا دے کر آپ مسجد میں تشریف لائے اور نماز اَدا فرمائی اور جب کہ حضور کو اتنا افاقہ تھا کہ درِ حجرہ پر بغیر کسی کی امداد

---

(1)۔۔:الصواعق المحرقة: الباب الأول ،الفصل الخامس، 84/1= السيرة الحلبية: تتمة باب ذكر مغازيه، غزوة تبوك، 192/3

کے تشریف فرما ہوئے تو نماز میں شریک نہ ہونے کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔

خیر! اس سے بحث نہیں، ہم کو تو صرف یہ دیکھنا ہے کہ حضور امام المرسلین صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ کو امام المسلمین بنایا اور بعض اوقات خود بھی اقتدا فرمائی، خواہ دوشنبہ کی نماز ہو یا اور کسی دن کی۔

یہ امر مخفی اور محتاجِ بیان نہیں اور ماہرینِ احادیث پر روشن ہے کہ صحابہ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَنْہُمْ اَجْمَعِیْن میں فرداً فرداً ہر ایک میں کوئی نہ کوئی خصوصیت اور فضیلت تھی: کوئی اَقرأ، کوئی اَورع، کوئی اَعلَم، کوئی اَزھد، کوئی اَفقہ، کوئی اَقضٰی، کوئی اَحب، کوئی اَمین، کوئی حواری، کوئی اَشد، کوئی اَرحَم، کوئی اَصدَق، کوئی افرَض، کوئی اَعْبَد وغیرہ وغیرہ۔ پس جب کہ حضور سید المرسلین صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے باوجود فضل وکمال تمام مہاجرین و انصار کے حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ کو اُن پر امام بنایا، تو یہ امر بالبداہۃ ثابت ہو گیا کہ حضرت ابو بکر صدیق افضل المہاجرین والانصار اور اشرف واکرمِ اُمتِ مرحومہ ہیں۔ وَھُوَ الْمَطْلُوْبُ

شبہ:

ایک سائنس دان اور فلسفی طبیعت پر یہ خطرہ گزرتا ہے کہ حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ فضل وشرف کس وجہ سے حاصل ہوا؟

دفع:

عقلاً تو یہ لازمی اَمر ہے کہ فردٌ من الافراد کوئی ایسا ذی شرف ہو جو اپنے کمالات اور مرتبہ میں اشرفُ الافراد بعد الانبیاء ہو، پس جب یہ امر محال نہیں تو ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ کے لئے اس شرف کا ہونا ناممکن وبعید نہیں اور اگر وجوہات کا اِحصا کیا جائے تو عسیر و دشوار ہے۔ علمائے دین نے دفتر کے دفتر لکھے ہیں اور قرآن و حدیث اس سے مالا مال

ہے۔ چناں چہ مشتی نمونه از خروار دیکے از ہزار اوراقِ ہذا میں بھی مذکور ہو چکے ہیں۔

ماسوا اس کے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بالایجاز والاختصار اپنی زبان و ترجمان سے جو کچھ فرمایا ہے اس کو ملاحظہ فرمائیے۔

صوفیہ کرام کی تقریر بر تفضیل صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ:

شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے "مدارجِ النبوۃ" میں متعدد مقام پر تحریر فرمایا ہے کہ آں حضرت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

مَاصَبَّ اللّٰہُ شیئاً في صدري إلا وقد صببْتُ في صدر أبي بكر.

یعنی، نریخت خداتعالیٰ چیزی را در سینۂ من مگر بتحقیق که ریختم در سینۂ ابوبکر۔ (مدارج النبوۃ: ج2، ص287)(1)

[یعنی، اللہ تعالیٰ نے جو چیز بھی میرے سینے میں ڈالی، میں نے وہ ابو بکر کے سینے میں ڈال دی۔]

اور اس حدیث کو حضرت مخدوم الملک نے اپنی کتاب "فوائد رکنی" (2) میں اور حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی نے "مکتوباتِ قدّوسیہ" کے مکتوب نو دو سوم میں تحریر فرمایا ہے۔ (3)

ودر مقامات حضرت مرزا مظہر جانِ جانان قدس سره دربیان استفادۂ حضرت ایشان از حضرت شیخ محمد عابد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیه

(1)۔۔: مدارج النبوۃ: ج2 ص287

(2)۔۔: فوائد رکنی: فائدہ: 11، ص57

(3)۔۔: مکتوبات قدوسیہ: مکتوب 93، ص352

نوشته:

ضمنیت کبریٰ که مقامے است بس عالی و مخصوص بحضرت صدیق اکبر چنانچه ایں حدیث شریف:

مَا صَبَّ اللّٰهُ فِی صدری شیئاً إِلَّا صَبَبْتُهٗ فی صَدْرِ ابی بکر. مشعر این معنی ست۔(1)

[یعنی، "مقاماتِ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں قُدِّسَ سِرُّہٗ" میں آپ کے حضرت شیخ محمد عابد رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے اِستفادہ کرنے کے بیان میں لکھا ہے:

ضمنیت کبریٰ ایک انتہائی اعلیٰ مقام ہے جو حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ خاص ہے۔ چناں چہ یہ حدیث "اللہ تعالیٰ نے جو چیز بھی میرے سینے میں ڈالی، میں نے وہ ابو بکر کے سینے میں ڈال دی۔" اسی معنی کی خبر دیتی ہے۔]

و حضرت شیخ فرید الدین عطار بترجمه ایں حدیث در منطق الطیرمی فرما ید:(2)

صدر دین صدیق اکبر قطب حق	در همه چیز از همه برده سبق
ہرچه حق از بارگاہِ کبریا	ریخت در صدرِ شریفِ مصطفیٰ
آن همه در سینهِ صدیق ریخت	لاجرم تابود از او تحقیق ریخت

[نیز حضرت شیخ فرید الدین عطار اس حدیث کی ترجمانی کرتے ہوئے "منطق الطیر" میں فرماتے ہیں:

۔ صدرِ دین، صدیقِ اکبر، قطبِ حق، ان تمام میں سے ہر ایک چیز میں تقدم ظاہر ہے۔

---

(1)۔۔۔:مقاماتِ مظہری (احوال وملفوظات حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں شہید): آٹھویں فصل، ص282

(2)۔۔۔:منطق الطیر: فی فضیلۃ امیر المومنین ابو بکر رضی اللہ عنہ، ص19

بار گاہِ خداوندی سے حق مصطفی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سینۂ مقدس میں ڈال دیا گیا ہے، پھر وہاں سے وہ سینۂ صدیق اکبر میں موجزن ہو گیا۔]

اور دوسری حدیث "مدارج النبوۃ" میں ہے کہ آں حضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

لم يَفضُلْكُمْ أبو بَكْرٍ بِكثرة الصَّلاةِ والصيام، إنما فُضِّلَكُمْ بِشَيْءٍ وَقَرَ فِي صدره أي: أعظم في صدره.

یعنی، نہیں فضیلت دیے گئے تم پر ابو بکر بسبب کثرتِ نماز وروزہ کے جزایں نیست کہ فضیلت دیے گئے ہیں وہ تم پر بسبب اُس چیز کے جو موجود ہوئی ہے اُن کے سینہ میں اور وہ عظمت ہے اُن کے سینہ میں نورِ ایمان کی۔ رَواہ السخاوی فی مقاصد الحسنۃ (1)

اور اس حدیث کو حضرت شرف الدین یحییٰ منیری اور حضرت مخدوم الملک نے "شرح آداب المریدین" میں لکھا ہے اور "شرح تعرف" میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔

ودر فتاوی بُرہنہ از تمہید گفتہ:

علماے سنت و جماعت گفتہ اند کہ افضل خلق است بعد از انبیا و رسل امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ۔ **لم يَفضُلْكُمْ أبو بَكْرٍ النَّاسَ بِكثرةِ صيامٍ ولا بكثرةِ صَلاةٍ، إنما فضَّلكم بِشَيْءٍ وَقَرَ فِي قَلْبِهِ.** (فتاویٰ برہنہ) (2)

[یعنی، فتاوی برہنہ کی تمہید میں ہے کہ علماے اہل سنت وجماعت نے کہا ہے: انبیا و مرسلین کے بعد مخلوق میں سب سے افضل امیر المومنین ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ ہیں۔ اور ان کی یہ فضیلت کثرتِ صوم وصلاۃ کے باعث نہیں، بلکہ اس چیز کی وجہ سے ہے جو

---

(1)۔۔۔: المقاصد الحسنة في بيان كثير من الأحاديث المشتهرة على الألسنة: الباب الأول، حرف الميم، رقم 970، ص 584

(2)۔۔۔: فتاویٰ بُرہنہ: دفتر اول، باب اول، فصل دوم، ص 14

ان کے سینے میں راسخ تھی۔]

اور حضرت امام غزالی رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہ تحریر فرماتے ہیں:

وما فضل أبو بكر رَضِيَ اللّٰهُ عَنه الناس بكثرة صلاة ولا بكثرة صيام ولا بكثرة رواية ولا فتوى ولا كلام ولكن بشيء وقر في صدره كما شهد له سيد المرسلين صلى اللّٰه تعالى عَلَيهِ وَسَلَّم.(إحياء العلوم: جلد اوّل، کتاب العلم، باب الثانی فی قسم الثانی) (1)

[یعنی، حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ تمام لوگوں پر نہ تو کثرت صوم و صلوٰۃ یا کثرتِ روایت کی وجہ سے افضل ہوئے اور نہ ہی فتویٰ دینے یا علم کلام کی وجہ سے، بلکہ اس چیز کی وجہ سے افضل ہیں جو ان کے سینے میں راسخ تھی، جیسا کہ خود نبی کریم صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وَسَلَّم نے اس بات کی شہادت دی۔]

وقال عَلَيهِ السَّلَامُ للصديق رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنه: «ان اللّٰه قد أعطاك مثل إيمان كل من آمن بي من أمتي وَأعطاني مثل إيمان كل مَنْ آمن به من ولد آدم».(احیاء العلوم: جلد رابع، فی اخر کتاب المحبۃ والشوق والرضی) (2)

[یعنی، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم نے حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہ تعالٰی عَنہ سے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالٰی نے تمہیں مجھ پر ایمان لانے والے میرے تمام امتیوں کی مثل ایمان عطا فرمایا اور مجھے اللہ تعالٰی پر ایمان لانے والے تمام بنی آدم کی مثل ایمان عطا کیا۔]

کتبِ شیعہ میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔ حضرات ناظرین تعجب فرمائیں گے کہ

---

(1)۔۔۔إحياء علوم الدين: ربع العبادات، كتاب العلم، الباب الثاني، بيان العلم الذي هو فرض كفاية، 23/1

(2)۔۔۔إحياء علوم الدين: ربع المنجيات، كتاب المحبة والشوق والأنس والرضا، بيان جملة من حكايات المحبين۔۔۔، 359/4

کتبِ شیعہ میں اس حدیث کا ہونا کیوں کر ممکن ہے باوجود یہ کہ اُن کی سوءِ اعتقادی بجناب صحابہ کرام، خصوصاً خلفاے ثلاثہ رِضْوَانُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِم اَجْمَعِیْن کی جناب میں محتاجِ بیان نہیں۔

اے حضرات! یہ استعجاب بہت صحیح ہے مگر در حقیقت مناقبِ صحابہ میں بکثرت حدیثیں اُن کی کتب میں پائی جاتی ہیں مگر بفحواے «حُبُّکَ الشَّیْئَ یُعْمِیْ وَیُصِمُّ» کے اُن کا لحاظ نہیں کیا جاتا ہے، بلکہ ع:

ہنر بچشم عداوت بزرگ تر عیب ست

کا پورا پورا مضمون ادا کیا جاتا ہے، وہ حدیث ہدیہ ناظرین ہے، ملاحظہ ہو:

مجالس المومنین: مطبوعہ طہران، ص89، مجلس سوم، ذکرِ سلمان میں۔

ملا شوستری نے کتاب "کشکول" مصنفہ حیدر بن علی الآملی بروایت مشائخ حدیث عبد اللہ بن عفیف سے، اُس نے اپنے پدر سے روایت کی ہے کہ:

حضرت رسول کنیت و نام او را که ابو الفضل و عبد العزیٰ بود بابوبکر و عبد الله تبدیل فرمود، و ہمیشه درمیان اصحاب می گفتند: مَاسَبَقَکُمْ اَبُوْبَکْرٍ بِصَوْمٍ وَّلَا صَلَاةٍ وَّلٰکِنْ بِشَيْءٍ وَّقَرَ فِیْ صَدْرِہٖ. (1)

یعنی، [آقا کریم صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے آپ کی کنیت و نام ابو الفضل و عبد العزیٰ(2) کو ابو بکر و عبد اللہ سے بدل دیا۔ صحابہ میں فرمایا کرتے:] نہیں سبقت کی تم پر ابو بکر رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ نے بسبب صوم کے اور نہ صلوٰۃ کے ولیکن سبقت لے گئے بسبب

---

(1)۔۔۔: مجالس المومنین: ص89، مطبوعہ طہران، مجلس سوم، ذکرِ سلمان = کشکول:

(2)۔۔۔: جمہور اہلِ نسب کے نزدیک آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ کا قدیم نام عبد الکعبہ تھا، مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے تبدیل فرما کر عبد اللہ رکھ دیا۔ (فیضانِ صدیقِ اکبر: پہلا باب، تعارفِ صدیقِ اکبر، ص19)۔

اُس چیز کے جو اُن کے سینہ میں قائم ہوگئی ہے-وَ الفَضلُ مَاشَھِدَتْ بِهِ الأَعدَاءُ-۔

فائدہ:

یہ خطاب جناب رسالت مآب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّم کا تمام صحابہ کرام سے ہے جن میں جناب امیر، سلمان، ابوذر، مقداد رِضوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَنْھُمْ اَجْمَعِین بھی شامل ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر کے سینہ میں جو شے تھی وہ تجلی معرفت الٰہی تھی، وہ جس قدر اُن کو حاصل تھی اُس قدر کسی کو نہ تھی۔ دیکھو حدیثِ مذکورہ بالا: «أَنَ اللہ قد أعطَاك مثل إيمَان كل من آمن بِي من أمتِي وَأَعطَانِي مثل إيمَان كل مَنْ آمن بِهِ من ولد آدم» اس پر شاہد ہے یعنی، تحقیق اللہ تعالیٰ نے بے شک عطا کیا تم کو (ابو بکر رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو) مانند ایمان کُل ان لوگوں کے جو ایمان لائے مجھ پر۔

اور فرمایا حضرت عمر رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے:

«لَوْ وُزِنَ إِيمَانُ أَبِي بَكْرٍ بِإِيمَانِ أَهْلِ الأَرْضِ لَرَجَحَ بِهِمْ». رواہ البَيْهَقِيّ فی شُعَبِ الايمان)

یعنی، اگر وزن کیا جائے ایمان ابو بکر کا ساتھ ایمان اہلِ زمین کے تو بے شک غالب آئے اُن پر۔(صواعق، تاریخ الخلفاء) (1)

اے عزیزو! یہ ہے شان صدیق اکبر کی جو حضور سرور انبیا عَلَیْهِ التَّحِيَّةُ وَالثَّنَا نے ہم کو بتادی۔ یہ وہ سرِّ نہاں تھا، کہ بجز سرورِ دوجہان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّم کے کوئی اُس پر مطلع نہیں ہو سکتا تھا۔

فَاحفَظْ! وَ لَا تَكُنْ مِنَ الْجَاحِدِيْنَ !

---

(1)۔۔:الصواعق المحرقة: الباب الثالث، الفصل الرابع، 240/1=تاریخ الخلفاء: الخليفة الأول: ابو بكر الصديق رضي الله عنه، فصل: فيما ورد من كلام الصحابة والسلف الصالح في فضله، ص 49

الباب الخامس

فِي خُصُوصِيَاتِهِ الَّتِي لَا يُوجَدُ فِي غَيْرِهٖ

تمہید:

یہ بحث -ما نحنُ فیہ- بسبب جاہ و حشمت، مال و دولت، حسب و نسب، رشتہ و قرابت کی بنا پر نہیں ہے، بلکہ بنا بر اکثریت ثواب کے ہے -كَمَا سَيَاتِي تَفْصِيلُهٗ- کہ اُمت میں کارِ خیر کس نے سب سے زیادہ نفع پہنچانے [والے] زیادہ کئے ہیں جو عند اللہ سب سے زیادہ اجرِ آخرت کا مستحق ہے اور کس کی ذات سے اسلام و مسلمین کو اس معنی پر اخبار و آثار منصوص ہیں، پس آپ سیّد الصدیقین ہیں اور صدیقوں میں آپ کو مرتبہ خلت حاصل ہے جو صدیقیت سے اعلیٰ وارفع اور نبوۃ سے قریب و متصل مقام ہے۔

چناں چہ حدیث «لو كنت متخذا خَلِيلًا، الخ» اس پر دال ہے اور آپ کا ﴿اتقیٰ﴾ ہونا اور ﴿أُولُوا الْفَضْلِ﴾ اور ﴿أَعْظَمُ دَرَجَةً﴾ ہونا قرآن سے اور «مثل إيمان كل من آمن بي، الخ» اور «مَا صَبَّ اللهُ، الخ» اور «لم يفضلكم أبو بكرٍ» اور «حَسَنَاتُ عُمَرَ كَحَسَنَةٍ وَاحِدَةٍ مِنْ حَسَنَاتِ أَبِي بَكْرٍ، الخ» اور «لَا يَنْبَغِي لِقَوْمٍ فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَؤُمَّهُمْ» وغیرہ وغیرہ وغیرہ مِنَ الْمُعْتَبَرَاتِ كثيرة مملوئة و مشحونة في كُتُبِ الْأَحَادِيثِ والتَّفَاسِيرِ لا يُمْكِنُ إِحْصَائُهَا فِي هٰذِهِ الْأَوْرَاقِ، لِأَنَّ الْآيَاتِ وَالْأَخْبَارَ وَالْآثَارَ كَثِيرَةٌ نَاطِقَةٌ عَلٰى هٰذَا الْمَرَامِ، وَأَقْوَالُ الْمَشَائِخِ الْكِبَارِ نَادِيَةٌ بِأَعْلَى النِّدَاءِ عَلٰى تَصْدِيقِ هٰذَا الْكَلَامِ، كَمَا لَا يَخْفٰى عَلٰى مَنْ لَهٗ بَصِيرَةٌ فِي عُلُوْمِ الدِّيْنِ.

مآثر جمیلہ آپ کے بکثرت ہیں مردِ احرار میں سب سے پہلے ایمان لانے والے، اپنے معبودِ حقیقی کی علانیہ بندگی کرنے والے، سب سے پہلے اپنے گھر میں مسجد بنانے والے، قراءتِ قرآن اعلانیہ کرنے والے؛ حتیٰ کہ کفارِ عرب سنتے تھے۔ کما اخرجہ البخاری عن عائشہ رضی

اللہ تعالٰی عنہا (قرۃ العینین) [1]

دعوتِ اسلام کرنا اور اسلام کی غربت و ضعف کی حالت میں اپنی جان و مال سے مدد کرنا، ضعفاے مسلمین کی اعانت میں مال صَرف کرنا، سفر ہجرت میں رفیق پیغمبر اور «ثانی اثنین فی الغار» ہونا، غزوہِ بدر میں «ثانی اثنین فی العریش» ہونا اور «ثانی اثنین فی القبر» ہونا، قتالِ مرتدین، اقامتِ دین و شرائع و احکام میں سبقت فرمانا۔ مثلاً: سب سے پہلے قرآن پاک کو جمع کرنا۔ اخرج البُخاريُ عَن زید بن ثابت فی قصة قتل أهل الیَمامَة و أخرجه أبو یعلی عَن عَلیٍ وغیر ذلک۔ [2]

اگر ان امور کی تفصیل کی جائے تو ایک دفتر طویل ہو جائے جس کی اس مختصر میں گنجائش نہیں۔ تصانیف علما کی بکثرت ہیں، شائق اُن کا مطالعہ کریں مگر بفحواے «مَا لَا یُدرَک کُلُّهٗ لَا یُترَک کُلُّهٗ» [3] بقدرِ مناسب مقام بعض اُمور کو ضرور عرض کروں گا۔ بعون اللہ و تو فیقه.

حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب "سیف المسلول" میں بعد ذکر کرنے آپ کے مآثرِ جمیلہ کے، تحریر فرماتے ہیں:

چون این مآثر مذکوره دانستی۔ دانستی که ابوبکر جامع جمیع جهات فضیلت و کمال متشابهت پیغمبر است من حیث الرسالة کسے باوے برابرے ندارد که پاکی و طینت و کمال صفائی باطن وقوة عقل و فراست و کثرتِ صحبت بلکه دوام صحبت از اوّل تاآخر و صرف بمت بر نصرت دین

(1)۔۔: قرۃ العینین: مآثر جمیلہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، ص ۱۱۰، ملخصا

(2)۔۔: صحیح البخاري: کتاب فضائل القرآن، بابِ جمع القرآن، رقم 4986= الصواعق المحرقة: الباب الثالث، الفصل الرابع، 246/1

(3)۔۔: یعنی، جو چیز ساری کی ساری نہ مل سکے، اس کو مکمل طور پر چھوڑنا بھی نہیں چاہیے۔

بروجه اتم واجتماع اسباب و شرائط بتائید الٰہی و آمدن تائید دین از دست از قوت بفعل در بدءِ اسلام و توسط و آخر یعنی،بعد وفات سرور کائنات علیه افضل التحیات و اکمل التسلیمات،وظہور جمیع انواع عبادات بدنی و مالی بردست او۔ وکمال در قراءت و علم و فقاہت انچه او را میسر شده دیگرے را میسر نیست و لہٰذا شافعی گفته که مردم مضطر شدند در بیعت ابی بکر رضی اللہ تعالی عنه کیے را زیر آسمان بہتر از و نیافتند۔انتہیٰ(سیف المسلول)(۱)

[یعنی، آپ کے تمام مآثر مذکورہ کو کیسے جانا جا سکتا ہے؟ پس اتنا جان لیجئے کہ حضرت ابو بکر فضیلت وکمال کی تمام جہات کے جامع تھے اور من حیث الرسالۃ پیغمبر کے مشابہ تھے۔کوئی بھی آپ کے برابر نہیں ہو سکتا؛کیوں کہ پاکی وطینت،صفائی باطن کا کمال،قوتِ عقل و فہم،کثرت سے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی صحبت بلکہ شروع سے آخر تک آپ کو دائمی صحبت حاصل تھی،آپ نے دینِ محمدی کی نصرت وحمایت میں پوری قوت صرف فرما دی،تائید الٰہی سے اسباب و شرائط کو جمع کرنا اورابتدا و درمیان و انتہائے اسلام میں یعنی،سرورِ کائنات عَلَیْہِ اَفْضَلُ التَّحِیَّاتِ وَ اَکْمَلُ التَّسْلِیْمَاتِ کے وِصالِ ظاہری کے بعد بھی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا دین کی دست وبازو سے تائید فرمانا،نیز عبادات بدنی ومالی کی ساری انواع آپ میں موجود تھیں۔قراءت،علم وفقاہت وغیرہ میں آپ کو جیسا کمال حاصل تھا کہ ویسا کسی اور کو میسر نہ تھا،اسی لیے امام شافعی نے فرمایا کہ لوگ ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بیعت کرنے پر مجبور تھے؛کیوں کہ آسمان کے نیچے ان سے بہتر شخص انھیں نہیں مل سکتا تھا!]

الفصل الاوّل:

(۱)۔۔:السیف المسلول:پانچواں مقالہ،مآثر جلیلہ ابو بکر صدیق،ص457

حضرت ابو بکر صدیق کا احرار بالغین میں سے سب سے پہلے مشرف بہ اسلام ہونا وفیہ منقبۃ عظیمۃ

روایت ہے عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالی عنہ سے، کہا کہ آیا میں نبی صلی اللہ تعالی عَلَیہِ وَسَلَّم کی خدمت میں، دراں حال یہ کہ آپ عکاظ (بازار ہے قریب مکہ کے) میں اترے ہوئے تھے۔ عرض کی میں نے کہ یا رسول اللہ! کس نے تابعداری کی آپ کی اس امر میں؟ فرمایا کہ اتباع کی میری دو شخصوں نے ایک حر اور ایک غلام: ابو بکر اور بلال، کہا عمرو نے کہ پس اسلام لایا میں اس وقت۔ رواہ الحاکم(1)

اور حضرت عمار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہ فرماتے تھے کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم کو، دراں حال یہ کہ نہ تھے ساتھ آپ کے مگر پانچ شخص: دو غلام، دو عورتیں اور ابو بکر۔ اخرجہ البخاری (قرۃ العینین)(2)

روایت ہے اُسید بن صفوان سے، کہا جب کہ وفات فرمائی ابو بکر رَضِیَ اللہُ تعالی عنہ نے تو حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہ آئے اور اُس مکان کے دروازے پر کھڑے ہوئے جس میں ابو بکر تھے، دراں حال یہ کہ فرماتے تھے: آج کے دن منقطع ہوئی خلافت نبوت کی (الی قولہ)، رحم کرے تم پر اللہ تعالیٰ اے ابو بکر! تھے تم اوّل قوم ازروے اسلام کے اور مخلص ازروے ایمان کے۔ الخ (ازالۃ الخفاء)(3)

و دریں محل قابل دیدن ست۔ [یعنی، یہ مقام دیکھنے کے قابل ہے۔]

روایت ہے حارث سے کہ حضرت علی نے فرمایا کہ:

---

(1)۔۔۔:المستدرك على الصحيحين: كتاب معرفة الصحابة، رقم 4419، 69/3

(2)۔۔۔:قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین: مسلک دوم، نوع سوم، ص 11

(3)۔۔۔:ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء :مقصد اوّل، فصل چهارم، مسند علی بن ابی طالب رضی الله عنه، ص 266

اوّل جو شخص ایمان لایا مردوں میں سے، ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عنہ ہیں۔ اخرجہ ابن ساکر[1]

اور روایت ہے حضرت زید بن ارقم سے کہ اوّل جس نے نماز پڑھی رسول اللہ کے ساتھ، وہ ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہ ہیں۔ (اخرجہ خیثمہ بسندِ صحیح)[2]

روایت ہے شعبی سے کہ سوال کیا میں نے حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہ سے کہ کون شخص ہے لوگوں میں پہلا ازروے اِسلام کے؟ فرمایا کہ ابو بکر صدیق۔ کہا نہیں سنا تو نے قول حسان کا، جو کہا ہے انہوں نے:

إِذَا تَذَكَّرتَ شَجْوًا مِنْ أَخِي ثِقَةٍ ... فَاذْكُرْ أَخَاكَ أَبَا بَكْرٍ بِمَا فَعَلَا

خَيْرَ الْبَرِيَّةِ أَتْقَاهَا وَأَعْدَلَهَا ... إِلَّا النَّبِيَّ وَأَوْفَاهَا بِمَا حَمَلَا

وَالثَّانِي التَّالِي الْمَحْمُودَ مَشْهَدُهُ ... وَأَوَّلَ النَّاسِ مِنْهُمْ صَدَّقَ الرُّسُلَا

[ترجمہ:] جس وقت کہ تو یاد کرے مصیبت اپنے بھائی ثقہ کی، پس یاد کر اپنے بھائی ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہ کو ساتھ اُس چیز کے کہ کیا انہوں نے (بعد نبی کے) بہترین مردم اور بڑے متقی اور بڑے منصف، بڑے وفادار نبی کے ساتھ اُس چیز کے کہ اُبھارا اُن کو نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم نے اور وہ دوسرے غار میں خدا کی مرضی کے طالب اُن کا مشہد محمود تھا اور اوّل اُن لوگوں مین جنہوں نے تصدیق کی رسولوں کی۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر و عبد اللہ بن احمد بن حنبل فی زوائد الزھد۔[3]

روایت ہے ابو اَرویٰ دوسی صحابی سے، فرمایا کہ اول جو اسلام لایا، وہ ابو بکر صدیق رَضِیَ

---

(1) ـــ: تاريخ دمشق: حرف العين، رقم 4933، علي بن أبي طالب، 33/42

(2) ـــ: الصواعق المحرقة: الباب الثالث، الفصل الثاني، 217/1

(3) ـــ: المعجم الكبير: باب العين، الشعبي عن ابن عباس، رقم 12562

اللہُ تَعَالٰی عَنہ ہیں۔رواہ ابن سعد[1]

روایت ہے فرات بن سائب سے کہ کہا میں نے میمون بن مہران سے کہ ابو بکر رَضِی اللّٰہ تَعَالٰی عَنہ پہلے اسلام لائے یا علی رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنہ ؟ کہا میمون نے: قسم ہے خدا کی! تحقیق کہ ایمان لائے ابو بکر نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم پر زمانہ بحیرا راہب[2] میں۔

اور ابو بکر نے بی بی خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہا اور حضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم کے درمیان آمدورفت کی؛ حتی کہ بی بی خدیجہ کا نکاح رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم سے کرادیا اور یہ سب کچھ حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجہَہٗ کی پیدائش کے قبل کا واقعہ ہے۔رواہ ابو نعیم[3]

روایت ہے ابو سعید خدری سے، کہا کہ فرمایا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ نے: آیا نہیں ہوں میں اَحقّ خلافت کا لوگوں سے؟ آیا نہیں ہوں میں اوّل جو اسلام لایا؟؟ أخرج التِرمِذِيّ وَابن حبان فِي صَحِيحه (صواعق محرقہ۔ تاریخ الخلفاء)[4]

روایت ہے عیسیٰ بن یزید سے کہا کہ فرمایا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ نے کہ میں خانۂ کعبہ کے صحن میں بیٹھا تھا اور زید بن عمرو بن نفیل بھی بیٹھے تھے۔پس آیا اُمیہ بن ابی صلت تو کہا اُس نے کہ کیوں کر تو نے صبح کی اے طالبِ خیر! وہ بولا کہ خیر کے ساتھ۔ کہا اُس نے کہ

---

(1)۔۔:الطبقات الکبری:الطبقة الأولی، طبقات البدریین من المهاجرین، 46-أبو بکر الصدیق، ذکر إسلام أبي بکر، 128/3

(2)۔۔:فالمراد بهذا الایمان والیقین بصدقه وهو ما وقر فی قلبه یعنی، مراد اس ایمان سے یقین ہے سرورِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم کی صداقت وراستی پر اور وہ قائم ہو گئی تھی ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ کے دل میں بحیرا سے اخبار سُن کر (مواہب لدنیہ:[المقصد الأول، دقائق حقائق بعثته، 133/1])۔ ۱۲منہ

(3)۔۔:حلیة الأولیاء وطبقات الأصفیاء: الطبقة الأولی من التابعین، میمون بن مهران، 92/4

(4)۔۔:الصواعق المحرقة: الباب الثالث، الفصل الثاني، 217/1=تاریخ الخلفاء: الخلیفة الأول: ابو بکر الصدیق، فصل: في إسلامه رضي الله عنه، ص 30

کوئی نئی چیز پائی ہے تونے؟ کہا کہ نہیں۔ تو کہا امیہ نے:

کل دین یوم القیامة إلا ما قضی الله في الحقیقة بور

یعنی، تمام دین قیامت تک کے ہلاک ہونیوالے ہیں سوائے اس کے کہ جاری کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اُس کو۔

لیکن تحقیق کہ یہ بھی جس کا انتظار کرتے ہیں ہم میں سے ہے یا تم میں سے۔ کہا ابو بکر صدیق نے کہ نہیں سُنا تھا میں نے قبل اس کے ذکر کسی ایسے نبی کا کہ جس کا اِنتظار کیا جاتا ہو کہ وہ مبعوث ہوں گے، پس نکلا میں یار ادہ ورقہ بن نوفل کے اور وہ آسمانی خبروں سے زیادہ واقف تھا، پس اُس سے میں نے واقفیت حاصل کرنے کو یہ قصہ بیان کیا۔ پس کہا ورقہ نے کہ ہاں! اے میرے بھتیجے! ہم اہلِ کتاب واہلِ علم ہیں۔ آگاہ ہو کہ وہ نبی جس کا انتظار کیا جاتا ہے وہ نسب میں سب عرب سے اَشرف ہے اور مجھے نسب سے خوب واقفیت ہے اور تیری قوم اَشرف عرب ہے نسباً، کہا میں نے کہ اے چچا! وہ نبی کیا کہیں گے؟ کہا ورقہ نے کہ فرمائیں گے وہ جو کچھ اُن کو حکم کیا جائے گا۔ کہا حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ نے: جب کہ مبعوث ہوئے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم تو ایمان لایا میں اور تصدیق کی میں نے۔ رواہ ابن عساکر (صواعق محرقہ۔ تاریخ الخلفاء)(1)

روایت ہے ابو میسرہ سے کہ جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم گھر سے نکلے تو سنا کہ کوئی پکارنے والا پکارتا ہے آپ کو یا محمد! پس جب کہ سُنی آپ نے یہ آواز، بھاگے ہوئے چلے آئے اور اس بھید کو حضرت ابو بکر سے فرمایا اور وہ آپ کے دوست تھے زمانۂ جاہلیت میں۔ رواہ البیهقی (صواعق۔ تاریخ)(2)

---

(1)۔۔۔تاریخ الخلفاء: الخلیفة الأول: ابو بکر الصدیق، فصل: في إسلامه رضي الله عنه، ص31

(2)۔۔۔تاریخ الخلفاء: الخلیفة الأول: ابو بکر الصدیق، فصل: في إسلامه رضي الله عنه، ص32

اور دوسری روایت "دلائل النبوۃ" میں یہ ہے کہ حضرت اُم المومنین خدیجۃ الکبریٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنھا نے صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ سے فرمایا کہ اے عتیق! لے جاؤ آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس، تو گئے ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ اور ورقہ سے بیان کیا حضور نے کہ جب میں تنہا ہوتا ہوں (غارِ حراء میں) تو سنتا ہوں ندا: یا محمد! یا محمد! تو میں چلا آتا ہوں بھاگ کر، ورقہ نے کہا: بھاگو نہیں! جو کچھ وہ کہے، سنو اور مجھے خبر دو۔ انتہیٰ ملخصاً (مواہب لدنیہ)[1]

روایت ہے ابی نضرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ سے، کہا کہ فرمایا حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ نے حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ سے کہ میں ایمان لایا قبل آپ کے، پس نہ انکار فرمایا اُس پر حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ نے۔ اَخرجہ ابو عمر (قرۃ العینین)[2]

اے حضرات! یہ وہ اَخبار و آثار تھے کہ جن سے سیّدنا ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ کا سابق الایمان ہونا ثابت ہوتا ہے اور کتنے لوگ صحابہِ کرام و تابعین نے یہی کہا ہے کہ اوّل وہ ایمان لائے ہیں، بلکہ بعض نے اس پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے۔ واللہ اعلم

فائدہ:

بعض روایتوں سے حضرت علی کا سابق الایمان ہونا:

اور بعض کا قول ہے کہ بعد سیّدتنا اُم المومنین خدیجۃ الکبریٰ کے حضرت مولیٰ علی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ مشرف باسلام ہوئے یہ بھی قرینِ قیاس ہے؛ اس لئے کہ آپ حضور سرورِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے کنار تربیت میں تھے۔ یہ ممکن نہیں کہ حضور کی بعثت و رسالت کی خبر سے آپ بے خبر رہے ہوں اور خبر پا کر ایک ساعت بھی تاخیر فرمائی ہو۔

---

(1)۔۔۔: المواھب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ: المقصد الأول، دقائق حقائق بعثتہ، 123/1
(2)۔۔۔: قرۃ العینین:

روایت ہے سالم بن ابی الجعد سے، کہا کہ عرض کی میں نے حضرت محمد بن حنفیہ سے کہ آیا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ اوّل قوم ہیں ازروے اسلام کے؟ فرمایا کہ نہیں۔ عرض کی میں نے کہ کس سبب سے برتری اور سبقت ہوئی ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ کو حتّٰی کہ نہیں ذکر کیا جاتا ہے کوئی سوائے ابو بکر کے۔ فرمایا: اس لئے کہ وہ افضل تھے اُن میں ازروے اسلام کے جب سے اسلام لائے؛ یہاں تک کہ ملے وہ اپنے ربّ سے۔ رواہ ابن شیبہ و ابن عساکر (1)

روایت ہے محمد بن سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہما سے، انہوں نے کہا اپنے باپ سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ سے کہ آیا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ پہلے ہیں تم میں ازروے اسلام کے؟ فرمایا کہ نہیں، لیکن اسلام لائے قبل اُن کے پانچ سے زیادہ و لیکن تھے ابو بکر اسلام میں بہتر۔ رواہ ابن عساکر (2)

کہا ابن کثیر نے: ظاہر یہ ہے کہ سب سے پہلے آپ کی اہل بیت اُمّ المومنین سیّدتنا خدیجۃ الکبریٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہا مشرّف باسلام ہوئیں اور آپ کے غلام زید اور زید کی زوجہ اُمّ ایمن اور حضرت علی اور ورقہ رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَنْهُمْ اَجْمَعِیْن ایمان لائے۔ (صواعق محرقہ۔ تاریخ الخلفاء) (3)

حضرت مولیٰ علی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہٗ فرماتے ہیں:

سبقتکم إِلَى الْإِسْلَام طرا غُلَاما مَا بلغت أَوَان حلمي

(1)۔۔:المصنف لابن ابی شیبہ: کتاب الفضائل، ما ذکر في أبي بکر الصدیق، رقم31930= تاریخ دمشق: حرف العین، عبد الله ویقال عتیق بن عثمان بن قحافة... رقم3398، 46/30

(2)۔۔:تاریخ دمشق: حرف العین، عبد الله ویقال عتیق بن عثمان بن قحافة... رقم3398۔ 45/30۔ تاریخ دمشق میں یہ روایت محمد بن سعد بن مالک سے ہے۔

(3)۔۔:الصواعق المحرقة: الباب الثالث، الفصل الثاني، 218/1=تاریخ الخلفاء: الخلیفة الأول: ابو بکر الصدیق، فصل: في إسلامه رضي الله عنه، ص 31

یعنی، سبقت کی میں نے تم پر طرف اسلام کے یقیناً، دراں حال یہ کہ صغیر تھا، نہیں پہنچا تھا زمانہِ بلوغ کو۔

دعویٰ ہے ثعلبی کا کہ اتفاق کیا ہے علما نے اس پر کہ اوّل جس نے اسلام قبول کیا، وہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھا ہیں۔

أوّل من آمن باللّٰہ وصدّق صدیقۃ النساء خدیجۃ فقامت بأعباء الصدیقیۃ. (مواہب)[1]

[یعنی، اللہ تعالٰی پر جو سب سے پہلے ایمان لائیں اور تصدیق کی، وہ حضرت خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھا ہیں جو عورتوں میں سے نہایت سچی تھیں اور وہ صدیقیت کے حقوق اور مشقتیں برداشت کرنے کے لئے کمربستہ ہوگئیں۔]

اور اختلاف ہے کہ بعد حضرت صدیقۃ النساء خدیجۃ الکبریٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھا کے کون ایمان لایا۔

کہا ابن الصلاح نے: اَورع یہ ہے کہ کہا جائے کہ اوّل جو اسلام لایا مردِ اَحرار سے، وہ ابو بکر ہیں اور نو عمر لڑکوں سے، حضرت علی اور عورتوں سے، حضرت خدیجہ اور موالیوں سے، حضرت زید اور غلاموں سے، حضرت بلال۔ انتہی[2]

کہا طبرانی نے کہ اولیٰ طریقہ -التوفیق بین الروایات کلھا- یوں کہا جائے کہ اوّل جو اسلام لایا مطلقاً وہ حضرت خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھا ہیں اور ذکور میں اوّل علی ابن ابی طالب ہیں کہ وہ نہیں بالغ ہوئے تھے اور پوشیدہ رکھتے تھے اسلام اپنا اور اول مرد عربی بالغ جو اسلام لائے اور ظاہر کیا اپنے اسلام کو ابو بکر ہیں اور اول جو اسلام لائے موالیوں سے زید ہیں کہا کہ

(1)۔۔۔:المواھب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ: المقصد الأول، دقائق حقائق بعثتہ، 131/1

(2)۔۔۔:المواھب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ: المقصد الأول، دقائق حقائق بعثتہ، 132/1

متفق علیہ یہی ہے، نہیں خلاف ہے اس میں اور اسی پر محمول ہے وہ قول کہ اول جو اسلام لایا مَردوں میں وہ ابو بکر ہیں یعنی، مرد بالغ آزاد۔(مواہب لدنیہ) [1]

کہا امام ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے: جمع بین الا قوال بایں طور ہے کہ مردوں میں اوّل اسلام لانے والے حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور لڑکوں میں حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور عورتوں میں حضرت خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا۔(تاریخ الخلفاء) [2]

وجہ اختلاف کی بہت بڑی یہ بھی ہے، جو مروی ہے حضرت حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کہ بے شک علی بن ابی طالب نے فرمایا کہ تحقیق ابو بکر نے سبقت کی مجھ پر چار باتوں میں:

۱۔ اسلام کے ظاہر کرنے میں

۲۔ ہجرت میں

۳۔ مصاحبتِ غار میں

۴۔ نماز قائم کرنے میں اور میں اُس دن شعب میں تھا۔ وہ ظاہر کرتے تھے اپنے اسلام کو اور میں پوشیدہ کرتا تھا۔(مواہب، ریاض النضرہ) [3]

روایت ہے کہ سوال کیا گیا محمد بن کعب قرظی سے کہ پہلے کون اسلام لایا آیا حضرت علی یا حضرت ابو بکر؟ پس کہا: سبحان اللہ! حضرت علی اوّل ہیں اسلام میں اور سوائے اس کے نہیں کہ شبہ ہوا لوگوں کو اس وجہ سے کہ حضرت علی پوشیدہ کرتے تھے اپنے اسلام کو ابو طالب سے اور اسلام لائے ابو بکر پس ظاہر کیا اپنے اسلام کو۔ اخرجہ ابو عمرو فی الاستیعاب (قرۃ

---

(1)۔۔۔:المواھب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ: المقصد الأول، دقائق حقائق بعثتہ، 133/1

(2)۔۔۔:تاریخ الخلفاء: الخلیفۃ الأول: ابو بکر الصدیق، فصل: في إسلامہ رضي اللہ عنہ، ص 31

(3)۔۔۔:المواھب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ: المقصد الأول، دقائق حقائق بعثتہ، 133/1 = الریاض النضرۃ في مناقب العشرۃ: القسم الثاني، الباب الأول، الفصل الرابع، 89/1

العینین)[1]

المختصر! ان دونوں بزرگوں کے مشرّف باسلام ہونے کا ایسا مقترن زمانہ ہے کہ اس بات پر جزم ویقین کرنا کہ باعتبار قبولیّت شرف اسلام کے کون سابق ہے، عسیر ودشوار ہے؛ لہٰذا علمانے اُن مختلف اقوال میں یوں تطبیق دی ہے جو مذکور ہوئی، مگر یہ امر تو مولیٰ علی کَرَّمَ اللہ وَجْهَهٗ کے بھی ارشاد سے ظاہر ہے کہ آپ اپنے ایمان کو پوشیدہ کرتے تھے اور وہ ظاہر کرتے تھے۔ پس تفضیلِ صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْه کے لئے یہی کافی ہے۔

لأنه أكثر ثوابًا وَأعظم نفعا للمُسْلِمين وَالإسْلام.[2]

[یعنی، چوں کہ ان (حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْه) کا وجود اسلام اور مسلمانوں کے لئے ثواب اور نفع کے لحاظ سے بہت بڑا ہے۔]

اُن کے اظہارِ اسلام سے اسلام اور اہلِ اسلام کو نفع پہنچا۔ لوگوں کو دعوتِ اسلام اور ترغیب و تحریص سے اسلام کی طرف رجوع کیا اور ایک جماعت عظمائے قریش سے مثل: عثمان بن عفان، زبیر بن عوام، عبد الرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، طلحہ بن عبید اللہ رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی علیھم اَجْمَعِیْن حضرت صدیق ہی کی ترغیب سے مسلمان ہوئے۔ (مواہب لدنیہ)[3]

نیز اور لوگ - کَمَا سَتَقْرَئُکَ -۔

الفصل الثانی / فصلِ دوم:

حضور سرورِ عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّم نے صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْه کے

(1)۔۔:قرة العينين: مآثر حضرت على المرتضى رضى الله عنه، ص168۔169

(2)۔۔:الصواعق المحرقة: الباب الثالث، الفصل الأول، 173/1 (بتصرف يسير)

(3)۔۔:المواهب اللدنية بالمنح المحمدية: المقصد الأول، دقائق حقائق بعثه، 133/1

اِسلام کی تحسین و تعریف فرمائی:

روایت ہے حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کہ بے شک رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ نہیں کلام کیا میں نے درباب اسلام کسی سے مگر انکار کیا اُس نے اور باز رکھا مجھ کو کلام سے سوائے ابن ابی قحافہ (ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) کے۔ نہیں کلام کیا میں نے اُس سے کسی امر میں مگر قبول کیا اُس کو اور قائم رہے اُس پر۔(اخرجہ ابو نعیم وابن عساکر)[1]

اور ابن اسحٰق کی روایت میں ہے کہ نہیں دعوت کی میں نے کسی کو طرف اسلام کے مگر اُس کو توقّف و تردّد و غور ہوتا تھا سوائے ابو بکر کے کہ نہ تامّل کیا اُنہوں نے جب کہ ذکر کیا میں نے اُس کا اور نہ تردّد کیا اس کے قبول کرنے میں۔رواہ البیھقی وابن عساکر[2]

اور فرمایا نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے، میں نے کہا:

«يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا، فَقُلْتُمْ: كَذَبْتَ، وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: صَدَقْتَ». أخرجه البخاري عن أَبِي الدَّرْدَاءِ[3]

[یعنی، اے لوگو! میں تمہاری طرف رسول بنا کر مبعوث کیا گیا ہوں، تم نے کہا: آپ جھوٹ بول رہے ہیں اور ابو بکر نے کہا: آپ سچ فرماتے ہیں۔]

وعنه: «إِنَّ اللهَ بَعَثَنِي إِلَيْكُمْ، فَقُلْتُمْ: كَذَبْتَ، وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: صَدَقْتَ». رواه

---

(1)۔۔۔:الصواعق المحرقة: الباب الثالث، الفصل الثاني، 1/216

(2)۔۔۔:الصواعق المحرقة: الباب الثالث، الفصل الثاني، 1/216

(3)۔۔۔:صحيح البخاري: كتاب تفسير القرآن، باب{قُلْ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضِ....}، رقم 4640

صدق۔

یعنی: بخاری سے روایت ہے کہ (نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:) اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف مبعوث فرمایا، تم نے کہا: آپ جھوٹ کہتے ہیں اور ابوبکر نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔]

وأخرج ابن عدي من حديث ابن عمر رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا.... «فإن الله بعثني بالهدى ودين الحق، فقلتم: كذبت، وقال أبو بكر: صدقت». (صواعق محرقہ۔ تاریخ الخلفاء)[2]

یعنی: ابن عدی نے حضرت ابن عمر رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا سے روایت کی ہے کہ (نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:) اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، تم نے میری تکذیب کی اور ابوبکر نے میری تصدیق کی۔]

اور ایک روایت میں ہے کہ البتہ بے شک جھٹلایا تم نے مجھ کو اور کہا: «كَذَبْتَ» اور کہا ابوبکر نے: «صَدَقْتَ» اور تم نے روکا اپنا مال اور اُس نے میری مدد کی اپنے مال سے اور موانست کی مجھ سے اور پیروی کی میری۔ أخرج ابن عساكر عن المِقْدَام (صواعق محرقہ، تاریخ الخلفاء)[3]

بعض انگریزی مورخین کے اقوال:

حضرت صدیق اکبر رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْه باعتبار صدق و اخلاص کے اسلام میں اپنی

---

(1)۔۔۔صحيح البخاري، كتاب أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: لو كنت متخذا خليلا، الرقم 3661

(2)۔۔۔الصواعق المحرقة، الباب الثالث، الفصل الثاني، 206/1=تاريخ الخلفاء: الخليفة الأول: ابو بكر الصديق، فصل: في الأحاديث الواردة في فضله وحده، سوى ماتقدم، ص46

(3)۔۔۔الصواعق المحرقة، الباب الثالث، الفصل الثاني، 206/1۔207=تاريخ الخلفاء: الخليفة الأول: ابو بكر الصديق، فصل: في الأحاديث الواردة....، ص46

آپ ہی نظیر تھے، غیر اہل اسلام عیسائی لوگ بھی اس امر کی شہادت پُر زور لفظوں میں اَدا کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر سپرنگ لکھتا ہے کہ:

میں پورا متفق ہوں کہ پیغمبر اسلام پر ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ایمان لانا بڑا عظیم ثبوت ہے اس امر کا کہ پیغمبر صاحب اپنے مشن کے آغاز میں خالص صادق تھے۔(خلافت راشدہ)

ولیم میور "تاریخ الخلفاء" میں لکھتا ہے کہ:

جب میں ابو بکر کی طرف غور کرتا ہوں جو بڑا دانا، ذی فہم، معاملاتِ دنیا کے پُرپیچ حالات سے واقف تھا، وہ اپنی قوم میں سب سے زیرک تھا اور پھر اس شخص کا صاف عقیدہ، سچی اور بے ریا اِرادت کو دیکھتا ہوں جو اُس کو رسولِ عربی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ تھی، تو مجھے خواہ مخواہ شک ہوتا ہے کہ رسول عربی کا دعویٰ شاید صحیح ہو۔ انتہی

اب اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت اُن کی صداقت کا ہو سکتا ہے کہ متعصب مخالفین کی زبان پر بھی تحسین کے کلمات ہیں۔ سبحان اللہ! کیا صدق و راستی تھی آپ کی کہ منکروں کے دِلوں کو بھی مائل کرتی ہے اور شمع نبوت کا پروانہ بناتی ہے۔

الفصل الثالث / فصل سوم:

سب سے پہلے آپ کا اظہارِ اسلام فرمانا اور لوگوں کو اِسلام کی طرف بلانا:

کہا ابن اسحٰق نے: جب کہ اسلام لائے ابو بکر، ظاہر کیا اپنے اسلام کو اور بلایا لوگوں کو خدا اور رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف اور تھے ابو بکر اُلفت رکھنے والے اپنی قوم سے مہربان، نرم دل۔ پس بلانے لگے لوگوں کو اسلام کی طرف جس پر اعتماد رکھتے تھے اپنی قوم میں۔ پس اسلام لائے آپ کی دعوت سے حضرت عثمان، حضرت زبیر، عبد الرحمن، سعد، طلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم پس جب کہ ان لوگوں نے اسلام قبول کیا تو لائے حضرت ابو بکر

ر لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے حضور میں، تو وہ لوگ حضرت کے سامنے ایمان لائے اور نماز پڑھی۔ [1]

فائدہ:

یہ لوگ نجباء اور رؤسائے قریش سے تھے اور ہر ایک کے بڑے بڑے قبیلے قوت دار تھے اور وہ اپنے قبیلوں پر کامل طور سے اقتدار و تمکن رکھتے تھے۔ پس حضرت عثمان ذی النورین، بنی عبد شمس کے سردار و رئیس تھے اور حضرت زبیر، بنی اسد کے اور حضرت سعد و عبد الرحمن، بنی زہرہ کے اور حضرت طلحہ، بنی تیم کے۔ پس ان لوگوں کا مشرف باسلام ہونا ان تمام قبیلوں کی قوتِ کفر کی شکستگی کا باعث ہوا اور ان ہر ایک کی کوشش سے بہت لوگ مسلمان ہوئے اور اشاعت، اسلام کی ہوئی۔ (قرۃ العینین) [2]

فائدہ:

حضرت صدیق کے والدین، اہل و عیال، غلام سب مسلمان ہوئے، یہ شرف کسی کو نہیں:

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ مہاجرین میں سے کسی کے والدین مشرف باسلام نہ ہوئے سوائے ابو بکر صدیق کے والدین کے۔ **اخرجہ الواحدی** [3]

حتی کہ آپ کی بیٹی، بیٹے، پوتے، غلام تک مشرف باسلام ہوئے۔ یہ شرف اور کسی کو نہ حاصل ہوا۔

روایت ہے موسیٰ بن عقبہ سے کہ (ایک گھر کے) چار شخصوں نے نہیں پایا نبی صلی اللہ

---

(1) المواھب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ: المقصد الأول، دقائق حقائق بعثتہ، 133/1

(2) قرۃ العینین: مآثر جمیلہ حضرت صدیق اکبر، ص 108-109

(3) الوسیط في تفسیر القرآن المجید: سورۃ حم الأحقاف، زیر آیت 4، 108/15

تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم کو (ساتھ ایمان کے) مگر وہ لوگ یعنی، ابو قحافہ، ابو بکر، اُن کے بیٹے عبد الرحمن اور ابو عتیق [بن عبد الرحمن] بن ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُم اَجمَعِین۔ اخرجا الواحدی[1]

اور آپ کی بیٹی حضرت اسمارَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہا جن کا خطاب "ذات النطاقتین" تھا اور حضرت عبد اللہ بن ابی بکر جو کفار قریش کی خبر حضور سرورِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم میں شب کو پہنچایا کرتے تھے اور سفر ہجرت میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم کے ہمرکاب تھے اور آپ کے بیٹے حضرت عبد اللہ طائف میں رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم کے ساتھ تھے، ان کو ابو محجن ثقفی کا تیر لگا تھا جس کی وجہ سے اوّل خلافت حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُ شوّال کے مہینہ میں ۱۱ھ کو وفات پائی اور یہ قدیم اسلام لانے والوں میں ہیں۔

اور حضرت عبد الرحمن سال حدیبیہ میں ایمان لائے تھے۔وحَسُن إسلامه۔ (ملکِ شام میں لشکر اسلام میں تھے رومیوں سے بڑی جواں مردی کے ساتھ بکثرت جہاد فرماتے رہے۔) (فتوح الشام)[2]

اور حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہا کے حقیقی بھائی تھے، ۵۳ھ میں وفات فرمائی۔

اور حضرت اسما رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہا قدیم اسلام لانے والیوں میں ہیں۔ ۱۷ شخص مسلمان ہو چکے تھے جب آپ مشرّف باسلام ہوئیں۔ شبِ ہجرت میں جب حضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم نکلے ہیں تو انہی نے سامانِ سفر مہیا کرتے وقت اپنے کمر بند کو دو ٹکڑے کیا:

---

(1)۔۔۔: الوسیط في تفسیر القرآن المجید: سورة حم الأحقاف، زیر آیت 108/15،4

(2)۔۔۔: فتوح الشام:

ایک سے دستر خوان باندھا، دوسرے سے مشک کا دہانہ۔ اس وجہ سے آپ کا لقب "ذات النطاقتین" ہوا۔

اور حضرت عائشہ تو اُمّ المومنین عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہا ہیں! اُن کا وصف مستغنی عن البیان۔ (اکمال فی اسماء الرجال)(1)

ان سب کو شرفِ اسلام ببرکت حضرت صدیق اکبر حاصل ہوا۔

الغرض! اگر صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہُ کے کل مآثر و فضائل سے قطعِ نظر کر کے اسی امر پر نظر کی جائے کہ آپ نے سب سے پہلے اپنا اسلام ظاہر کیا اور حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ نماز پڑھی، مسجد بنائی، لوگوں کو اسلام کی ترغیب دی، جس کی وجہ سے بڑے بڑے شرفا و رؤسائے قریش مشرّف باسلام ہوئے، دین کو قوت ہوئی تو یہی خصوصیات حضرت صدیق اکبر یارِ غار پیغمبر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے فضل و شرف کے لئے سب سے اعلیٰ و ارفع سبب ہے جو دوسروں کو حاصل نہیں۔

حضرت حق کو جناب رسالت مآب کی بعثت سے خلق کی ہدایت مقصود تھی سو اس میں

---

(1)۔۔۔: الاکمال فی اسماء الرجال میں یہ الفاظ نہیں مل سکے، اکمال میں حضرت ام المومنین کے متعلق یہ الفاظ ہیں:
عَائِشَة الصِّدِّيقة رَضِيَ اللهَ عَنهَا: هِيَ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، وَأُمُّهَا أُمُّ رُومَانَ بِنْتُ عَامِرِ بْنِ عُوَيْمِرٍ خَطَبَهَا النَّبِيُّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -، وَتَزَوَّجَهَا بِمَكَّةَ فِي شَهْرِ شَوَّالَ سَنَةَ عَشْرٍ مِنَ النُّبُوَّةِ، وَقَبْلَ الْهِجْرَةِ بِثَلَاثِ سِنِينَ، وَقِيلَ غَيْرَ ذَلِك، وَأَعْرَسَ بِهَا بِالْمَدِينَةِ فِي شَوَّالَ سَنَةَ اثْنَتَيْنِ مِنَ الْهِجْرَةِ عَلَى رَأْسِ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ شَهْرًا، وَلَهَا تِسْعُ سِنِينَ، وَبَقِيَتْ مَعَهُ تِسْعَ سِنِينَ، وَمَاتَ عَنْهَا وَلَهَا ثَمَانِي عَشْرَةَ سَنَةً، وَلَمْ يَتَزَوَّجْ بِكْرًا غَيْرَهَا، كَانَتْ فَقِيهَةً عَالِمَةً فَصِيحَةً فَاضِلَةً، كَثِيرَةَ الْحَدِيثِ عَنْ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -، عَارِفَةً بِأَيَّامِ الْعَرَبِ، وَأَشْعَارِهَا، رَوَى عَنْهَا جَمَاعَةٌ كَثِيرَةٌ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ، وَمَاتَتْ بِالْمَدِينَةِ سَنَةَ سَبْعٍ وَخَمْسِينَ لَيْلَةَ الثُّلَاثَاءِ لِسَبْعَ عَشْرَةَ خَلَتْ مِنْ رَمَضَانَ، وَأَمَرَتْ أَنْ تُدْفَنَ لَيْلًا فَدُفِنَتْ بِالْبَقِيعِ، وَصَلَّى عَلَيْهَا أَبُو هُرَيْرَةَ، وَكَانَ يَوْمَئِذٍ خَلِيفَةَ مَرْوَانَ عَلَى الْمَدِينَةِ فِي أَيَّامِ مُعَاوِيَةَ. (حرف العین، فصل فی الصحابیات، ص84)

بہت بڑا حصہ حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حاصل کیا۔ حضرت شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری "شرح آداب المریدین" میں تحریر فرماتے ہیں:

اوّل کسے کہ پیغمبر رضی اللہ تعالی عنہ را تصدیق کردہ است و بد ایمان آوردہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ بود۔ پس سنتِ حسنہ د عالم او نہادہ است۔ پس ہر کہ تصدیق می کند پیغامبرؐ را و ایمان بدو مو آرد، کاربر سنتِ وے می کند پس انچہ مومنانرا بربن تصدیق وبربن ایماز آوردن بدہند تنہا او را بدہند کہ این سنت ویست قَالَ النَّبِيُّ:«مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا، وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا»(رواہ مسلم) پس ازینجا ہر آئینہ فضل برہمہ بعد از انبیا و رسل علیہم السلام او را بود بر جملۂ اُمت۔ انتہیٰ[1]

[یعنی، وہ پہلے شخص جنہوں نے پیغمبر عَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ کی تصدیق کی اور اُن پر ایمان لائے ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہیں۔ پھر ان کی یہ سنت حسنہ پوری دنیا میں جاری ہو گئی۔ پس ہر وہ شخص جو نبی کریم صلی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تصدیق کرتا اور اُن پر ایمان لاتا ہے، وہ صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی سنت پر عمل کرتا ہے؛ لہٰذا تمام مؤمنین کو اس تصدیق و ایمان پر جتنا ثواب عطا کیا جائے گا وہ تمام تنہا ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو عطا ہو گا؛ کیوں کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کا فرمان بشارت نشان ہے: جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ جاری کیا تو اسے اس کا اجر ملے گا اور اُن کا بھی جو اس طریقہ پر عمل پیرا ہو گا۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ انبیا و رسل عَلَیْہِم الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ کے بعد ساری امت پر فضیلت کے تمام آئینے صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے لیے ہیں۔]

---

(1)۔۔۔: شرح آداب المریدین:

اور مؤید ہے اس کے وہ حدیث:

قال علیہ السلام للصدیق رضی اللہ تعالی عنہ: ان اللہ تعالی قد اعطاک مثل ایمان کل من آمن بی من امتی۔(1) (احیاء علوم الدین)

[یعنی، نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالی نے تمہیں مجھ پر ایمان لانے والے میرے امتیوں کی مثل ایمان عطا فرمایا۔]

علاوہ ازیں جو آپ کی مساعیٔ جمیلہ تبلیغ اسلام میں اُن کو تقریر مذکورہ بالا پر قیاس کرنا چاہیے، ہر ایک کی تفصیل کی گنجائش نہیں۔

الفصل الرابع:

بعد وفات سرورِ کائنات صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کا لشکرِ اُسامہ کو روانہ فرمانا اور قتالِ مرتدین واستیصالِ مدعیانِ نبوۃ کذابین واقامت شرائع واحکامِ دین کی کرنا۔

اے حضرات! یوم الردۃ جو سعی وکوشش آپ نے اسلام کی حمایت واقامت میں کی ہے اُس کی کوئی نظیر آج دنیا میں نہیں ہے اور یہ وہ اعجاز وپیشین گوئی قرآن پاک کی ہے جو اللہ تعالی نے اس آیت میں بیان فرمائی ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗۤ﴾ الآیۃ [المائدۃ: ۵۴]

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، جو شخص پھر جائے گا تم میں سے اپنے دین سے، تو قریب

---

(1)... احیاء علوم الدین: ربع المنجیات، کتاب المحبۃ والشوق والأنس والرضا، بیان جملۃ من حکایات المحبین واقوالہم ومکاشفاتہم، 359/4

ہے کہ لائے گا اللہ تعالیٰ ایک ایسی قوم کو کہ دوست رکھتا ہے اللہ اُن کو اور وہ دوست رکھتے ہیں اللہ کو۔

کہا حسن بصری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے: قسم ہے خدا کی وہ لوگ حضرت ابو بکر اور اُن کے رفقا ہیں، جب کہ مرتدّ ہوگئے عرب، تو جہاد کیا اُن سے ابو بکر اور اُن کے یاروں نے؛ یہاں تک کہ پھیر لائے اُن کو اسلام پر۔ رواہ البیهقی [1]

اور کہا قتادہ نے جب کہ وفات فرمائی نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے تو مرتد ہوگئے عرب، پس ذکر کیا حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اُن سے قتال کرنے کا (الیٰ قولہ) پس ہم لوگ کہتے تھے کہ بے شک یہ آیت نازل ہوئی ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور اُن کے یاروں کی شان میں۔ (اخرجہ یونس بن بکیر) [2]

فائدہ:

یہ آیہ کریمہ معجزہ ہے اعجازِ قرآن سے؛ کیوں کہ یہ امر غیب کی خبر دیتی ہے جو آئندہ واقع ہونے والی تھی۔

"تیسیر" میں ہے کہ ابن عباس و حسن بصری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُما اس بات پر ہیں کہ یہ قوم امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور ان کے یار مہاجرین و انصار رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَنْہُمْ اَجْمَعِیْن ہیں کہ اُنہیں نے مرتدّوں سے جہاد کیا۔ (تفسیر حسینی، مدارک، خازن، صواعق) [3]

---

(1)۔۔۔:دلائل النبوة: الشمائل و نحوها، باب ما جاء في تحذيره الرجوع إلى الكفر بعد الإيمان وإخباره.....، 362/6

(2)۔۔۔:الصواعق المحرقة: الباب الأول، الفصل الثالث، 45/1

(3)۔۔۔:لباب التأويل في معاني التنزيل: سورة المائدة، تحت آية ٥٤، 54/2= مدارك التنزيل وحقائق التأويل: سورة المائدة، تحت آية ٥٤، 454/1=الصواعق المحرقة: الباب الأول، الفصل الثالث، 45/1= تفسیرِ قادری ترجمہ اردو تفسیرِ حسینی: سورۂ المائدہ، زیرِ آیت ٥٤، 231/1

قولہ تعالیٰ:

﴿قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِىْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ﴾[الفتح:١٦]

کہہ دیجئے اے محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَ سَلَّم! پیچھے رہنے والوں سے جو اعراب ہیں، قریب ہے کہ بلائے جاؤ گے تم، ایک سخت گروہ کی طرف، قتال کرو گے اُن سے اور اُن کو قتل کرو یا وہ مسلمان ہو جائیں۔(حسینی)(1)

مُراد قوم سے بنو حنیفہ ہیں، اہل یمامہ۔(جلالین)(2)

یعنی، قوم مسیلمہ کذاب کی، واقع ہوئی اُن سے قتال اور مسلمانوں سے زمانۂ ابو بکر صدیق میں۔ کذا اخرجه الطبرانی عن الزہری (کمالین)(3)

کہا ابن ابی حاتم و قتیبہ نے کہ:

یہ آیت حجت ہے خلافتِ صدیق اکبر رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ پر قرآن میں؛ کیوں کہ اہلِ علم نے اجماع کیا ہے اس پر کہ اس آیت کے نزول کے بعد کوئی لڑائی ایسی نہیں ہوئی جس کی طرف لوگ بلائے جاتے، مگر حضرت ابو بکر رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ ہی نے اہل رِدّت و مانعینِ زکوۃ سے لڑنے کے لئے لوگوں کو بلایا۔ پس یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ کی وجوبِ خلافت اور اُن کی اطاعت فرض ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ (یہی قول ہے ابو ہریرہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ کا)؛ کیوں کہ خدا تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ اس سے پیٹھ پھیرنے والے کو درد دہندہ عذاب پہنچائے گا۔

---

(1)۔۔: تفسیرِ قادری ترجمہ اردو تفسیرِ حسینی: سورۃ الفتح، زیر آیت ١٦۔ 2/446۔447 (بتصرف)

(2)۔۔: تفسیر الجلالین: سورۃ الفتح، تحت آیۃ ١٦، ص 681

(3)۔۔: کمالین علی تفسیر جلالین: سورۃ الفتح، زیر آیت ١٦، ص 422

کہا ابن کثیر نے کہ:

جنہوں نے قوم سے مراد فارس اور روم لیا ہے اُن کے نزدیک حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۂ وہ ہیں جنہوں نے روم و فارس پر لشکر بھیجا اور پورا ہوا کام اُن کا حضرت عمر و عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہما کے ہاتھ پر اور وہ دونوں صاحب، فرع ہیں حضرت صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۂ کی۔(صواعق محرقہ)[1]

منقول ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۂ نے فرمایا:

قسم ہے اُس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۂ خلیفہ نہ بنتے تو اللہ تعالیٰ کی بندگی و پرستش نہ کی جاتی، تین مرتبہ یہ فرمایا۔ بعض نے کہا کیا کہتے ہو اے ابو ہریرہ! تو کہا کہ تحقیق رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اُسامہ بن زید کو سات سو کے لشکر کے ساتھ شام کی طرف متوجہ کیا(جہاد کے لئے) پس جب وہ (موضع) ذی خشب میں پہنچے تو نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اِنتقال فرمایا اور نواحِ مدینہ کے عرب دین سے پھر گئے اور جمع ہوئے اصحاب نبی کے حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۂ کے پاس اور کہا سب نے کہ اس لشکر کو روم کی طرف جانے سے روک لو؛ اس لئے کہ نواحِ مدینہ کے عرب مرتد ہو گئے ہیں، (اُن سے اندیشہ ہے کہ مدینہ پر یورش نہ کریں) تو فرمایا حضرت ابو بکر نے:
قسم ہے اس ذات کی کہ نہیں معبود کوئی سوائے اس کے اگر (اہلِ مدینہ کی ایسی حالت ہو جائے کہ (ازواجِ مطہّرات) پاکدامن عورتوں کی ٹانگیں کتے گھسیٹیں تو نہ روکوں گا میں اُس لشکر کو جس کو روانہ کیا ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اور نہ کھولوں گا میں اُس نشان کو جس کو خود رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے باندھا ہے۔ پس روانہ کر دیا حضرت اُسامہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عنۂ کو، پس جو لوگ دین سے پھر جانے کا ارادہ رکھتے تھے اُن کے کسی

---

(1)۔۔۔:الصواعق المحرقة: الباب الأول، الفصل الثالث، 49/1

قبیلہ پر حضرت اسامہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا گذر نہ ہوتا تھا مگر وہ کہتے تھے کہ اگر انہیں قوت نہ ہوتی تو ایسے لوگ اُن کے پاس سے نہ نکلتے، ولیکن چھوڑ دیں ہم اُن کو یہاں تک کہ وہ ملاقی ہوں رومیوں سے (اور لڑنے دو ان کو رومیوں سے) یا وہ شکست کھائیں گے یا قتل کئے جائیں گے (پس اللہ تعالیٰ نے غلبہ دیا حضرت اسامہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو رومیوں پر) اور وہ صحیح و سالم پھرے تو وہ لوگ (جو دین سے پھرنے کا ارادہ رکھتے تھے) اسلام پر ثابت قدم ہو گئے۔ رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ وَ ابْنُ عَسَاکِر (صواعق محرقہ، تاریخ الخلفاء) [1]

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا:

قسم ہے خدا کی اگر پرندے مجھے اُچک لے جائیں تو مجھ کو محبوب ہے اس سے کہ روکوں میں اُس لشکر کو جس کو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے روانہ فرمایا۔ رواہ البیھقی

---

(1)۔۔۔الصواعق المحرقة: الباب الأول، الفصل الثالث، 47/1۔تاریخ الخلفاء: الخلیفة الأول: ابو بکر الصدیق، فصل: فیما وقع فی خلافته، ص60

یہ روایت "صواعق محرقہ" اور "تاریخ الخلفاء" اور دیگر کئی کتب میں موجود ہے، یہاں صواعق کے الفاظ نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

حافظ ابن حجر ہیتمی لکھتے ہیں:

اخرج البیهقی وابن عساکر عن ابی هریرة رضی الله عنه، قال: وَاللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ لَوْلَا أن أبابکر استخلف ما عبد الله ثم قال الثانية ثم قال الثالثة، فقیل له: مه یا أبا هریرة، فقال: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم وجه أسامة بن زید فی سبعمائة إلى الشام فلما نزل بذی خشب قبض النبی صلى الله عليه وسلم وارتدت العرب حول المدينة واجتمع إليه أصحاب النبی صلى الله عليه وسلم فقالوا: رد هؤلاء توجه هؤلاء إلى الروم وقد ارتدت العرب حول المدينة، فقال: وَالَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ لو جرت الكلاب بأرجل أزواج النبی صلى الله عليه وسلم ما رددت جيشا وجهه رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا حللت لواء عقده فوجه أسامة لا يمر بقبيل يريدون الارتداد إلا قالوا: لولا أن لهؤلاء قوة ما خرج مثل هؤلاء من عندهم ولكن ندعهم حتى يلقوا الروم فلقوهم فهزموهم وقتلوهم ورجعوا سالمين فثبتوا على الإسلام. (الباب الأول، الفصل الثالث، 47/1)

وابن عساکر عن عروۃ (تاریخ الخلفاء) [1]

حضرات ناظرین انصاف بین! غور فرمائیں کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے کیسی پابندی کی ہے امر رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی درباب تو بیہ لشکرِ اُسامہ کے۔

اب قتالِ مرتدین کو دیکھنا چاہئے۔ شرح اس کی یوں ہے کہ جب خبر وفات سرورِ کائنات عَلَیْہِ التَّحِیَّات کی مشہور ہوئی ہر طرف، تو بہت سی جماعتیں اسلام سے پھر گئیں اور زکوۃ دینا بند کر دیا، پس اُٹھے حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ان سے جہاد کرنے کے لئے تو حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ وغیرہ نے اُس میں کلام کیا، تو فرمایا ابو بکر صدیق نے: قسم ہے خدا کی اگر وہ باز رکھیں گے مجھ کو عقال (اونٹ کے پیر باندھنے کی رسی) سے یا عناق سے کہ دیتے تھے اُسے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو، تو البتہ میں جہاد کروں گا بسبب اُس کے نہ دینے کے۔ تو کہا حضرت عمر نے کہ کیوں کر آپ اُن سے قتال کر سکتے ہیں دراں حال یہ کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا ہے:

میں حکم کیا گیا قتال کرنے کا لوگوں سے؛ یہاں تک کہ کہیں وہ «لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ» پس جس نے کہا یہ اُس نے بچایا ہم سے جان و مال اپنا مگر بسبب کسی حق کے اور حساب اُس کا اللہ پر ہے۔

تو کہا حضرت ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کہ: قسم ہے خدا کی بے شک میں قتال کروں گا اُس سے جو فرق کرے گا درمیان نماز اور زکوۃ کے اس واسطے کہ زکوۃ حق مال ہے اور خود رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا ہے، مگر بسبب کسی حق اسلام کے۔

کہا حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کہ: قسم ہے خدا کی نہیں تھی یہ بات مگر یہ کہ کھو

---

(1)۔۔۔تاریخ الخلفاء: الخلیفۃ الأول: ابو بکر الصدیق، فصل: فیما وقع فی خلافتہ، ص 60

ل دیا اللہ نے سینہ ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۂ کا پس جان لیا میں نے کہ اُن سے قتال کرنا حق ہے۔

اور ایک طویل روایت کا اخیر یہ ہے:

جب کہ انتقال فرمایا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم نے تو مرتد ہو گئے عرب اور کہا اُنھوں نے کہ ہم زکوۃ نہ دیں گے۔ تو فرمایا حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۂ نے کہ اگر باز رکھیں گے وہ مجھ کو عقال یعنی، اونٹ باندھنے کی رسی سے البتہ میں جہاد کروں گا اُن پر۔ تو کہا میں نے (حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۂ نے): اے خلیفہِ رسول اللہ! تالیف اور نرمی کیجئے لوگوں سے۔ تو فرمایا مجھ کو کہ تم بڑے جری تھے جاہلیت میں اب سستی و کم ہمتی کرتے ہو اسلام میں۔ اب تو منقطع ہو چکی وحی اور کامل ہو چکا دین۔ آیا نقصان ہو دین میں دراں حال یہ کہ میں زندہ رہوں۔

رواہ ابو الحسن رزین بن معاویہ العبدری عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ (1)

فائدہ:

یعنی، جب دین کامل ہو چکا اور شرائع و احکام جاری ہو چکے تو بعد وفاتِ سرورِ کائنات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم میں اپنے جیتے جی دین میں نقصان نہ آنے دوں گا اور کبھی گوارا نہ کروں گا کہ لوگ احکامِ دین کو بدل دیں اور میں دیکھتا رہوں۔

اس روایت سے کمال درجہ آپ کی ثابت قدمی اور مستعدی امر دین میں ثابت ہوتی ہے اور اعلیٰ درجہ کی شجاعت و بہادری آپ کی نمایاں ہے۔

وفی روایۃ کہا کہ:

---

(1)۔۔۔الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ: القسم الثاني، الباب الأول، الفصل الثامن، 1/ 105=

الصواعق المحرقۃ: الباب الأول، الفصل الخامس، 1/79

نکلے ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ مع جماعتِ مہاجرین و انصار کے (واسطے قتال مرتدین کے) حتّٰی کہ پہنچے مقام نقعا میں جو قریب مسجد کے ہے اور بھاگے بدوی لوگ۔ کہا لوگوں نے ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے کہ لوٹ چلئے طرف مدینہ واہل وعیال کے اور کسی کو لشکر پر امیر بنا کر روانہ کیجئے اور اِصرار کیا لوگوں نے؛ یہاں تک کہ رجوع کیا آپ نے اور امیر بنایا آپ نے خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو۔ اخرجه الذهبی ورواه البیهقی و ابن عساکر عن عروۃ بن زبیر (تاریخ الخلفاء وغیرہ)[1]

روایت ہے ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے کہ:

جب نکلے حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور اپنی سواری پر سوار ہوئے تو حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ناقہ کی مہار پکڑلی اور فرمایا کہ اے خلیفۂ رسول اللہ! آپ کہاں تشریف لئے جاتے ہیں، کہتا ہوں میں آپ سے وہ بات جو فرمایا تھا آپ سے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے روز اُحد کے۔ نیام میں کیجئے تلوار اپنی اور نہ اندوہ گیں کیجئے ہم کو بسبب اپنی جان کے اور لوٹ چلئے مدینہ میں، پس قسم ہے خدا کی اگر ہم مصیبت میں پڑے بسبب آپ کے، تو نہ ہوگا اسلام کے لئے انتظام کبھی (الیٰ قولہٖ)۔

اور روایت ہے حنظلہ بن علی لیثی سے کہ:

بے شک ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے بھیجا خالد بن ولید کو اور گئے خالد اور جو لوگ اُن کے ساتھ تھے جمادی الآخر میں، پس قتال کیا بنی اسد و غطفان سے، تو قتل ہوا جو قتل ہوا اور اَسیر ہوا جو اسیر ہوا اور باقی رجوع ہوئے طرف اسلام کے۔

پھر گئے خالد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ مع اپنی جماعت کے یمامہ کی طرف واسطے قتال مسیلمہ کذاب کے آخر سنہ میں اور مقابلہ ہوا دونوں جماعت سے اور کتنے دنوں محاصرہ رہا، پھر قتل ہوا

---

(1)۔۔۔تاریخ الخلفاء: الخلیفة الأول: ابو بکر الصدیق، فصل: فیما وقع فی خلافته، ص 61

کذّاب ملعون۔ قتل کیا اس کو وحشی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قاتل حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے۔

اور ۱۲ ہجری میں بھیجا حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے علا بن حضرمی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو، بحرین کی طرف، وہاں کے لوگ مرتد ہو گئے تھے تو مقابلہ ہوا مقام جواثی میں، پس مسلمانوں کو فتح ہوئی۔

اور بھیجا عکرمہ بن ابی جہل کو، عمان کی طرف، وہاں کے لوگ بھی مرتد ہو گئے تھے۔

اور بھیجا مہاجر بن ابی امیہ کو، اہلِ بحرین کے مرتدوں کی طرف۔

اور بھیجا زیاد بن لبید کو، طائف کے مرتدوں کی طرف۔

اور بعد قتال اہلِ ردّت کے، بھیجا حضرت صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے خالد بن ولید کو، بصرہ وغیرہ کی طرف۔ (تاریخ الخلفاء للسیوطی، اخرجہ الدار قطنی وغیرہ)[1]

تنبیہ:

حضرات ناظرین! بہ مناسبت مقام ہذا ان روایتوں کو ملاحظہ فرمالیں، جو "باب دوم" کی فصل پنجم میں "وصایائے ضیغمی" سے مذکور ہو چکی ہیں۔

الغرض! حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ خلیفۂ پیغمبر نے اشاعتِ اسلام و اقامتِ دین میں وہ کوشش کی ہے جس کی کوئی نظیر دنیا میں نہیں ہے۔ اسی وجہ سے فرمایا حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے:

قسم ہے اُس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اگر ابو بکر خلیفہ نہ بنتے تو اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کی جاتی۔ (رواہ البیہقي وابن عساکر)[2]

مروی ہے ابو حُصَین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے:

---

(1)۔۔۔تاریخ الخلفاء: الخلیفۃ الأول: ابو بکر الصدیق، فصل: فیما وقع في خلافتہ، ص 61۔62

(2)۔۔۔تاریخ دمشق: عن دمشق والشام، باب ذکر بعث النبي أسامۃ قبل الموت...60/2

لَقَدقَامَ أَبُو بكرٍيَوْمَ الرِّدَّةِمقَامَ نَبِيٍ من الْأَنْبِيَاء. رواه ابن عساكر (صواعق محرقہ، تاریخ الخلفاء)[1]

فائدہ:

یعنی، اہلِ رِدّت سے مقاتلہ کرنا منصب تھا پیغمبر علیہ السلام کا جس کو ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ نے کیا؛ اس لئے وہ قائم مقام پیغمبر تھے۔ جس وقت ہر طرف سے دین میں فتنہ پیدا ہوا تو سوائے صدیق اکبر جانشین پیغمبر کے کوئی اُس کو مٹانے والا نہ تھا۔

فائدہ:

اشاعتِ اسلام کی جو کوشش حضرت صدیق نے کی وہ کسی سے نہ ہوئی:

ایک طرف مدعیانِ نبوت اسود عنسی، دوسری طرف طلیحہ بن خویلد، تیسری سجاح بنت حارث، چوتھے مسیلمہ کذاب۔ ہر سو شورش پیدا کر کے اپنی اپنی جماعت سے اسلام کو صدمہ پہنچانا چاہتے تھے، ماسوائے ان کے بحرین کے مرتدین اور عمان و مہرہ و یمن وغیرہ جزائرِ عرب کے مرتدین کا فتنہ ہر طرف سے مثل دریا کے موجزن ہو رہا تھا۔ ان کل فتنوں کو اللہ ربّ العزت جلّ شانہ نے حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ ہی کے ہاتھوں سے مٹایا اور اپنے وعدہ:

﴿مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ﴾ الآیۃ [المائدۃ: ۵۴]

---

(1)ـــتاريخ دمشق: حرف العين، عبد الله ويقال عتيق بن عثمان بن قحافة... رقم 3398، 395/30 = الصواعق المحرقة: الباب الثالث، الفصل الرابع، 243/1 = تاريخ الخلفاء: الخليفة الأول: ابو بكر الصديق، فصل: فيما ورد من كلام الصحابة والسلف الصالح في فضله، ص 50

[ترجمہ: جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا، تو عن قریب اللہ ایسے لوگ لائے گا کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا۔ (کنز الایمان)]]

کا جلوہ دکھلایا کہ حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اسلام کا سکہ جمایا اور بے دینوں و مرتدوں کو صفحۂ ہستی سے مٹایا، گمراہانِ بادیہ ضلالت کو شاہراہِ اسلام پر قائم فرمایا۔ مزید بر آں روم و شام کے پہاڑ کی سربلند چوٹیوں پر اسلامی پھریرہ لہرایا۔

کیا دنیا میں کوئی اور بھی نظیر ایسی مل سکتی ہے جو یارِ غار پیغمبر حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے مثل و ہمسر ہو؟ ہر گز نہیں۔ یہ وہ مساعیٔ جمیلہ حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ہیں جو دنیا میں کسی اور کو حاصل نہیں ہیں۔ اُن کے سبب سے جو منافق تھے وہ مخلص ہوئے، جو مرتد تھے وہ مومن ہوئے، جو مشرک تھے وہ موحد بنے، جو بے دین تھے وہ دیندار ہو گئے۔ پس خیال تو کیجئے کہ حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بار گاہِ خالق اکبر سے کس قدر اجر کے مستحق ٹھہرے!

روایت ہے ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے، کہا کہ فرمایا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کہ:

جس نے بلایا طرف ہدایت کے، ہوگا اُس کے لئے اَجر مانند اَجر اُن لوگوں کے کہ پیروی کی اُس کی اور نہ کمی ہو گی پیروی کرنے والوں کے ثواب میں۔ الحدیث رَوَاہُ مُسلم (مشکوٰۃ)[1]

پس آں حضرت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے زمانہ سے قیامت تک جس قدر اَجر تمام ایمان والوں کو ملے گا اُس قدر اجر صرف حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو ملے گا۔ اس کی مؤید ہیں وہ حدیثیں، جو اس باب کی فصل ثالث کے اخیر میں مذکور ہیں۔ فاحفظ!

---

(1) ۔۔۔ مشکاۃ المصابیح: کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب و السنۃ، الفصل الأول، رقم 158

الباب السادس/بابِ ششم

اَفضلیّت باعتبار اکثریّت ثواب کے بیان میں

الفصل الاوّل/ فصلِ اوّل:

قَالَ الشَّيخُ الدِّهلَوِي:

وَالْخُلَفَاءُ الْأَرْبَعَةُ أَفْضَلُ الْأَصْحَابِ(إلى قوله)وفَضْلُهُمْ عَلٰى تَرْتِيبِ الْخِلَافَةِ وَالْمُرَادُ بِالْأَفْضَلِيَةِ أَكْثَرِيَةُ الثَّوَاب.(تکمیل الایمان) (1)

یعنی، خلفاے اربعہ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ افضل صحابہ ہیں اور فضیلت اُن کی اوپر ترتیب خلافت کے ہے اور مراد افضلیت سے زیادہ تر ہونا ثواب میں۔

شارحِ مقاصد فرماتے ہیں:

اَلْكَلَامُ فِي الْأَفْضَلِيَةِ بِمَعْنَى الْكَرَامَةِ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَكَثْرَةِ الثَّوَابِ. انتھی (2)

[یعنی، افضلیّت سے مراد اللہ تعالیٰ کے نزدیک بزرگی اور زیادہ ثواب والا ہونا ہے۔]

شارحِ مواقف فرماتے ہیں:

(وَمَرْجِعُهَا) أی: مَرْجِعُ الْأَفْضَلِيَةِ الَّتِي نَحْنُ بِصَدَدِهَا (إِلٰى كَثْـرَةِ الثَّوَابِ) وَالْكَرَامَةِ عِنْدَاللّٰهِ تَعَالٰى(وَذٰلِكَ يَعُوْدُ إِلَى الْإِكْتِسَابِ) لِلطَّاعَاتِ (وَالْإِخْلَاصِ فِيْهَا). (3)

---

(1)۔۔۔تکمیل الایمان:فضل صحابہ اربعہ یک دیگر بد و مقام،ص134۔135

(2)۔۔۔شرح المقاصد:المقصد السادس فی السمعیات،الفصل الرابع،المبحث السادس، 3/ 526(بتصرف)

(3)۔۔۔شرح المواقف:الموقف السادس،المرصد الرابع،المقصد الخامس،404/8

[یعنی، ما نحن فیہ افضلیّت کا مرجع و معیار کثرتِ ثواب اور کرامت عند اللہ ہے، اور یہ مخلصانہ طاعات کے اکتساب سے حاصل ہوتا ہے۔]

و حضرت بحرالعلوم در "شرح فقه اکبر" می فرماید:

[حضرت بحر العلوم "شرح فقہ اکبر" میں فرماتے ہیں:]

بدانکه مراد از افضیلت اکثریت ثواب و اعظمیت مرتبه است نزد الله تعالیٰ۔ انتہی

و شیخ ابن تیمیه گفته که:

اہل سُنّت و جماعت بران اتّفاق دارند که ابوبکر اعلم اصحاب بود و بالجمله تفضیل الشیخین ثواباً و علماً مذہب جمہور اہل سُنت و جماعت است۔ انتہی (شرح فقہ الاکبر از بحر العلوم)[1]

[جان لیجئے کہ افضلیت سے مراد مفضول کے مقابلے میں ثواب کی زیادتی اور عند اللہ مرتبہ کا بڑا ہونا ہے۔

اور شیخ ابنِ تیمیہ نے کہا ہے:

اہلِ سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ ابو بکر تمام صحابہ میں اعلم ہیں، اور بالجملہ جمہور اہلِ سنت و جماعت کے نزدیک تفضیلِ شیخین سے مراد اُن کا ثواب و علم کے اعتبار سے افضل ہونا ہے۔]

الغرض! حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق کی افضلیّت و اکرمیّت عند اللہ، باعتبار اکثریتِ ثواب کے ہے اور آپ کی بہت سی خصوصیات فرداً فرداً اس پر دلائلِ قاطعہ ہیں، اُن سب کا احاطہ و اِحصا عسیر و دشوار ہے۔ اندکی از بسیاروے کے از ہزار۔ بالایجاز والاختصار اوراقِ

(1)۔۔۔: شرح فقہ اکبر: (زیر بحث افضلیت خلفائے راشدین)، ص39

ہذا میں مذکور ہوئے۔ طالبِ حق کے لیے اس قدر بھی کافی دوانی ہیں۔ واللہ ولی التوفیق۔

فائدہ:

"طبقاتِ" ابن السبکی میں جو بعض متاخرین سے تفضیلِ حضراتِ حسنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا مذکور ہے تو وہ بنابراس کے ہے کہ وہ بضعہ واولادِ رسول ہیں، اگرچہ یہ شرف جزئیت کا ذاتِ شیخین میں نہیں، ولیکن شیخین اکثر ہیں ثواباً واعظم ہیں نفعاًللمُسلِمین وَ الاِسلَام اور اَخشی اللہِ وَ اَتقی ہیں۔ لہٰذا تفضیل حضراتِ حسنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا من وجہ تفضیلِ شیخین کی قادح نہیں۔ (صواعق محرقہ)[1]

الفصل الثانی / فصلِ دوم:

آثارِ صحابہ میں، جو افضلیتِ صدیق اکبر میں وارد ہیں۔

روایت ہے حضرت محمد حنفیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے کہ کہا میں نے اپنے باپ حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے کہ کون شخص بہتر ہے بعد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے؟ فرمایا: ابو بکر، پھر کہا میں نے کہ اُن کے بعد؟ فرمایا: عمر، (کہا راوی نے کہ مجھے خوف ہوا کہ اگر اب میں پوچھوں گا تو آپ فرمائیں گے: عثمان) تو کہا میں نے کہ پھر آپ ہیں؟ فرمایا کہ نہیں ہوں میں مگر ایک شخص مسلمانوں میں سے۔ (قال ابن همام هذا اصح فی البخاری)[2]

روایت ہے ابو جحیفہ سے کہ سنا میں نے حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو مسجدِ کوفہ کے منبر پر، فرماتے تھے کہ بے شک بہتر اس امت کے بعد نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے

---

(1)۔۔۔: الصواعق المحرقة: الباب الثالث، الفصل الأول، 173/1

(2)۔۔۔: صحیح بخاری: کتاب أصحاب النبي صلی اللہ علیہ وسلم، باب قول النبي صلی اللہ علیہ وسلم: «لو کنت متخذا خلیلا»، رقم 3671

ابو بکر ہیں، پھر بہتر ان کے عمر ہیں۔ (أخرجه أبو بكر الآجري)[1]

وعنہ: کہا کہ داخل ہوا میں حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے گھر میں، پس ہا میں نے: اے بہترین مردم بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے! تو فرمایا آپ نے: ٹھہر اے ابو حنیفہ! آیا نہ خبر دوں میں تجھ کو بہترین مردم کی بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے؟ وہ ابو بکر اور عمر رضی اللہ تعالی عنہما ہیں۔ خرابی ہو تجھے اے ابو حنیفہ! نہ جمع ہوگی محبت میری اور بغض ابو بکر و عمر کا مومن کے دل میں۔ (وأخرج الحافظ أبو ذر هروي من طرق متوعة الدارقطني)[2]

وعنہ: میں اعتقاد رکھتا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ افضل امت ہیں، پس سنا میں نے لوگوں کو اس کے خلاف تو سخت غمگین ہوا میں، پس فرمایا ان سے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے بعد اس کے کہ ان کا ہاتھ تھام کر اپنے گھر میں داخل کیا ان کو کہ کس چیز نے غمگین کیا تم کو اے ابو حنیفہ! پس انہوں نے ذکر کیا قصہ، تو فرمایا آپ نے: آیا نہ خبر دوں میں تم کو بہترین امت کی؟ بہتر ان کے ابو بکر ہیں پھر عمر رضی اللہ تعالی عنہما۔ کہا ابو حنیفہ نے کہ پھر میں نے عہد کیا اللہ تعالی سے اس بات کا کہ نہ چھپاؤں گا میں اس حدیث کو، جب تک میں زندہ رہوں گا، اس کے بعد کہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے بالمشافہ یہ حدیث مجھ سے بیان فرمائی۔ رواہ الدارقطنی (صواعق محرقہ وغیرہ)[3]

اور امام احمد رضی اللہ تعالی عنہ نے ابو حنیفہ سے بطریق متعددہ روایت کی ہے۔

إني تركتها لخوف الإطناب، والتفصيل في "قرة العينين" فمن شاء فليرجع إليه

---

(1)۔۔۔الشريعة: كتاب مذهب أمير المؤمنين علي بن أبي طالب، باب ذكر مذهب أمير المؤمنين علي بن أبي طالب في أبي بكر وعمر وعثمان رضي الله عنهم، رقم 1810

(2)۔۔۔الصواعق المحرقة: الباب الثالث، الفصل الأول، 178/1

(3)۔۔۔الصواعق المحرقة: الباب الثالث، الفصل الأول، 178/1، 189

وفیہ کثیر من الاٰثار. (1)

[یعنی، مسند امام احمد بن حنبل میں موجود حضرت ابو جحیفہ کی بطرق متعدّدہ مروی، روایات کو میں نے طوالت سے بچتے ہوئے ترک کر دیا ہے اور تفصیل "قرۃ العینین" میں موجود ہے، طالبِ تفصیل اسی کی طرف رجوع کرے، اس میں بہت سے آثار و احادیث ہیں۔]

روایت ہے ابن عمر سے کہا کہ تھے ہم زمانۂ نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم میں کسی کو کسی پر فضیلت نہیں دیتے تھے۔ رواہ البخاری (2)

ابوداؤد میں ہے کہ:

ہم کہتے تھے دراں حال یہ کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم زندہ تھے کہ: افضل امت بعد نبی کے، ابو بکر ہیں، پھر عمر، پھر عثمان رَضِیَ اللہُ عَنْہُمْ۔ (مشکوۃ) (3)

ابوداؤد نے ایک باب باندھا ہے جس میں یہ حدیث کئی طریقوں سے مروی ہے۔

وعنہ کہا کہ:

جب ہم فضیلت دیتے تھے زمانۂ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم میں تو کہتے تھے کہ لوگوں میں سب سے افضل ابو بکر ہیں پھر عمر پھر عثمان اور کوئی اس پر انکار نہیں کرتا تھا۔ (تیسیر الوصول الی جامع الاصول) (4)

---

(1)۔۔۔: دیکھئے: قرۃ العینین: مسلک سوم، نوع پنجم، ص 30

(2)۔۔۔: صحیح البخاري: کتاب أصحاب النبي صلی اللہ علیہ وسلم، باب مناقب عثمان بن عفان أبي عمرو القرشي رضي اللہ عنہ، رقم 3697

(3)۔۔۔: مشکاۃ المصابیح: کتاب المناقب، باب مناقب أبي بکر، الفصل الأول، رقم 6025

(4)۔۔۔: تیسیر الوصول إلی جامع الأصول من حدیث الرسول (اختصرہ بہ: جامع الاصول لاحادیث الرسول): حرف الفاء، کتاب الفضائل، الباب الثالث، الفصل الثانی، الفرع الاول، 263/3

وعنہ کہا کہ:

ہم لوگوں کو فضیلت دیتے تھے زمانہِ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وسلّم میں، تواختیار کرتے تھے ابو بکر کو، پھر عمر کو، پھر عثمان کو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ۔ [1]

زیادہ کیا طبرانی نے کبیر میں کہ:

جانتے تھے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم اس بات کو اور انکار نہ فرماتے تھے۔ [2]

وعنہ کہا کہ:

ہم میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم موجود تھے اور ہم فضیلت دیتے تھے ابو بکر و عمر و عثمان و علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کو۔ رواہ ابن عساکر [3]

وَفِی الْیَوَاقِیتِ وَالْجَوَاهِرِ لِلْإِمَامِ الشَّعْرَانِی عَنِ الْبُخَارِی مثلَ ما رواہ أبو داوُدَ وَ زَادَ:

ثُمَّ عَلِیٍ وَلَا یُنکِرُ ذٰلِکَ عَلَیْنَا. انتھی [4]

[یعنی، "الْیَوَاقِیت وَالْجَوَاهِر "للشعرانی میں بخاری کے حوالہ سے اسی کے مثل ہے جو ابو داوٗد نے روایت کیا ہے، بلکہ اتنا زیادہ کیا: پھر حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور اس پر ہم پر کوئی انکار نہیں کرتا تھا۔]

روایت ہے ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے کہا کہ:

---

(1)۔۔: المعجم الکبیر: باب العین، رقم 13131، 12/284

(2)۔۔: المعجم الکبیر: باب العین، رقم 13132، 12/285

(3)۔۔: تاریخ دمشق: المستدرك من حرف الجیم، جسر بن الحسن... رقم [9786]، 72/97= تاریخ دمشق: حرف العین، عبداللہ ویقال عتیق بن عثمان بن قحافۃ... رقم 3398، 30/346۔347

(4)۔۔: الیواقیت والجواہر میں «ثم علي» کا لفظ نہیں مل سکا، دیکھئے: الیواقیت والجواہر: الجزء الثانی، المبحث الثالث والاربعون، ص 437

تھے ہم گروہ اصحابِ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دراں حال یہ کہ ہم بہت لوگ تھے کہتے تھے ہم کہ افضل اس امت کے بعد اپنے نبی کے، ابو بکر ہیں، پھر عمر، پھر عثمان، پھر ہم سکوت کرتے تھے۔ رواہ ابن عساکر[1]

روایت ہے زہری سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حسان بن ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے کہ:

کیا ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی تعریف میں تم نے کچھ کہا ہے؟ اُنہوں نے کہا کہ ہاں! آپ نے فرمایا: کہو! ہم سنیں گے۔ پس حسان نے کہا:

وَثَانِی اثْنَیْنِ فِی الْغَارِ الْمُنِیْفِ وَقَدْ

طَافَ الْعَدُوُّ بِہٖ اِذْ صَعِدَ الْجَبَلَا

وَکَانَ حُبُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ قَدْ عَلِمُوْا

مِنَ الْبَرِیَّۃِ لَمْ یَعْدِلْ بِہٖ رَجُلَا

ترجمہ: ابو بکر دوسرا دو میں کا بلند یا تنگ غار میں تھے اور تحقیق کہ پھرتے تھے اُس پر دشمن جس وقت کہ وہ چڑھے پہاڑ پر اور تھے وہ محبوب رسول اللہ کو، تحقیق کہ جانا سب لوگوں نے کہ لوگوں میں سے نہیں بزرگی دی حضور نے برابر ابو بکر کے کسی کو۔

پس ہنسے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم حتی کہ ظاہر ہوئے دندان مبارک آپ کے، پھر فرمایا آپ نے: سچ کہا تم نے اے حسان! وہ ایسے ہی ہیں جیسا کہا تم نے۔ (صواعق محرقہ۔ ورواہ الحاکم عن حبیب ابن ابی حبیب۔ قرۃ العینین)[2]

---

(1)۔۔۔تاریخ دمشق: حرف العین، عبداللہ ویقال عتیق بن عثمان بن قحافۃ...، رقم 3398، 346/30

(2)۔۔۔الصواعق المحرقۃ: الباب الثالث، الفصل الرابع، 242/1= المستدرک علی الصحیحین: کتاب معرفۃ الصحابۃ، ابو بکر بن ابی قحافۃ، برقم 4413= قرۃ العینین: مسلک سوم، ف: اقوال حسان، ص 34

الفصل الثالث / فصل سوم:

جس نے فضیلت دی کسی کو شیخین پر وہ مفتری ہے، اس پر حدِ افترا ہے:

فرمایا حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَهٗ نے کہ:

بہتر اس امت کے بعد اپنی نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے، ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ ہیں جس نے کہا سوائے اس کے (یعنی کسی اور کو فضیلت دی) پس وہ مفتری ہے اس پر حدِ افترا ہے۔ رواہ احمد وغیرہ[1]

وعنہ رواہ ابو یعلی، فرمایا کہ:

نہ فضیلت دے مجھ کو کوئی ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه پر، ورنہ ماروں گا میں اس کو حدِ افترا۔ رواہ احمد، اخرجه ابو عمر فی الاستیعاب عَنِ الْحَکَمِ بْنِ جَحْلٍ (قرة العینین وغیرہ)[2]

اور بعض روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

خبر دار ہو! پہنچی ہے مجھ کو یہ خبر کہ لوگ فضیلت دیتے ہیں مجھ کو ابو بکر و عمر پر، پس جس کو پاؤں گا میں کہ وہ فضیلت دیتا ہے مجھ کو ابو بکر و عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهما پر، مگر ماروں گا میں اس کو حدِ افترا۔ صَحَّحَهُ الذّهبی[3]

وَفِی رِوَایَةٍ:

نہ پاؤں گا میں کسی کو کہ وہ فضیلت دیتا ہو مجھ کو ابو بکر و عمر پر، مگر ماروں گا میں اس کو حدِ

---

(1)۔۔۔:فضائل الصحابة:باب مسئل عن قول علي بن أبي طالب وغيره،رقم1، 83/49= الصواعق المحرقة: الباب الثالث، الفصل الثاني، 196/1

(2)۔۔۔:الاستيعاب في معرفة الأصحاب:، باب عبد الله، رقم (1633) عبد الله بن أبي قحافة، أبو بكر الصديق، 973/3=قرة العینین: مسلک سوم، ف: آثارِ مرتضی، ص 31

(3)۔۔۔:فضائل الصحابة: فضائل أمير المؤمنين عمر بن الخطاب، رقم 387، 294/1

افترا۔أخرجه الدَّارَقُطنِي(صواعق محرقہ) (1)

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى:

تحقیق حضرت عمر چڑھے منبر پر، پھر فرمایا کہ:

خبردار! بے شک افضل اِس امت کے بعد اُن کے نبی کے ابو بکر ہیں پس جو کہے سوائے اس کے پس وہ مفتری ہے اس پر وہ حد ہے جو مفتری پر ہے۔رواہ ابن عساکر (2)

و اخرج ایضاً عنه[ابن أبي ليلى]، کہا کہ فرمایا حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه نے کہ: نہ فضیلت دے گا مجھ کو کوئی ابو بکر و عمر پر، مگر ماروں گا میں اس کو حدِ افترا۔(تاریخ الخلفاء) (3)

روایاتِ شیعہ ہم بریں معنی:

کتبِ شیعہ میں بھی اس مضمون کی روایتیں موجود ہیں۔چناں چہ "کشی" و"افاداتِ معلم"میں مرقوم ہے کہ:

خطبہ پڑھا جناب امیر نے کہ:

جو کوئی ہم کو شیخین پر ترجیح دے گا، اس کو حد افترا کی اَسی (۸۰) کوڑے ماروں گا اور جو کوئی خلفاے ثلاثہ کو بُرا کہے گا اس کو دڑے لگاؤں گا۔انتہی (4)

الفصل الرابع / فصل چہارم:

ائمہ دین کے اقوال میں:

---

(1)۔۔۔:الصواعق المحرقة:الباب الثالث، الفصل الأول، 177/1

(2)۔۔۔:تاريخ دمشق:حرف العين،عبد الله ويقال عتيق بن عثمان بن قحافة... رقم3398 ، 343_342/30

(3)۔۔۔:تاريخ الخلفاء:الخليفة الأول:ابو بكر الصديق،فصل:في أنه أفضل الصحابة وخيرهم،ص 39

(4)۔۔۔:رجال کشی وافاداتِ معلم:

حضرت سفیان ثوری رَحمۃُ اللہ عَلَیہ فرماتے تھے کہ:

جس نے گمان کیا کہ حضرت علی اَحق بالولایت ہیں ابو بکر و عمر رَضِیَ اللہ تعَالٰی عَنہما سے تو اُس نے خطاوار ٹھہرایا ابو بکر و عمر اور مہاجرین و انصار رَضِیَ اللہ تعَالٰی عَنھُم کو اور نہیں دیکھتا میں یعنی، نہیں اعتقاد کرتا میں اس بات کا کہ باوجود اس اعتقاد کے اُس شخص کا عمل اُٹھایا جائے آسمان کی طرف (یعنی، درجہِ قبولیت کو پہنچے)۔ (رواہ ابو داؤد)[1]

فائدہ:

یہ مقام کس قدر تنبیہ کا ہے۔ حضرت سفیان ثوری سر گروہِ اولیاو کبار تابعین سے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ:

تفضیلیہ کا کوئی عمل ہی مقبول نہیں، اس وجہ سے کہ اس نے اپنے اِعتقاد سے تمام مہاجرین و انصار کو خطاوار و غلط کار ٹھہرایا۔ اَللّٰھُمَّ احفَظْنَامِنْ سُوْءِالْاِعْتِقَادِ

روایت ہے، حضرت عمار بن یاسر رَضِیَ اللہ تعَالٰی عَنہ نے فرمایا کہ:

جس نے فضیلت دی ابو بکر و عمر پر کسی کو اصحاب رسول اللہ صَلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم سے، پس تحقیق کہ اُس نے عیب لگایا مہاجرین و انصار پر۔ رواہ الطبراني في الأوسط (تاریخ الخلفاء)[2]

اور فرمایا حضرت کَرَّمَ اللہُ وَجْھَہٗ نے، بجواب ابو سفیان بن حرب کے:

إِنَّا وَجَدْنا أبا بكر أهلاً لها. ہم نے پایا ابو بکر رَضِیَ اللہ تعَالٰی عَنہ کو واسطے خلافت کے سزاوار۔ أخرج الحاكم وصححه الذهبي. (تاریخ الخلفاء)[3]

---

(1)۔۔۔سنن أبي داود: کتاب السنة، باب في التفضيل، رقم 4630

(2)۔۔۔تاريخ الخلفاء: الخليفة الأول: ابو بكر الصديق، فصل: في أنه أفضل الصحابة وخيرهم، ص 40

(3)۔۔۔تاريخ الخلفاء: الخليفة الأول: ابو بكر الصديق، فصل: في الأحاديث والآيات المشيرة إلى خلافته وكلام الأئمة في ذلك، ص 55

حضرت محبوبِ سبحانی غوث الصمدانی سیّدنا محی الدین عبد القادر جیلانی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ فرماتے ہیں:

قال اللہ تعالیٰ:

﴿وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ﴾ یعنی، پروردگار تیرا پیدا کرتا ہے، جو کچھ چاہتا ہے اور پروردگار تیرا برگزیدہ کرتا ہے، جسے چاہتا ہے۔(مدارک) (1)

پس اللہ تعالیٰ برگزیدہ کرتا ہے ہر شے سے چار کو، پھر برگزیدہ فرماتا ہے چار سے ایک کو (الی قولہ) اور برگزیدہ کیا صحابہ سے چار کو: ابو بکر و عمر و عثمان و علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُمۡ کو، پھر برگزیدہ فرمایا اُن میں سے ابو بکر کو۔(غنیہ)(2)

اور فرمایا امامنا الاعظم ابو حنیفہ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ نے:

بہترین مردم بعد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم کے ابو بکر صدیق ہیں، پھر عمر بن الخطاب، پھر عثمان بن عفان، پھر علی بن ابی طالب رِضۡوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَنۡہُمۡ اَجۡمَعِیۡن۔(فقہ اکبر) (3)

کہا ملا علی قاری رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ نے:

وہ بہترین اولیا ہیں اولین و آخرین سے یعنی، صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ۔(شرح فقہ اکبر) (4)

فَكُلُّ ذَالِكَ مِمَّا وَرَدَتْ بِهِ الْأَخْبَارُ وَشَهِدَتْ بِهِ الْآثَارُ [فَمَنِ اعْتَقَدَ جَمِيعَ ذٰلِكَ مُوْقِنًا

---

(1)۔۔۔:مدارك التنزيل وحقائق التأويل: سورة القصص، زیرِ آیت ۶۸، 654/2

(2)۔۔۔:الغنية لطالبي طريق الحق عز وجل: القسم الثالث في المجالس، مجلس في فضل شهر شعبان، (فصل) قال الله تعالى: {وربك يخلق مايشاء ويختار}، 340/1

(3)۔۔۔:الفقه الاكبر: المفاضلة بين الصحابة، ص 37

(4)۔۔۔:منح الروض الازهر شرح الفقه الاكبر، المفاضلة بين الصحابة، ص 108

بِهٖ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْحَقِّ وَعِصَابَةِ السُّنَّةِ وَفَارَقَ رَهْطَ الضَّلَالِ وَحِزْبَ الْبِدْعَةِ]

[یعنی، وہ تمام اخبار و روایات، احادیث و آثار جو وارد ہوئیں ہیں جو اعتقاد رکھے ان سب پر یقین کے ساتھ وہ اہلِ حق سنّت وجماعت سے ہے اور وہ جدا ہے جماعتِ اہلِ ضلال و گروہِ اہلِ بدعت سے۔

فَنَسْأَلُ اللهَ تعالى كَمَالَ الْيَقِينِ وَحسنَ الثَّبَاتِ فِي الدِّينِ لنا ولِكَافَّةِ الْمسلمين برحمته إِنَّهُ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ. (قواعد العقائد غزالی) (1)

[یعنی، ہم اللہ تعالیٰ سے یقینِ کامل اور دین میں ثابت قدمی کا سوال کرتے ہیں اپنے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے، بے شک وہ ارحم الراحمین ہے۔]

حضرت محی الدین ابن عربی "فتوحات" میں اور عبد الوہاب شعرانی "الیواقیت والجواہر" میں فرماتے ہیں:

أفضلُ الأولياءِ المحمديين أبوبكر، ثم عمر، ثم عثمان ثم علي رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ اَجْمَعِيْن. (2)

[یعنی، اُمت محمدیہ کے افضل ترین اولیا حضرت ابو بکر، پھر عمر، پھر عثمان اور پھر علی رَضِیَ اللهُ عَنْهُمْ ہیں]

خلاصہ یہ کہ جمہور اہلِ حق علمائے اہلِ سنّت وجماعت فرماتے ہیں کہ:

حق یہ ہے کہ افضل صحابہ بعد رسول اللہ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّم کے ابو بکر صدیق ہیں، پھر عمر فاروق، پھر عثمان ذی النورین، پھر علی مرتضیٰ ہیں رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ، فضیلت اُن کی اوپر ترتیبِ خلافت کے ہے۔ كما هو مصرّح في المعتبرات۔ (بدء الامالی، ضوء

(1)۔۔۔: قواعد العقائد: معنى الكلمة الثانية وهي الشهادة للرسول بالرسالة، ص 70۔71

(2)۔۔۔: اليواقيت والجواهر في بيان عقائد الأكابر: المبحث الثالث والاربعون، الجزء الثاني، ص 437

المعالی، تکمیل الایمان، شرح عقائد نسفی، شرح عقائد عضدیۃ)[1]

قال اھلُ السُنَّۃِ و الجماعۃِ: انَّ افضلَ الخلقِ بعدَ الانبیاءِ و المرسلین و الملائکۃ کان ابابکرٍ ثمَّ عمرَ ثمَّ عثمانَ ثم علیاً رِضوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن. (تمھید ابی شکور سالمی)[2]

[یعنی، اہل سنت وجماعت کا یہ قول ہے کہ انبیاو مرسلین اور ملائکہ کے بعد مخلوق میں حضرت ابو بکر، پھر عمر، پھر عثمان، پھر علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ افضل ترین ہیں۔]

قال علامۃ النسفی:

افضل بشر بعد ہمارے نبی کریم کے ابو بکر صدیق ہیں پھر عمر فاروق، پھر عثمان ذی النورین، پھر علی مرتضی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ اور خلافت بھی اسی ترتیب پر ہے۔ اور کہا اس کے شارح علامہ سعد الدین تفتازانی نے ایسا ہی۔[3]

اور اقرار کیا اس کا علامہ خیالی نے "حاشیہ شرح عقائد" میں[4]

اور کہا "شرح مقاصد" میں مثل اس کلام کے۔[5]

وَلَقَدْ تَوَاتَرَتِ النُّقُوْلُ عَنِ الْعُلَمَاءِ الرَّاسِخِیْنَ الْفُحُوْلِ فَمِنْ ذٰلِکَ مَا ذَکَرَہُ أَحَدُ

---

(1)۔۔۔:متن بدء الأمالي (مجموع المتون الكبير. مشتمل على 63 متناً من مهمات المتون في مختلف العلوم والفنون) ص21 =ضوء المعالی علی منظومة بدء الامالی، ص91 = تکمیل الایمان: فضل صحابه اربعه یک دیگر بد و مقام، ص134۔135 =شرح العقائد النسفیه: ص321تا324 = شرح العقائد العضدية: ص213تا219

(2)۔۔۔:تمهید ابی شکور السالمی: الباب الحادی عشر، القول السادس، ص165

(3)۔۔۔:شرح العقائد النسفیه: ص321تا324

(4)۔۔۔:المجموعة السنیة علی شرح العقائد النسفیة ((رمضان آفندی۔ الکستلی۔ الخیالی)): بحث افضل البشر بعد الانبیاء، ص575

(5)۔۔۔:شرح المقاصد: المقصد السادس فی السمعیات، الفصل الرابع، المبحث السادس، 518/3

ثمة المرجح من القول الصحيح الراجح أعني به: الكمال بن همام في كتابه المسمى بـ المسايرة في علم التوحيد وشرحها لتلميذه المحقق ابن ابی شريف:

أن فضل الصحابة الأربعة على حسب ترتيبهم في الخلافة: أبو بكر، ثم عمر، ثم عثمان، ثم علي رضي الله عنهم.[1]

[یعنی، علمائے راسخین سے متواتراً منقول ہے، من جملہ ائمہ ترجیح میں سے ایک یعنی، کمال بن ہمام اپنی کتاب "المُسَايِرَة فِي علمِ التَّوحِيد" اور آپ کے شاگرد محقق ابن ابی شریف اس کی شرح (المسامرة في شرح المسايرة في علم الكلام) میں ذکر کرتے ہیں کہ:

خلفائے اربعہ کی ترتیب فضیلت وہی ہے جو ان کی ترتیب خلافت ہے یعنی، ابو بکر، پھر عمر، پھر عثمان، پھر علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ۔]

اس لیے کہ حقیقت میں فضل و بزرگی اُس کے لئے ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک افضل ہو اور اُس پر کوئی مطلع نہیں ہوتا سوائے اللہ کے رسول کے بسبب مطلع فرمانے حق سبحانہ تعالیٰ کے اور تحقیق کہ وارد ہوئی ہے نبی صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّم سے تعریف و ثنا اُن سب کی۔ اور نہ ثابت ہوتی حقیقتِ تفضیل بعض صحابہ کی بعض پر، اگر نہ ہوتی دلیل سمعی پہنچی ہم کو دلالتِ قطعیہ وسندِ صحیح کے ساتھ۔ (صواعق محرقہ)[2]

اور حدیثیں و دلائلِ تفضیل اس کتاب میں مذکور ہو چکے ہیں۔ فَتَدَبَّرْ!

امام غزالی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں کہ:

---

(1)۔۔۔:المسامرة في شرح المسايرة في علم الكلام:الركن الرابع في السمعيات،الاصل الثامن،165/2

(2)۔۔۔:الصواعق المحرقة:الباب الثالث،الفصل الأول،175/1

بے شک بزرگی صحابہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنھُم کی، بنابر ترتیب خلافت کے ہے، اس واسطے کہ حقیقت بزرگی کی وہ ہے کہ جو بزرگ عند اللہ ہے اور اس پر کوئی مطلع نہیں ہوتا سوائے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اور تحقیق کہ وارد ہوئی ہے تعریف صحابہ کی آیات واخبارِ کثیرہ میں اور جز ایں نیست کہ پاتے ہیں دقائق فضل وترتیب کو وہ جنہوں نے مشاہدہ کیا ہے وحی وتنزیل کو ساتھ اس کے قرائن احوال ودقائق تفضیل کے۔ پس اگر ان لوگوں نے نہ سمجھا ہوتا اُن باتوں کو تو ہرگز نہ ترتیب دیتے اس امر کو؛ اس لئے کہ وہ ایسے لوگ تھے کہ ان کو کسی ملامت کرنے والی کی ملامت کا ڈر نہ تھا اور نہ اُن کو کوئی امر حق سے پھیر سکتا تھا۔ (قواعد العقائد: رکن رابع، اصل ثامن) (1)

کہا شارح مواقف نے کہ پایا ہم نے اپنے سلف کو کہ انہوں نے فرمایا:

بے شک افضل ابو بکر ہیں، پھر عمر، پھر عثمان، پھر علی اور حسنِ ظن ہمارا جو ساتھ سلف کے ہے، وہ مقتضی ہے اس کا کہ وہ لوگ اگر نہ پہچانتے اس امر کو تو ہرگز اتفاق نہ کرتے اُس پر، پس واجب ہوئی ہم پر اتباع اُن کی اس قول میں۔ (شرح مواقف) (2)

الفصل الخامس:

در بیان اجماعِ اُمت کے- کَثَّرَ اللہُ سَوَادَھُم-۔

جان تو! تحقیق کہ وہ چیز کہ مطابق اور موافق ہوئے اس پر عظمائے ملت وعلمائے اُمت:

أَن أفضل هَذِهِ الأُمَّة أَبُو بكر الصّديق ثُمَّ عمر.

[یعنی، اس اُمت میں سب سے افضل حضرت ابو بکر اور پھر حضرت عمر ہیں۔]

---

(1)۔۔۔قواعد العقائد: الرُّكن الرَّابع في السمعيات وتصديقه صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فِيمَا أخبر عَنهُ، الأَصل الثَّامن، ص 228۔229

(2)۔۔۔شرح المواقف: الموقف السادس، المرصد الرابع، المقصد الخامس، 405/8

پھر اختلاف ہے، پس اکثر علما جن میں امام شافعی و امام احمد ہیں اور یہی مشہور مذہب ہے امام مالک کا۔

أن الأفضل بعدهما عثمان ثم علي رَضِيَ اللہُ عَنهم. [کہ شیخین کے بعد حضرت عثمان اور پھر حضرت علی افضل ہیں۔رَضِيَ اللہُ عَنهم۔](صواعق محرقہ)(1)

أجمع أهل السنة: أن أفضل الناس بعد رسول اللہِ عَلَيهِ الصَّلاةُ وَالسَّلام أبو بكر، ثم عمر، ثم عثمان، ثم علي. (تاریخ الخلفاء)(2)

[یعنی، اہلِ سنت کا اجماع ہے کہ نبی کریم صَلَّى اللہُ تَعَالٰی عَلَيهِ وَسَلَّم کے بعد تمام لوگوں میں افضل، حضرت ابو بکر صدیق، پھر عمر بن خطاب فاروقِ اعظم، پھر عثمان بن عفان ذوالنورین، پھر علی بن ابی طالب المرتضی رِضوانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَيهِم أجمَعِين ہیں۔]

وَنَقَلَ عَلَيهِ الإجمَاعَ عُمدَةُ الحُفَّاظِ وَالمُحَدِّثِينَ أبُو الفَيضِ محمد بن محمد على الفاسي. كذافي "جواهر الأصول في علم حديث الرسول".(3)

وهكذا في "المواهب اللدنيه".(4)

وفي الفاسي "شرح دلائل الخيرات" هكذا.(5)

[یعنی، عُمدَةُ الحُفَّاظِ وَالمُحَدِّثِين ابو الفیض محمد بن محمد علی الفاسی نے (نبی کریم صَلَّى اللہُ تَعَالٰی عَلَيهِ وَسَلَّم کے بعد تمام لوگوں میں، حضرت ابو بکر صدیق، پھر عمر بن خطاب فاروقِ

---

(1)۔۔۔:الصواعق المحرقة: الباب الثالث، الفصل الأول، 169/1

(2)۔۔۔:تاريخ الخلفاء: الخليفة الأول: ابو بكر الصديق، فصل: في أنه أفضل الصحابة وخيرهم، ص38

(3)۔۔۔:جواهر الأصول في علم حديث الرسول: القسم الرابع في اسماء الرجال...، الاصل السادس، ص105

(4)۔۔۔:المواهب اللدنية: المقصد الرابع، الفصل الثانی، القسم الرابع، 279/2

(5)۔۔۔:مطالع المسرات بجلاء دلائل الخيرات: اسماء سيدنا و مولانا محمد، ص150

اعظم، پھر عثمان بن عفان ذوالنورین، پھر علی بن ابی طالب المرتضی رِضوَانُ اللهِ تَعالٰی عَلَیهِمْ اَجمَعِین کے افضل ہونے پر اجماع نقل کیا ہے)، جیسا کہ "جواهر الأصول فی علم حدیث الرَسول" میں ہے۔ ایسا ہی "المواهب اللَدنیه" اور "شرح دلائل الخیرات" للفاسی میں ہے۔]

اور فرمایا رئیس الحفّاظ سیّد المحدّثین ابوزکریا نووی نے کہ:

صحیح قولِ جمہور ہے مقدّم کرنا حضرت عثمان کا حضرت علی پر، اسی وجہ سے اختیار کیا صحابہ نے حضرت عثمان کو واسطے خلافت کے اور مقدّم کیا اُن کو اور وہ زیادہ جاننے والے اور زیادہ پہچاننے والے تھے اُن کے مراتب کے۔ (تہذیب الاسماء واللغات) (1)

مسلم میں ہے کہ:

تقدیم ابو بکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنه کی نماز میں اس بات کے اتفاق کے ساتھ کہ سنت ہے مقدّم ہونا قوم پر اُس شخص کا جو افضل ہو اُن میں ازروئے علم و قراءت و خلق و ورع کے (تو جب کہ حضرت ابو بکر رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنه مقدّم کئے گئے قوم پر واسطے امامت کے) تو یہی دلیل ہے ان کی افضلیت پر۔ انتھی، کمامر تفصیله

روایت ہے زعفرانی سے کہا کہ سُنا میں نے امام شافعی رَحْمَةُ اللهِ عَلَیه کو فرماتے تھے کہ:

اجماع کیا لوگوں نے خلافت پر ابو بکر صدیق اور یہ اس وجہ سے کہ وہ لوگ مضطر و بے بس ہوئے بعد رسول اللہ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیهِ وَسَلَّم کے، پس اُنہوں نے نہیں پایا ظاہر آسمان کے نیچے بہتر ابو بکر سے، پس جھکادیں اُن کے آگے سب نے گردنیں اپنی۔ رَوَاہ البَیهَقِي (صواعق محرقہ وغیرہ) (2)

---

(1)۔۔۔تهذیب الأسماء واللغات: القسم الأول، فصل فی حقیقة الصحابی والتابعی وبیان فضلهم، 15/1

(2)۔۔۔الصواعق المحرقة: الباب الأول، الفصل الثانی، 40/1

شبہ:

اب ایک اور امر بھی قابلِ تحقیق ہے، وہ یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا ترتیب فضیلت کی من کل الوجوہ ہے یعنی، جو افضل ہے وہ ہر بات میں افضل ہے یا مفضّل علیہ کو افضل پر کسی وجہ سے فضیلت ہو سکتی ہے۔

دفع:

مفضّل علیہ کو من وجہ کسی فضیلتِ خاص میں اپنے افضل پر ترجیح ہو سکتی ہے۔

مثال: جیسے حضور سرورِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت ابو عبیدہ ابن جراح کو "امین الامۃ" اور حضرت زبیر کو "اپنا حواری" اور حضرت خالد بن ولید کو "سیف من سیوف اللہ" فرمایا۔ وَقِسْ عَلٰی ھٰذَا۔ پس یہ فضلِ جزئی فضلِ کلّی کے معارض و منافی نہیں، نہ فضلِ کلّی کے قادح ہو سکتا ہے۔ اس سبب سے کہ یہ فضیلت من وجہ خاص بات میں ہے۔

یوں اگر دیکھا جائے تو صحابہ کرام میں فرداً فرداً ایسے خصائص موجود ہیں جو اُن کے غیر میں نہیں، مگر بسبب ایک خصوصیت کے اُن کو فضلِ کلّی پر ترجیح نہیں۔ نہ مقتدایانِ دین سے کوئی اس کا قائل ہوا، اگرچہ اُن کو فضلِ جزئی کا شرف حاصل ہے جس سے وہ مفتخر و ممتاز ہیں، بارگاہِ رسالت سے اُن کو یہ شرف حاصل ہے۔

عَنْ اَنَسٍ، اَنَّ النبی صلی اللہ عَلَیْہِ وَسلم قَالَ:

[حضرت انس سے روایت ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:]

ارحم امتي بامتي أبو بكر وأشدهم في دين الله عمر وأصدقهم حياء عثمان واقرؤهم لكتاب الله أبي بن كعب وافرضهم زيد بن ثابت واعلمهم بالحلال والحرام معاذ بن جبل وَلكل امة أمين وَامين هٰذه الأمة أبو عبيدة بن الجراح. اخرجه أحمد

وَالتِرْمِذِيّ وَابن ماجة وَابن حبان وَالْحَاكِم وَالْبَيْهَقِي.

وَفِي رِوَايَة الطَبَرَانِي فِي الأَوْسط....وأقضى أمتي عَلِيّ بن أبي طَالب....وَقد أوتي عُوَيمر عبَادَة يَعْنِي أَبَا الدَرْدَاء.

وفی روایة ابن عَسَاكِر....وأصدقهم لهجة أبو ذر.

وفی روایة الْعقيلِيّ... وابو هُرَيْرَة وعَاء من الْعلم وسلمان عَالم لَا يدرك.(صواعق)[1]

وفی روایة:سَلْمَان منا آل الْبَيْت وغیر ذٰلک.[2]

[یعنی، میری اُمت میں سب سے رحم دل آدمی ابو بکر، سب سے زیادہ سختی سے دین پر عمل کرنے والا عمر، سب سے زیادہ حیادار عثمان غنی، سب سے اچھا قرآن کا قاری ابی بن کعب، سب سے زیادہ فرائض کا جاننے والا زید بن ثابت، سب سے زیادہ حلال و حرام کا علم رکھنے والا معاذ بن جبل ہے اور ہر اُمت کا ایک امین ہوتا ہے اور اِس امت کے امین ابو عبیدہ بن جراح ہے۔ امام احمد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم اور بیہقی نے اسے روایت کیا ہے۔

اور طبرانی کی ایک روایت میں جو معجم الاوسط میں بیان ہوئی ہے، اتنا زیادہ کیا ہے کہ..... میری اُمت کا سب سے بڑا قاضی علی بن ابی طالب ہے،... اور عُوَیمر یعنی، ابو دردا کو عبادت سے سب سے زیادہ حصہ ملا ہے۔

اور ابن عساکر کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ... سب سے زیادہ زبان کا سچا ابو ذر غفاری ہے۔

اور عقیلی کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ابو ہریرہ علم کا برتن اور سلمان فارسی اس کا

---

(1)۔۔۔:الصواعق المحرقة: الباب الثالث، الفصل الثالث، 1/226۔227

(2)۔۔۔:الصواعق المحرقة: المقصد الخامس، تَتِمَة، 2/556

بجز خار ہے۔

اور ایک روایت یوں بھی ہے کہ سلمان فارسی میرے اہل بیت سے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ ا

سب سے زیادہ حضرت زید کو یہ شرف حاصل ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں اُن کا نام صراحۃً ذکر فرمایا۔ اے حضرات اصحابہ تو صحابہ رسول ہیں، جن کا ادنیٰ شرف یہ ہے کہ حضور سرورِ انبیا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اُن کے حق میں فرمایا:

لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَآنِي أَوْ رَأَى مَنْ رَآنِي. (۱)

[یعنی، جہنم کی آگ کسی ایسے مسلمان کو نہیں چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا، یا کسی ایسے شخص کو دیکھا جس نے مجھے دیکھا ہے۔]

عامہ امت کو من وجہ وہ شرفِ خاص حاصل ہوا جو صحابہ کو نہیں یعنی، ایمان بالغیب اگرچہ عامہ امت کو ایمان بالغیب کا شرف حاصل ہے مگر یہ فضلِ جزئی صحابہ کے فضلِ کُلّی پر راجح نہیں ہو سکتی، یہ ایک فضیلت اُن کے تمام فضائل پر غالب نہیں ہو سکتی۔

درحدیث آمده که پرسیدند یا رسول الله هیچ یکی از ما که بتو ایمان آورده ایم و همراهٔ تو جهاد کرده بهتر باشد؟ فرمود نَعَم قومی که بعد از شما بیایند و نادیده بمن ایمان آرند بهتر از شما بیایند(الی قوله)مراد باین خیریت که پسینانرا اثبات کرده اند از وجه خاص است که ایمان بغیب آورده باشد و لیکن فضل کلی صحابه را ست و فضل جزئی بافضل کلی۔

(۱)۔۔۔سنن الترمذي: أبو اب المناقب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء في فضل من رأى النبي صلى الله عليه وسلم و صحبه، رقم 3858

منافات ندارد۔(تکمیل الایمان)[1]

[یعنی، حدیث میں آیا ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم سے دریافت کیا گیا کہ یارسول اللہ! کیا ہم سے بھی کوئی بہتر ہو سکتا ہے کہ ہم آپ پر ایمان لائے اور آپ کے ساتھ جہاد کیا؟ فرمایا: ہاں! تمہارے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو مجھے دیکھے بغیر مجھ پر ایمان لائے گے وہ تم سے بہتر ہوں گے . . . . . . جس "بہتری" کو بعد والوں کے لیے ثابت کیا گیا ہے اُس سے مراد ایک خاص جہتِ یعنی ایمان بالغیب کی وجہ سے ہے، لیکن فضیلتِ کلی تو صحابہ کو ہی حاصل ہے اور فضیلتِ جزئی و کلی کے مابین کوئی منافات نہیں ہے۔]

منقول ہے کہ ابو عبد الرحمن سے لوگوں نے پوچھا کہ:

حضرت امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ افضل ہیں یا عمر بن عبد العزیز رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ؟ پس کہا انہوں نے: قسم ہے خدا کی جو غبار داخل ہوا ہے امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے گھوڑے کی ناک میں (وقت جہاد کے)، ساتھ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے، وہ ہزار درجہ افضل ہے عمر بن عبد العزیز سے۔ غزوہِ حنین وغیرہ میں ساتھ رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے، اُنہوں نے جہاد کیا ہے۔ نماز پڑھی امیر معاویہ نے، پیچھے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے، تو کہا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے: سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ، پس کہا امیر معاویہ نے: رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد، پس اُس شرف کے بعد کون بزرگی زیادہ ہے![2]

ابن مبارک نے کہا:

---

(1)۔۔:تکمیل الایمان:پنج تن فاضلترین رسل اند،ص133۔134

(2)۔۔:تطهیر الجنان واللسان عن الخطور والتفوه بثلب سیدنا معاویه بن ابی سفیان:الفصل الثانی،ص47

امیر معاویہ کی شان میں قطعِ نظر اُن کی ذات سے، اُن کے گھوڑے کی ناک کی مٹی، جب افضل ہے ہزار درجہ عمر بن عبد العزیز سے، تو اُن کی ذات کا شرف کیا ہوگا!

(تطهير الجنان واللسان عن الخطور والتفوه بثلب سيدنا معاويه بن ابى سفيان لا بن حجر)[1]

جو شرف ہے اصحابِ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کا، وہ دوسروں کو میسر نہیں۔ کوئی ولی صاحبِ کمال اُن کے مرتبہ کو پہنچ نہیں سکتا۔ عند اللہ جس قدر اجر کے وہ مستحق ہیں، اُس قدر کسی کو حاصل نہیں ہوسکتا۔ اگر کوئی مثلِ جبلِ اُحد کے سونا راہِ خدا میں خرچ کردے تو صحابہ رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے ڈھائی پاؤ یا سوا پاؤ اناج کے اجر کو نہیں پہنچ سکتا۔ کَمَا وَرَدَ فِی الْخَبَرِ، ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ

الغرض! جناب رحمۃ اللعالمین نے ہم غریبوں کو بھی یہ سرفرازی بخشی، اگرچہ ہم پسینانِ امت کے لئے صحابہ کرام کی اقتدا و اتباع موجبِ ہدایت ہے ہم تابع وہ ہمارے متبوع، مگر ہم غریبوں کی گلیمِ شکستہ میں بھی ایک دُرِّ بے بہا ہے یعنی، ایمان بالغیب جو ہمارے لئے مایہ فخر ہے- فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ- مگر یاد رہے کہ یہ فضلِ جزئی ہمارا صحابہ رسول کے سارے کمالات پر سبقت نہیں لے جاسکتا۔ اُن کے لئے لاکھوں در شاہوار ہیں، اُنہوں نے اپنے آئینۂ دل کو پرتَوِ نورِ شمعِ رسالت سے مجلّٰی و منوّر کیا اور وہ نور اُن کا اقطارِ ارض میں تاباں و درخشاں و نور افشاں ہوا کہ جس سے اب ہم اقتباسِ نور کررہے ہیں اور متمتع و مستفیض ہو رہے ہیں- جَزَاھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنَّا خَیْرَ الْجَزَاءِ -۔

اے حضرات! تفضیلِ شیخین محض اس بنا پر نہیں ہے کہ وہ شریف خاندان یا شجاع و

---

(1)۔۔۔تطهير الجنان واللسان عن الخطور والتفوه بثلب سيدنا معاويه بن ابى سفيان:الفصل الثانى، ص47

بہادر یا امیر و رئیس قوم تھے؟ نہیں! بلکہ اُس کے یہ معنی ہیں:

عَظُمَ نَفعُہٗ فِي الْإِسْلَامِ. (العقیدۃ الحسنۃ: مولانا شاہ ولی اللہ) (1)

یعنی، بہت نفع ہوا اُن سے اسلام میں۔

اور

وَلٰکنھما أکثر ثوابًا وَأعظم نفعا للمُسْلِمين وَالْإِسْلَامِ. کَمَا مَرَّ تَفْصِيلُه (صواعق محرقہ) (2)

[یعنی، ان (شیخین) کا وجود اسلام اور مسلمانوں کے لئے ثواب اور نفع کے لحاظ سے بہت بڑا ہے۔ جیسا کہ اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔]

جب ہم جزئی فضائل پر نظر کرتے ہیں تو ہمارا ایمان ہم کو یہ یقین دلاتا ہے کہ قرۃ العینین حضرات حسنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کو جو شرف حاصل ہے وہ ازآدم عَلَیْہِ السَّلَامُ اور تا قیامِ قیامت نہ کسی کو حاصل ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ کس کے جدِ بزرگوار ہیں مثل جناب سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے؟ کس کی والدہِ معظّمہ ہیں مثل سیّدہ خاتون جنت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کے؟، کس کی جدہِ مکرّمہ ہیں مثل اُم المومنین حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کے؟ کس کے والد ہیں مثل امیر المومنین سیّدنا مولی علی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہٗ؟

اِسی طرح سے وہ خصوصیتیں اور وہ قرب و معیّت جو حضور پُر نور فخرِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم سے جناب مولیٰ علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو حاصل ہے۔ مثلاً: حضور سرورِ کائنات کی ذریت کا صُلب مولیٰ علی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہٗ سے ہونا، یہ ایسا شرف ہے جو کسی کو نہیں، نہ اس

---

(1)۔۔۔:العقیدۃ الحسنۃ (مع ترجمہ و شرح بنام عقائد الاسلام)، ص 31 بتصرف

(2)۔۔۔:الصواعق المحرقۃ: الباب الثالث، الفصل الأول، 173/1 (بتصرف یسیر)

میں کوئی شک ہے ماسوائے اس کے آپ کے جس قدر مناقب و فضائلِ صحیحہ ہیں وہ سب ہمارا دین وایمان۔

مگر اے عزیز! آپ کا یہ فضل و شرف مخصوص ہے آپ کی ذاتِ والاصفات کے ساتھ۔ گفتگو تو اس میں ہے کہ منصبِ نبوۃ و رسالت یعنی، اسلام کی اشاعت، احکام کی اقامت، اموراتِ دینیہ کی انجام دہی کس کے ہاتھوں سے ہوئی۔ پس یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ خلفاے راشدین سے جس قدر اشاعت اسلام وترویج دین کی ہوئی اور امتِ مرحومہ جس قدر اُن سے مستفیض ہوئی، اُس قدر کسی غیر سے نہیں ہوئی اور جس سے جس قدر فائدہ اسلام و مسلمین کو پہنچا اُسی قدر وہ عند اللہ ماجور و مصیب ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ

وَأفضل النَاس بعد النَبِيين عَلَيهِم الصَلَاة وَالسَلَام أَبو بكر الصَديق ثمَ عمر بن الْخطاب الْفَارُوق ثمَ عُثمَان بن عَفَان ذُو النورين ثمَ عَلي بن أبي طَالب المرتضى رِضْوَانُ اللهِ عَلَيهِمْ اَجْمَعِين. وَاللهُ يَخْتَصُ بِرَحْمَتِهٖ مَن يَشَآءُ. (فقہ الاکبر) (1)

[یعنی، انبیاے کرام عَلَیھِم الصَلَاۃُ وَالسَلَامُ کے بعد تمام لوگوں میں افضل، حضرت ابو بکر صدیق، پھر عمر بن خطاب فاروقِ اعظم، پھر عثمان بن عفان ذوالنورین، پھر علی بن ابی طالب المرتضی رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن ہیں۔]

اے برادرانِ دین والے صاحبانِ حق ویقین! ان اوراق میں اب تک جو ضبطِ تحریر میں آیا وہ صرف اس امر کی تحقیق تھی کہ افضل البشر بعد الانبیاء حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہ ہیں، الخ۔ یہی اس کتاب کا موضوع اور یہی اس تحریر کا منشا ہے اور یہی کتاب و سنت و آثارِ صحابہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنھُمْ اور اقوالِ آئمہِ دین سے ثابت ہے اور یہی مذہب ہے سلف صالحین و مجتہدین کا اور یہی عقیدہ ہے اہلِ حق حضرات اہل سنت و جماعت فرقہِ ناجیہ کا

(1)۔۔۔الفقہ الأکبر: المفاضلۃ بین الصَحابۃ، ص 37

اور یہی راہ حق موجب نجات ہے۔

اے عزیز وا یہی میرا ایمان و اعتقاد ہے اور اسی اعتقاد کے ساتھ میں اپنے خداوند ذوالجلال سے یوم الحشر ملاقی ہوں گا اور اسی اعتقاد و ایمان سے مجھ کو یقین ہے دیدار رب العالمین اور شفاعت رحمۃ للعالمین کا۔ان شاءاللہ تعالی۔

حَسْبِي مِنَ الْخَيْرَاتِ مَا أَعْدَدْتُه   يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي رِضَا الرَّحْمٰنِ

دِينُ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ خَيْرِ الْوَرٰى   ثُمَّ اعْتِقَادِي مَذْهَبُ النُّعْمَانِ

[قیامت کے دن خدا رحمن عَزَّ وَ جَلَّ کی رضاو خوشنودی حاصل کرنے کے لئے مجھ کو میری مہیا کردہ نیکیوں کا ذخیرہ اور محمد مصطفی خیر الوریٰ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّم کا دین کفایت کرے گا اور میں امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کے مذہب کا معتقد ہوں۔]

خاتمہ

بعض اُن امور کے بیان میں جن کی پابندی و رعایت ہم اہل سنت کے لئے مذہبا ضروری ہے

طالب حق پر مخفی نہ رہے کہ مذہب اہل حق یہ ہے کہ باعتقاد تفضیل شیخین، کل صحابہ کرام رِضْوَانُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْهِمْ أَجْمَعِيْن سے حُسنِ اعتقاد رکھے اور سب کو بھلائی سے یاد کرے؛ کیوں کہ حضور سرورِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا ہے:

(اللهَ اللهَ فِي أَصْحَابِي)، اللهَ اللهَ فِي أَصْحَابِي، لاَ تَتَّخِذُوهُمْ غَرَضًا بَعْدِي، فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ، وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِي، وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللهَ، وَمَنْ آذَى اللهَ فَيُوشِكُ أَنْ يَأْخُذَهُ. (1)

[(اللہ سے ڈرو! میرے صحابہ کے معاملہ میں)، اللہ سے ڈرو! میرے صحابہ کے معاملہ میں اور میرے بعد انہیں ہدف ملامت نہ بنانا، جو ان سے محبت کرے گا وہ مجھ سے محبت کرنے کی وجہ سے ان سے محبت کرے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا وہ مجھ سے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھے گا، جس نے انہیں ایذاء پہنچائی، اس نے مجھے ایذا پہنچائی اور جس نے مجھے ایذا پہنچائی، اس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی، تو قریب ہے کہ وہ اسے اپنی گرفت میں لے لے۔]

---

(1)۔۔۔سنن الترمذي: أبواب المناقب عن رسول الله صلی الله علیه وسلم، باب فیمن سب أصحاب النبي صلی الله علیه وسلم، رقم 3862، مذکورہ نسخہ کے مطابق مصنف کی نقل کردہ عبارت میں قوسین کی عبارت زیادہ ہے۔ وَاللهُ أَعْلَم

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس کو حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ذات اقدس سے محبت ہو گی، وہ صحابہ کا بھی محبّ ہو گا اور جس کو آپ کی ذاتِ پاک کے ساتھ عناد ہو گا، وہ صحابہ کا ایذا رساں عین آپ کو ایذا دینے والا ہے اور جس نے آپ کو ایذا دی، اس نے خدا کو ایذا دی، اُس کا انجامِ کار جہنم ہے۔ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا

اور اہلِ ایمان کو لازم ہے کہ مشاجرات و منازعاتِ صحابہ کے در پے نہ ہو؛ کیوں کہ یہ بہت پیچیدہ معاملات ہیں، جن کی واقعیّت تک پہنچنا عسیر و دشوار ہے۔

اس کا مزا، میرا دل جانتا ہے، ۱۳۱۲ھ سے آج تک کہ ۱۳۲۱ھ ہے، شبانہ روز میں ان امورات کی تفتیش میں کوشاں رہا، اس جستجو پر جستہ جستہ واقعات کا پتہ ملا۔ علاوہ ازیں شارع علیہ السلام نے ہم کو اس کا مکلف نہیں فرمایا، نہ ہم ان معاملات کے حَکَم ہیں، نہ ہم میں وہ قابلیت ہے کہ اُن واقعات کے نفس الامر کو دریافت کر سکیں، اِدراک کو وہاں تک رسائی نہیں۔ مزید بر آں مشاجرات کے جس قدر اَخبار ہیں ظنی وآحاد، اُس پر مبتدعین و دشمنانِ دین کی افترا پردازیاں بے شمار ہیں۔

یہودی بچہ صنعانی کے مکائد سے کون بے خبر ہے اور صحابہ کرام کے محامد و محاسن قطعی و یقینی ہیں، جن پر کتاب و سنت شاہد، بلکہ کتبِ مخالفین بھی اس کے مؤید۔ لہٰذا ہم کو جزم ویقین کا پابند ہونا چاہئے اور ظن و گمان کو ترک کرنا چاہئے، یہی طریق اَسلم اور راہِ سلامت رَوی ہے۔

اور ایمان والو! تم پر لازم ہے کہ صدقِ دل سے دوستی رکھو حضراتِ اہلِ بیتِ اطہار اور ذوِی القربٰی و عترتِ رسولِ پروردگار سے؛ کیوں کہ حضرتِ حق نے حکم فرمایا اپنے حبیب و محبوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو:

﴿قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى﴾ [الشوری:۲۳]

[ترجمہ: تم فرماؤ میں اس (تبلیغ رسالت اور ارشاد و ہدایت) پر، تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا، مگر قرابت کی محبّت۔ (کنز الایمان)]

واضح ہو کہ لفظ ﴿قُرۡبٰی﴾ خود دلالت کرتا ہے کہ جن سے قرابتِ نسبی ہے رسول کریم عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسۡلِیۡم کی، وہ سب اس آیت کے عموم میں داخل ہیں۔

چناں چہ "بخاری" وغیرہ میں ہے، جب کہ حضرت جبیر نے تفسیر کی ﴿قُرۡبٰی﴾ کی آلِ محمد سے، تو کہا اُن سے حضرت ابن عباس نے کہ تم نے جلدی کی تفسیر کرنے میں:۔

إِنَّہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم لم یکن بطن فِي قُرَیۡش إِلَّا کَانَ فِیۡہِ قرابۃ. (صواعق)(1)

[یعنی، قریش میں کوئی ایسا قبیلہ نہ ہوگا جس میں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم کے قرابت دار نہ ہوں۔]

اور "تفسیر ثعلبی" میں ہے کہ:

رسولِ مقبول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم کے قرابت دار ہاشم کی اولاد اور عبد المطلب کی اولاد ہے کہ خمس اُن پر تقسیم کرنا چاہئے۔ (تفسیر حسینی)(2)

وَقَالَ الۡبَغَوِيّ: مَوَدَّتہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم کف الۡأَذٰی عَنۡہُ ومودۃ أَقَاربہ. (صواعق)(3)

[یعنی، امام بغوی نے فرمایا: نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم سے مودت کا مطلب آپ سے تکلیف واذیت کو دور کرنا اور آپ کے اقارب سے محبت رکھنا ہے۔]

اور فرمایا حضور سرورِ کونین سلطانِ دارین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم نے:

أَلا وَمن آذٰی نسبي وَذَوِي رحمي فقد آذَانِي وَمن آذَانِي فقد آذَی اللّٰہ. (أخرجہ ابن أبي عَاصِمٍ وَالطَّبَرانِيّ وَابن مندۃ وَالۡبَیۡہَقِيّ. (صواعق محرقہ)(4)

---

(1)۔۔۔:الصواعق المحرقۃ: الۡمَقۡصد الأول فِي تَفۡسِیۡرِ ھَا، 489/2

(2)۔۔۔: تفسیرِ قادری ترجمہ اردو تفسیرِ حسینی: سورۃ الشوریٰ: زیرِ آیت ۲۳۔ 392/2]

(3)۔۔۔:الصواعق المحرقۃ: الۡمَقۡصد الأول فِي تَفۡسِیۡرِ ھَا، 491/2

(4)۔۔۔:الصواعق المحرقۃ: الۡمَقۡصد الثَّانِي فِیۡمَا تضمنتہ تِلۡكَ الۡآیَۃ من طلب محبۃ آلہ...، 497/2

[یعنی، خبر دار! جس نے میرے نسب اور قرابت داروں کو تکلیف دی، دراصل اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی، اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی۔]

اے حضرات! ان مختصر اوراق میں گنجائش نہیں کہ مناقبِ اہل بیت یا صحابہ کی تفصیل ہو سکے۔ مناقبِ اہل بیت بالا یجاز والاختصار رسالہ "معیار الحق"[1] اور رسالہ "سیف المسلول"[2] میں کسی قدر لکھے ہیں، یہ رسالہ شائع ہو چکا ہے۔

الغرض! اُن سب سے حُسنِ عقیدت موجبِ نجات ہے، اُن میں کسی سے بھی ادنیٰ بد اِعتقادی یا شمہ دشمنی، شعبہِ نفاق ہے اور موجبِ دخولِ نار ہے۔ اُن کی دوستی عین الفتِ رسول ہے، اُن کی دشمنی، عین دشمنیِ رسول ہے۔ دوست اُن کا ناجی جنتی، دشمن اُن کا ناری، جہنمی، اوندھے منہ جہنم میں جھونکا جائے گا۔

اَللّٰھُمَّ احفَظْنَا، اَللّٰھُمَّ ارزُقنَا حُبَّھُمْ وَ حُبَّ مَنْ یُحِبُّھُمْ. اٰمین بِحَقِّ طٰهٰ و یٰسٓ یَاأَرْحَمَ الرَّاحِمِینَ. اٰمین

یا الٰہ العالمین! اس رسالہ کو مقبول فرما اور خلق کو راہِ حق دکھا اور میرے لئے اس کو ذخیرہِ آخرت فرما۔ بحق لا الہ الا اللہ و بجاہِ محمد رسول اللہ۔

یارب برسالتِ رسول الثقلین
یا رب بغزا کنندۂ بدر و حنین
عصیان مرا دو حصہ کن در عرصات

---

(1)۔۔: مناقبِ اہل بیت غالباً، معیار الحق [حصہ سوم] یعنی، معرفہِ فرقہِ ناجیہ بین السنی والشیعہ میں ہوں گے کہ حصہ اوّل و دوم اس وقت پیشِ نظر ہیں، ان میں نہیں ہیں۔

(2)۔۔: السیف المسلول: یہ کتاب اصلاً اہل بیت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل و مناقب پر مشتمل ہے؛ مگر ساتھ میں مصنف نے اس میں کچھ دوسری علمی بحثیں شامل کر کے کتاب کو بہت ہی دلچسپ بنا دیا ہے۔ دیکھئے کتاب ہذا میں: مولانا حافظ عبد السمیع حنفی بنارسی: حیات و خدمات از مولانا محمد افروز قادری چریاکوٹی۔

نیہی بحسن ببخش ونیہی بحسین

[یعنی، اے میرے رب عزّوجل ! رسولِ ثقلین صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کی رسالت اور بدر و حنین میں اُن کی معرکہ آرائیوں کے طفیل روزِ قیامت میرے گناہوں کو دو حصوں میں تقسیم کرکے ایک حصہ حضرت حسن اور دوسرا حضرت حسین کے صدقے بخش دے۔]

اَللّٰھُمَّ! یَارَبِّ بِجَاہِ نَبِیِّکَ سَیِّدِنَا الْمُصْطَفٰی وَرَسُوْلِکَ الْمُرْتَضٰی، طَھِّرْ قُلُوْبَنَا مِنْ کُلِّ وَصْفٍ یُبَاعِدُنَا عَنْ مُشَاھَدَتِکَ وَمَحَبَّتِکَ وَأَمِتْنَا عَلَی السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ وَالشَّوْقِ إِلٰی لِقَائِکَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِکْرَامِ وَصَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَاٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ أَجْمَعِیْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ .

لَقَدْ حَصَلَ الْفَرَاغُ مِنَ التَّسْوِیْدِ ھٰذِہِ الْأَوْرَاقِ فِي سنۃ 1321 مِنَ الْھِجْرَۃِ ثُمَّ نَظَرْتُھَا وَصَحَّحْتُھَا وَأَخَذْتُھَا مِنَ السَّوَادِ إِلَی الْبَیَاضِ فِي سنۃ 1329 مِنَ الْھِجْرَۃِ عَلٰی صَاحِبِھَا الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ فِي 24 مِنْ شَھْرِ رَمَضَانَ یَوْمَ الْإِثْنَیْنِ.

وَأَنَا الْعَبْدُ الضَّعِیْفُ الْعَاصِی مُحَمَّدْ عَبْدُ السَّمِیْعِ اَلْحَنَفِي اَلْبَنَارَسِي - غَفَرَ اللہُ لَہٗ وَلِأَبَوَیْہِ وَلِجَمِیْعِ الْمُسْلِمِیْنَ إِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ -

تــــــــمّــــــــت

ماخذومراجع

[تحقیق، تخریج، تصحیح وتحشیہ میں جن کتب سے مدد لی گئی]

(1)- قرآن مجید: کلامِ الٰہی

(2)- کنز الایمان؛ مترجم: اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان محدّث بریلوی

کتبِ تفسیر

(3)-روح البيان؛مؤلف: إسماعيل حقي بن مصطفى الإستانبولي الحنفي الخلوتي, المولى أبو الفداء (المتوفى: 1127هـ)، ناشر: دار الفكر-بيروت

(4)-لباب التأويل في معاني التنزيل؛مؤلف: علاء الدين علي بن محمد بن إبراهيم بن عمر الشيحي أبو الحسن، المعروف بالخازن (م: 741هـ)، تصحيح: محمد علي شاهين، ناشر: دار الكتب العلمية-بيروت.

(5)-مفاتيح الغيب/التفسير الكبير؛مؤلف: أبو عبد الله محمد بن عمر بن الحسن بن الحسين التيمي الرازي الملقب بفخر الدين الرازي خطيب الري (م: 606هـ)ناشر: دار إحياء التراث العربي-بيروت

(6)-تفسير القرآن العظيم؛مؤلف: أبو محمد عبد الرحمن بن محمد بن إدريس بن المنذر التميمي، الحنظلي، الرازي ابن أبي حاتم (م: 327هـ)، محقق: أسعد محمد الطيب، ناشر: مكتبة نزار مصطفى الباز

(7)-زاد المسير في علم التفسير؛مؤلف: جمال الدين أبو الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد الجوزي (م: 597هـ)محقق: عبد الرزاق المهدي، ناشر: دار الكتاب العربي - بيروت

(8)-تفسير الجلالين؛مؤلف: جلال الدين محمد بن أحمد المحلي (م: 864هـ) و جلال

الدين عبد الرحمن بن أبي بكر السيوطي (م: 911هـ)، ناشر: دار الحديث—القاهرة

(9)-تفسير الجلالين مع الحاشيتين: احدهما الكمالين، للفاضل الاجل المحدث الاكمل الشيخ سلام الله الدهلوی۔ وثانیهما الزلالين، للعامل الكامل الماهر اسرار الخفى والجلى المولانا المولوى محمد رياست على حنفى، ناشر: مطبع نامی منشی نول کشور۔ لکھنو

(10)-معالم التنزيل في تفسير القرآن = تفسير البغوي؛ مؤلف: محيي السنة، أبو محمد الحسين بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوي الشافعي (م: 510هـ) محقق: عبد الرزاق المهدي، ناشر: دار إحياء التراث العربي -بيروت

(11)- تفسير النسفي (مدارك التنزيل وحقائق التأويل)؛ مؤلف: أبو البركات عبد الله بن أحمد بن محمود حافظ الدين النسفي (م: 710هـ)، حققه وخرج أحاديثه: يوسف علي بديوي، راجعه وقدم له: محيي الدين ديب مستو، ناشر: دار الكلم الطيب، بيروت

(12)-جامع البيان في تأويل القرآن؛ مؤلف: محمد بن جرير بن يزيد بن كثير بن غالب الآملي، أبو جعفر الطبري (م: 310هـ)، محقق: أحمد محمد شاكر، ناشر: مؤسسة الرسالة

(13)-الوسيط في تفسير القرآن المجيد؛ مؤلف: أبو الحسن علي بن أحمد بن محمد بن علي الواحدي، النيسابوري، الشافعي (م: 468هـ)، تحقيق وتعليق: الشيخ عادل أحمد عبد الموجود، الشيخ علي محمد معوض، الدكتور أحمد محمد صيرة، الدكتور أحمد عبد الغني الجمل، الدكتور عبد الرحمن عويس، ناشر: دار الكتب العلمية، بيروت—لبنان

(14)-تفسير عزيزی مسمّی به فتح العزيز؛ تصنيف: عمدة المفسرين زبدة المحدثين مولانا شاه عبد العزيز دهلوی، ناشر: المكتبة الحقانیه۔ کوئٹه

(15)- تفسیر قادری ترجمہ اردو تفسیر حسینی؛ مصنف: ملا حسین واعظ بن علی کاشفی، مترجم: مولوی فخر الدین احمد حنفی رزاقی قادری ساکن لکھنو محلہ دار العلم فرنگی محل، ناشر: مطبع نامی منشی نول کشور۔ لکھنو

کتبِ علوم القرآن

(16)- مفحمات الأقران في مبهمات القرآن؛ مؤلف: عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال

الدين السيوطي (م: 911 هـ)، محقق: الدكتور مصطفى ديب البغا، ناشر: مؤسسة علوم القرآن، دمشق-بيروت

(17)- أسباب نزول القرآن، مؤلف: أبو الحسن علي بن أحمد بن محمد بن علي الواحدي، النيسابوري، الشافعي (م: 468هـ)، محقق: كمال بسيوني زغلول، ناشر: دار الكتب العلمية-بيروت

کتبِ احادیث

(18)-صحيح البخاري، مؤلف: محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي، محقق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ناشر: دار طوق النجاة

(19)-صحيح مسلم، مؤلف: مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري (م: 261هـ)، محقق: محمد فؤاد عبدالباقي، ناشر: دار إحياء التراث العربي-بيروت

(20)-سنن الترمذي، مؤلف: محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، أبو عيسى (م: 279هـ)، محقق: بشار عواد معروف، ناشر: دار الغرب الإسلامي-بيروت

(21)-سنن أبي داود، مؤلف: أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السِّجِسْتاني (م: 275هـ)، محقق: شعَيب الأرنؤوط - محَمَّد كامِل قره بللي، ناشر: دار الرسالة العالمية

(22)-سنن ابن ماجه، مؤلف: ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، وماجة اسم أبيه يزيد (م: 273هـ)، تحقيق: محمد فؤاد عبدالباقي، ناشر: دار إحياء الكتب العربية

(23)-المستدرك على الصحيحين، مؤلف: أبو عبدالله الحاكم محمد بن عبدالله بن محمد بن حمدويه بن نعيم بن الحكم الضبي الطهماني النيسابوري معروف بابن البيع (م: 405هـ)، دراسة وتحقيق: مصطفى عبدالقادر عطا، ناشر: دار الكتب العلمية-بيروت

(24) كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال،مؤلف: علاء الدين علي بن حسام الدين ابن قاضي خان القادري الشاذلي الهندي البرهانفوري ثم المدني فالمكي الشهير بالمتقي الهندي(م: 975هـ) محقق: بكري حياني - صفوة السقا،ناشر: مؤسسة الرسالة

(25)- صحيح ابن حبان بترتيب ابن بلبان،مؤلف: محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن معبد، التميمي، أبو حاتم، الدارمي، البستي (م: 354هـ)،محقق: شعيب الأرنؤوط، ناشر: مؤسسة الرسالة- بيروت

(26)- مشكاة المصابيح،مؤلف: محمد بن عبد الله الخطيب العمري، أبو عبد الله، ولي الدين، التبريزي (م: 741هـ)،محقق: محمد ناصر الدين الألباني،ناشر: المكتب الإسلامي- بيروت

(27)- المعجم الكبير،مؤلف: سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، أبو القاسم الطبراني (م: 360هـ)،محقق: حمدي بن عبد المجيد السلفي، دار النشر: مكتبة ابن تيمية - القاهرة

(28)- المعجم الأوسط،مؤلف: سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، أبو القاسم الطبراني (م: 360هـ)،محقق: طارق بن عوض الله بن محمد , عبد المحسن بن إبراهيم الحسيني،ناشر: دار الحرمين - القاهرة

(29)- مسند أبي يعلى،مؤلف: أبو يعلى أحمد بن علي بن المثنى بن يحيى بن عيسى بن هلال التميمي، الموصلي (م: 307هـ)،محقق: حسين سليم أسد،ناشر: دار المأمون للتراث - دمشق

(30)- مسند الإمام أحمد بن حنبل،مؤلف: أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (م: 241هـ)،محقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد،ناشر: مؤسسة الرسالة

(31)- المنتخب من مسند عبد بن حميد،مؤلف: أبو محمد عبد الحميد بن حميد بن نصر الكَسّي (م: 249هـ)،محقق: صبحي البدري السامرائي، محمود محمد خليل الصعيدي،

ناشر:مكتبۃالسنۃ—القاهرۃ

(32)-الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار،مؤلف: أبو بكر بن أبي شيبة، عبد الله بن محمد بن إبراهيم بن عثمان بن خواستي العبسي (م: 235هـ)،محقق: كمال يوسف الحوت،ناشر:مكتبۃالرشد-الرياض

(33)-تيسير الوصول الي جامع الاصول من حديث الرسول،مؤلف:عبدالرحمن بن علي بن محمد الشيباني[م:944ھ]،اختصره:ابن الأثير هو الفقيه المحدث اللغوي مجد الدين أبو السعادات المبارك بن محمد الشيباني ابن الأثير الجزري[م:606ھ]،تعليق: محمد حامد الفقي،ناشر:المطبعۃالسلفيه-بمصر

(34)-دلائل النبوة،مؤلف: أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني،أبو بكر البيهقي(م:458هـ)،محقق:د.عبدالمعطي قلعجي،ناشر:دار الكتب العلمية،دار الريان للتراث

(35)-الشريعة،مؤلف: أبو بكر محمد بن الحسين بن عبد الله الآجُرِّيُّ البغدادي (م: 360هـ)،محقق:الدكتور عبدالله بن عمر بن سليمان الدميجي،ناشر:دار الوطن-الرياض /السعودية

شروحاتِ حدیث

(36)-مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح،مؤلف: علي بن (سلطان) محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري(م:1014هـ)،ناشر:دار الفكر،بيروت-لبنان

(37)-إهداء الديباجة بشرح سنن ابن ماجة، مؤلف:صفاء الضوى احمد العدوي، ناشر: دار اليقين

(38)-مظاهر حق اردو شرح مشكاة شريف،تصنيف:نواب محمد قطب الدين خان دهلوی،مقدمه حواشی وتخریج احادیث:ڈاکٹر محمود الحسن عارف،ناشر:المصباح-لاهور

(39)-اشعة اللمعات شرح مشکاۃ شریف،مؤلف: ابو المجدشیخ محقق مولانا شاہ عبدالحق بن سیف الدین بخاری محدث دہلوی، متخلص بہ «حقی» (پ:958ھ/م:1052ھ)، ناشر:مکتبہ رشیدیہ۔ کوئٹہ

(40)-لمعات التنقیح فی شرح مشکاۃ المصابیح،تالیف:ابو المجدشیخ محقق مولانا شاہ عبدالحق بن سیف الدین بخاری محدث دہلوی، متخلص بہ «حقی» (پ:958ھ/م:1052ھ)، تحقیق وتعلیق:دکتور تقی الدین ندوی، ناشر:دار النوادر

کتبِ علومِ حدیث / اصولِ حدیث

(41)-کتاب الأجوبة الفاضلة للأسئلة العشرة الكاملة وعليه التعليقات الحافلة على الأجوبة الفاضلة لعبد الفتاح أبو غدة،مؤلف:الشيخ أبي الحسنات محمد عبد الحي اللكنوي الهندي، تحقيق:عبد الفتاح أبو غدة، ناشر:مكتب المطبوعات الاسلامية-حلب

(42)-المقاصد الحسنة في بيان كثير من الأحاديث المشتهرة على الألسنة،مؤلف:شمس الدين أبو الخير محمد بن عبد الرحمن بن محمد السخاوي(م:902ھ)، دراسة وتحقيق: محمد عثمان الخشت، ناشر:دار الكتاب العربي-بيروت

(43)- جواهر الاصول في علم حديث الرسول(صلى الله عليه و سلم)،مؤلف: الشيخ محمد بن محمد بن علي الفارسي المشهور بفصيح الهروي (م:837ھ)، تحقيق : أبو المعالي القاضي أطهر المباركفوري، نشر:الدار السلفية-الهند

(44)-العلل الواردة في الأحاديث النبوية،مؤلف: أبو الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي بن مسعود بن النعمان بن دينار البغدادي الدارقطني (م: 385ھ)، تحقيق وتخريج (المجلدات من الأول إلى الحادي عشر): محفوظ الرحمن زين الله السلفي، ناشر: دار طيبة-الرياض۔علق عليه(المجلدات من الثاني عشر إلى الخامس عشر):محمد بن صالح بن محمد الدباسي، ناشر:دار ابن الجوزي-الدمام

(45)-المقاصد الحسنة في بيان كثير من الأحاديث المشتهرة على الألسنة،مؤلف: شمس الدين أبو الخير محمد بن عبد الرحمن بن محمد السخاوي (م: 902هـ)، محقق: محمد عثمان الخشت، ناشر: دار الكتاب العربي-بيروت

کتبِ تاریخ، سیر و فضائل

(46)-الخصائص الكبرى،مؤلف: عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي (م: 911هـ)، ناشر: دار الكتب العلمية-بيروت

(47)-المواهب اللدنية بالمنح المحمدية،مؤلف: أحمد بن محمد بن أبى بكر بن عبد الملك القسطلاني القتيبي المصري، أبو العباس، شهاب الدين (م: 923هـ)، ناشر: المكتبة التوفيقية، القاهرة-مصر

(48)-تواریخ حبیب الہ،مصنف: شہید راہِ حجاز حضرت علامہ مفتی عنایت احمد کاکوروی (م: 1279ھ 1863ء)، ناشر: مکتبہ مہریہ رضویہ-کالج روڈ ڈسکہ

(49)-السيرة النبوية لابن هشام،مؤلف: عبد الملك بن هشام بن أيوب الحميري المعافري، أبو محمد، جمال الدين (م: 213هـ)، تحقيق: مصطفى السقا وإبراهيم الأبياري وعبد الحفيظ الشلبي، ناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر

(50)-السيرة الحلبية/إنسان العيون في سيرة الأمين المأمون،مؤلف: علي بن إبراهيم بن أحمد الحلبي، أبو الفرج، نور الدين ابن برهان الدين (م: 1044هـ)، ناشر: دار الكتب العلمية-بيروت

(51)-الصواعق المحرقة على أهل الرفض والضلال والزندقة،مؤلف: أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي السعدي الأنصاري، شهاب الدين شيخ الإسلام، أبو العباس (م: 974هـ)، محقق: عبد الرحمن بن عبد الله التركي - كامل محمد الخراط، ناشر: مؤسسة الرسالة-لبنان

(52)-جذب القلوب الي ديار المحبوب،مصنف: ابو المجد شیخ محقق مولانا شاہ

عبدالحق بن سیف الدین بخاری محدث دهلوی، متخلص به «حقی» (پ:958 ھ/م:1052ھ)، ناشر: مطبع نامی منشی نول کشور لکھنو

(53)- مطالع المسرات بجلاء دلائل الخيرات، مؤلف: محمد المهدي بن احمد بن علي بن يوسف الفاسي القصري (م:1054)، ضبطه وصححه: مرسى محمد على، دار الكتب العلمية-بيروت-لبنان

(54)-شرح الشفا، مؤلف: علي بن (سلطان) محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري (م:1014هـ)، ناشر: دار الكتب العلمية-بيروت

(55)-فضائل الصحابة، مؤلف: أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (م:241هـ)، محقق: د. وصي الله محمد عباس، ناشر: مؤسسة الرسالة-بيروت

(56)-فضائل أبي بكر الصديق عبد الله بن عثمان التيمي رضي الله عنه، مؤلف: محمد بن علي بن الفتح بن محمد بن علي أبو طالب الحربي، ابن العشاري الحنبلي (م: 451هـ)، حقق نصوصه وخرج احاديثه وعلق عليه: محمد ابراهيم الحوتي، ناشر: مكتبة اولاد الشيخ للتراث

(57)-الاستيعاب في معرفة الأصحاب، مؤلف: أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمري القرطبي (م: 463هـ)، محقق: علي محمد البجاوي، ناشر: دار الجيل-بيروت

(58)-تاريخ الخلفاء، مؤلف: عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي (م: 911هـ)، محقق: حمدي الدمرداش، ناشر: مكتبة نزار مصطفى الباز

(59)-الرياض النضرة في مناقب العشرة، مؤلف: أبو العباس، أحمد بن عبد الله بن محمد، محب الدين الطبري (م:694هـ)، ناشر: دار الكتب العلمية

(60)-تاريخ دمشق، مؤلف: أبو القاسم علي بن الحسن بن هبة الله المعروف بابن عساكر (م:571هـ)، محقق: عمرو بن غرامة العمروي، ناشر: دار الفكر للطباعة والنشر

(61)-کتاب: کشف الغمة في معرفة الائمة،تألیف: ابي الحسن علي بن عیسی بن ابي الفتح الاربلي، ناشر: دار الاضواء للطباعة والنشر والتوزیع-بیروت لبنان

(62)-الکواکب الدریة فی تراجم السادة الصوفیة/الطبقات الکبری:امام زین الدین محمد بن عبد الرؤوف المناوی(1031 ھ/ 1622م)، تحقیق:محمد أدیب الجادر، ناشر:دار صادر۔بیروت

(63)-تذکرة الحفاظ،مؤلف: شمس الدین أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایماز الذهبي(م:748ھ)،ناشر: دار الکتب العلمیة بیروت-لبنان

(64)-الاستیعاب في معرفة الأصحاب،مؤلف: أبو عمر یوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمري القرطبي (م: 463ھ)،محقق: علي محمد البجاوي،ناشر: دار الجیل،بیروت

(65)-حلیة الأولیاء وطبقات الأصفیاء،مؤلف: أبو نعیم أحمد بن عبد الله بن أحمد بن إسحاق بن موسی بن مهران الأصبهاني(م:430ھ)،ناشر: السعادة-مصر

(66)-أسد الغابة في معرفة الصحابة،مؤلف: أبو الحسن علي بن أبي الکرم محمد بن محمد بن عبد الکریم بن عبد الواحد الشیباني الجزري، عز الدین ابن الأثیر (م: 630ھ)،محقق: علي محمد معوض -عادل أحمد عبد الموجود،ناشر: دار الکتب العلمیة .

(67)-الکامل في التاریخ،مؤلف: أبو الحسن علي بن أبي الکرم محمد بن محمد بن عبد الکریم بن عبد الواحد الشیباني الجزري، عز الدین ابن الأثیر (م: 630ھ)،تحقیق: عمر عبد السلام تدمري،ناشر: دار الکتاب العربي، بیروت-لبنان

(68)-الطبقات الکبری،مؤلف: أبو عبد الله محمد بن سعد بن منیع الهاشمي بالولاء، البصري، البغدادي المعروف بابن سعد (م: 230ھ)،تحقیق: محمد عبد القادر عطا، ناشر: دار الکتب العلمیة-بیروت

(69)-مقامات مظہری؛تالیف:حضرت شاہ غلام علی دہلوی، تحقیق و تعلیق وترجمہ: محمد اقبال

مجددی، ناشر: پروگریسو بکس۔لاہور

(70)-فیضانِ صدیق اکبر؛ پیش کش: شعبہ فیضانِ صحابہ و اہل بیت (مجلس المدینۃ العلمیۃ) ناشر مکتبۃ المدینہ باب المدینہ۔کراچی

(71)-الْإِكْمَالِ فِي أَسْمَاءِ الرِّجَالِ؛ مصنف: الامام العلامة محمد بن عبد الله الخطيب، التبريزي (م: 741هـ)، تحقيق: شيخ جمال عيتانى، ناشر: دار لكتب العلمية۔بيروت

(72)-خلافت راشدہ، از: ڈاکٹر سپرنگ

(73)-تاریخ الخلفاء از: ولیم میور

(74)-فتوح الشام؛ مؤلف: أبو عبد الله محمد بن عمر بن واقد السهمي الأسلمي، المدني، الواقدي (م: 207هـ)، ناشر: دار الكتب العلمية، الطبعة: الأولى 1417هـ-1997م

کتبِ فقہ و فتاویٰ

(75)-حاشية إرشاد الساري الى مناسك الملاّ علي القاري على المسلك المتقسط في المنسك المتوسط، لملاّ علي بن سلطان محمد القاري المكي الحنفي، و هو شرح للمنسك المتوسط المسمى لباب المناسك للملا رحمة الله بن عبدالله السندي؛ تاليف: علامه حسين بن محمد سعيد عبد الغني المكي الحنفى، ناشر: دار الكتب العلميه۔بيروت۔لبنان

(76)-الدر المختار شرح تنوير الأبصار و جامع البحار؛ مؤلف: محمد بن علي بن محمد الحِصْني المعروف بعلاء الدين الحصكفي الحنفي (م: 1088هـ)، محقق: عبد المنعم خليل إبراهيم، ناشر: دار الكتب العلمية

(77)-فتاوىٰ برهنه؛ مصنف: شيخ نصير الدين منائى، ناشر: مكتبه عربيه-كوئٹه

(78)-معيار المذهب از فتاوىٰ علمائے لكهنؤ

کتبِ عقائد و کلام

(79)-تکمیل الایمان؛تصنیف: ابو المجد شیخ محقّق مولانا شاہ عبدالحق بن سیف الدین بخاری محدّث دہلوی، متخلص بہ «حقی» (پ:958 ھ/م:1052ھ)، ناشر: الرحیم اکیڈمی، اعظم نگر، لیاقت آباد۔ کراچی

(80)-شرح المقاصد،سعد الدين مسعود بن عمر بن عبد الله التفتازاني الشافعي (پ:712ھ۔م: 793ھ)، تحقيق: إبراهيم شمس الدين، ناشر: دار الكتب العلمية۔ بيروت -لبنان

(81)-شرح الجرجاني (السيّد السند الشريف علي بن محمد الجرجاني) على المواقف (مؤلف: الامام عضد الدين عبد الرحمن بن أحمد الإيجي) مع حاشيتين جليلتين: السيالكوتي (لملاعبد الحكيم السيالكوتي) والفناري (لحسن جلبي الفناري)، ضبطه و صححه: محمود عمر الدمياطي، ناشر: دار الكتب العلمية

(82)-الفقه الاكبر: سیّدنا امام اعظم امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی، تحقيق و تعليق: ابو شعبه السنبادی، راجعه و قدّم له: د/عصام بن سامی السعيد راشد

(83)-اليواقيت والجواهر في بيان عقائد الأكابر، مؤلف: الإمام عبدالوهاب الشعراني، ناشر: دار إحياء التراث العربي

(84)-قواعد العقائد، مؤلف: أبو حامد محمد بن محمد الغزالي الطوسي (م: 505ھ)، محقق: موسى محمد علي، ناشر: عالم الكتب—لبنان

(85)-تطهير الجنان واللسان عن الخطور والتفوه بثلب سيّدنا معاويه بن ابی سفيان؛ مؤلف: شهاب الدين أبو العباس أحمد بن محمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي السعدي الأنصاري الشافعي، (پ:909ھ۔م:973ھ)، تحقيق و تعليق: ابو عبد الرحمن المصری، ناشر: دار الصحابه للتراث بطنجا

(86)-منح الروض الازهر شرح الفقه الاكبر؛ علي بن (سلطان) محمد، أبو الحسن نور

محمد ملا الهروي القاري (م:1014هـ)، ناشر: مكتبة المدينه باب المدينه- كراچى

(87)- ضوء المعالي على منظومة بدء الامالي، مصنف: علي بن (سلطان) محمد، ابو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري (م:1014هـ)، تحقيق و تعليق عبد السلام شنار، [illegible]

(88)- شرح العقائد النسفية، مصنف: سعد الدين مسعود بن عمر بن عبد الله التفتازاني الشافعي (پ:712هـ م:793هـ)، ناشر: مكتبة المدينه، كراچى- پاكستان

(89)- تهذيب الأسماء و اللغات، مؤلف: أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي (م: 676هـ)، عنيت بنشره و تصحيحه و التعليق عليه و مقابلة أصوله: شركة العلماء بمساعدة إدارة الطباعة المنيرية، يطلب من: دار الكتب العلمية، بيروت- لبنان

(90)- العقيدة الحسنة (از: حضرت شاه ولى الله محدث دہلوى) مع ترجمه و شرح بنام: عقائد اسلام، ترجمه و شرح: خليل العلماء مفتى محمد خليل خان بركاتى، ناشر: فريد بک سٹال- لاہور

(91)- مجموع المتون الكبير، ناشر: المكتبة التجارية الكبرى، شارع محمد على- مصر، سنة النشر: 1378-1955

(92)- التمهيد في بيان التوحيد/ تمهيد ابى شكور السالمى؛ مصنف: الامام ابو شكور محمد بن عبد السعيد السالمى الكبشى، ناشر: النوريه الرضويه پبلشنگ كمپنى- لاہور

(93)- السيف المسلول؛ تاليف: علامه قاضى محمد ثناء الله پانى پتى عثمانى نقشبندى، ناشر: فاروقى ناشران و تاجران، ملتان- پاکستان

(94)- ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء، مصنف: شيخ قطب الدين احمد معروف به شاه ولى الله محدث دهلوى (م:1176هـ/1762ء)، ناشر: مطبع صديقى- بريلى

(95)- قرة العينين فى تفضيل الشيخين، تصنيف: شيخ قطب الدين احمد معروف به شاه ولى الله محدث دهلوى (م:1176هـ/1762ء)، ناشر: مطبع مجتبائى- دهلى

(96)- شرح العقائد العضدية، (ماتن: الامام عضد الدين عبد الرحمن بن أحمد الإيجي

الشیرازی)شارح:الامام جلال الدین الدوانی الشافعی الاشعری،(پ:830ھ۔م:908ھ)،ناشر:داراحیاءالتراث العربی،بیروت۔لبنان

(97)-شرح فقہ اکبر(فارسی)؛مصنف:حضرت بحر العلوم مولانا محمد عبد العلی لکھنوی فرنگی محلی،ناشر:الرحیم اکیڈمی،اعظم نگر،لیاقت آباد۔کراچی

(98)-المجموعة السنیة علی شرح العقائد النسفیة(رمضان آفندی، الکستلی، الخیالی)؛تالیف:رمضان بن محمد الحنفی،مصلح الدین بن محمد القسطلانی،احمد بن موسی شمس الدین الخیالی،ناشر:الغنی ببلشر۔کراتشی

(99)-المسامرة في شرح المسايرة في علم الكلام(المسايرة في علم الكلام:للشيخ الإمام كمال الدين محمد بن همام الدين عبد الواحد الشهير بابن الهمام (م:861هـ))؛شارح: الإمام العلامة كمال الدين أبو المعالي محمد بن الأمير ناصر الدين محمد بن أبي بكر بن علي بن مسعود بن رضوان المقدسي المصري الشافعي معروف بابن أبي شريف،ناشر:المكتبة الازهرية للتراث

(100)-الدر الازھر فی شرح الفقہ الاکبر؛از:مجمع الکمالات مخزن علم و حکمت مولانا عبدالقادر،ناشر:مطبع نظامی۔کانپور

کتبِ تصوّف

(101)-إحياء علوم الدين؛مؤلف: أبو حامد محمد بن محمد الغزالي الطوسي (م: 505هـ)،ناشر:دار المعرفة-بيروت

(102)-الفتوحات المكية؛مصنف: شیخ اکبر محی الدین محمد بن علی بن محمد ابن العربی الحاتمی الطائی الاندلسی(م: 638ھ/1240ء)، تحقیق و تقدیم:عثمان یحیی، تصدیر و مراجعت:د.ابراھیم مدکور، ناشر:المجلس الاعلی للثقافة بالتعاون مع معھد الدراسات العلیا بالسوربون

(103)-فوائدِ رکنی(اردو ترجمہ)؛مکتوب حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری،ترجمہ:سید غلام

صمدانی نقوی، ناشر: سیرت فاؤنڈیشن، لاہور

(104)- منطق الطیر؛مصنف:شیخ فریدالدین ابوحامد محمدبن ابوبکر ابراهیم بن اسحق عطار کدکنی نیشاپوری، ناشر:سایت فرهنگی، اجتماعی و خبری تربت جام

(105)-مکتوبات قدوسیہ؛قطبِ عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی(945ھ/1530ء)، ترجمہ و شرح: کپتان واحد بخش سیال، ناشر: الفیصل ناشران وتاجران کتب لاہور

(106)-الغنية لطالبي طريق الحق عز وجل/غنية الطالبين؛مؤلف: أبو محمد، محيي الدين عبد القادر بن موسى بن عبد الله بن جنكي دوست الحسني، الجيلاني(م: 561هـ)، محقق: أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة، ناشر: دار الكتب العلمية، بيروت-لبنان

(107)-شرح آداب المریدین، مصنّف: حضرت شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری

کتبِ لغات

(108)-غیاث اللغات ؛مصنف: غیاث الدین محمد بن جلال الدین بن شرف الدین رامپوری، باحواشی واضافات بکوشش:محمددبیر سیاقی، ناشر:تهران۔خیابان لالہ زار

(109)-منتخب اللغات؛مصنّف:سیّدعبدالرشیدبن عبدالغفور الحسيني المدني التتوي، ناشر:مطبع نامی منشی نول کشور۔لکھنو

کتبِ متفرّقہ

(110)-دقائق الاخبار في ذكر الجنة و النار؛مصنف: قاضي عبد الرحيم ابن احمد، مع هامشه:الدرر الحسان في البعث ونعيم الجنان، امام جلال الدين سيوطی، ناشر:احمد البابی الحلبی، سن ۱۳۰۶ھ

(111)-التذكرة بأحوال الموتى وأمور الآخرة؛مؤلف: أبو عبد الله محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح الأنصاري الخزرجي شمس الدين القرطبي (م: 671هـ)، تحقيق ودراسة: الدكتور: الصادق بن محمد بن إبراهيم، ناشر: مكتبة دار المنهاج للنشر والتوزيع، الرياض

(112)-المختصر من كتاب الموافقة بين أهل البيت و الصحابة للزمخشري [الموافقة بين آل البيت و الصحابة، مؤلف: اسماعيل بن علي بن الحسن الرازي السمان الرازي المعتزلي (م: 447 هـ)] اختصره: العلامة أبو القاسم محمود بن عمر الزمخشري الخوارزمي (ت 538هـ)، تحقيق و تعليق: سيد إبراهيم صادق، ناشر: دار الحديث القاهرة 1422هـ

(113)-تفريح الاحباب:

کتبِ شیعہ

(114)-مجمع البيان في تفسير القران؛ تأليف: امين الاسلام ابي علي الفضل بن الحسن الطبرسي، ناشر: دار العلوم للتحقيق و الطباعة و النشر و التوزيع

(115)-كتاب: معاني الاخبار، تأليف: الشيخ الصدوق ابي جعفر محمد بن علي بن الحسين بن بابويه القمي، عنى بتصحيحه: علي اكبر الغفاري، ناشر: دار المعرفة للطباعة والنشر

(116)-الاحتجاج؛ مصنف: ابو منصور احمد بن علی بن ابی طالب طبرسی، ناشر: انتشارات الشريف الرضى

(117)-كشف الغمة فى معرفة الأئمة؛ مصنف: أبى الحسن على بن عيسى بن أبى الفتح الإربلى، ناشر: طبع جديد، شبكة نور الاسلام

(118)-منهج المقال في تحقيق احوال الرجال؛ تأليف: محمد بن علي بن ابراهيم الاسترابادي [م: ١٢٨ هـ]، ناشر: تحقيق و نشر: مؤسسة ال البيت عليهم السلام لاحياء التراث

(119)-وصایاے ضیغمی؛ مصنف: ضیغم علی اخباری ابن مرزا شجاعت علی ایرانی

تذكرة الفقهاء ❁ عماد الاسلام ❁ منتهى الكلام ❁ كتاب النواقض ❁ تفسير مظهر العجائب ❁ استقصاء ❁ رجال کشی ❁ افاداتِ معلم